www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 211-230

مصنف
شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری
حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: شلوار ٹخنے سے نیچے رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شلوار ٹخنے سے نیچے رکھنا اعلانیہ کبیرہ گناہ ہے، ایسے شخص کو امام مقرر کرنا جائز نہیں، یہ متکبر ہے، جو لائق امامت نہیں۔

سوال: نامحرم عورت سے میل ملاپ کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کو امام مقرر نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: اگر مردوں کی صف میں کوئی عورت کھڑی ہو جائے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: مردوں کی صفوں کے بعد عورتوں کی صفیں ہوتی ہیں۔ عورت یا عورتوں کو نماز کے لیے مرد یا مردوں کے برابر کھڑا نہیں ہونا چاہیے، لیکن اگر کسی مجبوری کی بنا پر یا غلطی سے ایسا ہو جائے، تو نماز باطل نہیں ہوتی، کیوں کہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔

بعض مذاہب میں محاذات کی چند صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو کہ درجِ ذیل ہیں:

"① عورت کا امام کے آگے یا برابر ہونا، اس سے امام اور اس عورت اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

② عورت کا امام اور مقتدی مردوں کی صف کے درمیان میں یا مقتدی مردوں کی صفوں کے درمیان میں کھڑا ہونا، اس صورت میں ایک عورت اپنے پیچھے والی صرف پہلی صف کے محاذی ایک مرد کی نماز فاسد کرے گی اور دو عورتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف پیچھے والی پہلی صف کے دو محاذی مردوں کی نماز فاسد کریں گی اور تین عورتیں پیچھے والی تمام صفوں کے تین تین محاذی مردوں کی نماز فاسد کریں گی اور تین سے زیادہ عورتیں صفِ تام کے حکم میں ہونے کی وجہ سے پیچھے والی تمام صفوں کے تمام آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔

ایک یا دو عورتیں آگے ہونے کی صورت میں اگر ان کے اور مردوں کے درمیان سترہ بقدرِ ایک ہاتھ حائل ہوگا تو مانع فساد ہوگا۔ اس سے کم مانع فساد نہیں۔ اور تین یا زیادہ عورتیں آگے ہونے کی صورت میں سترہ حائل ہونے کا اعتبار نہیں اور فسادِ نماز کا حکم بدستور برقرار رہے گا۔

③ عورتوں کا مردوں کی صف میں کھڑا ہونا، پس ایک عورت تین آدمیوں کی نماز فاسد کرے گی۔ ایک اپنے دائیں اور ایک بائیں اور ایک پیچھے والی پہلی صف کے اپنی سیدھ والے آدمی کی اور دو عورتیں چار آدمیوں کی، یعنی ایک دائیں اور ایک بائیں اور دو پیچھے والی پہلی صف کے اپنی سیدھ والے دو آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔ اور تین عورتیں ایک ایک دائیں بائیں والے آدمی کی اور پیچھے والی ہر صف کے تین تین محاذی آدمیوں کی آخر صفوں تک نماز فاسد کریں گی اور تین سے زیادہ عورتیں دائیں اور بائیں والے ایک ایک آدمی کی اور پیچھے والی تمام صفوں کے تمام آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔

④ ایک ہی صف میں ایک طرف آدمی ہو اور ایک طرف عورتیں ہوں اور ان کے درمیان میں کوئی حائل نہ ہو، تو صرف اس ایک آدمی کی نماز فاسد ہوگی، جو عورت کے متصل محاذی ہوگا اور باقی آدمیوں کی نماز درست ہو جائے گی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ یہ آدمی باقی آدمیوں اور عورتوں کے درمیان بمنزلہ سترہ ہو جائے گا۔

⑤ قدِ آدم یا زیادہ اونچا چبوترہ یا سائباں یا بالا خانہ وغیرہ ہے اور اس کے اوپر مرد ہیں اور نیچے ان کے محاذی عورتیں ہیں یا اس کے برعکس یعنی عورتیں اوپر ہیں اور نیچے ان کے محاذی مرد ہیں، تو یہ قدِ آدم اونچائی مانع فسادِ نماز ہو جائے گی اور مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ قدِ آدم سے کم اونچائی مانع فساد نہ ہوگی۔''

(فتاوی دار العلوم زکریا از مفتی رضاء الحق:2/276)

یہ ایسا الجھاؤ ہے، جس کی کوئی توجیہ قرآن وحدیث سے ہوسکتی ہے، نہ عقل سلیم سے۔ بلا دلیل نماز کو باطل قرار دینا، شریعت کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''عورت مردوں کے ساتھ صف میں کھڑی نہیں ہوگی، کیوں کہ اس میں فتنے کا خدشہ ہے۔ عورت اس حکم شرعی کی مخالفت کرے (اور مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے)، تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس کی نماز ہو جائے گی، احناف کہتے ہیں عورت کی نماز، تو ہو جائے گی، البتہ مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ بہت عجیب فتویٰ ہے۔ اس کی توجیہ میں بھی بعض لوگوں نے تکلف سے کام لیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ عورتوں کو پیچھے رکھو، جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔ یہ حکم وجوب کے لیے ہے اور 'حیث' ظرفِ مکان ہے۔ نماز کے علاوہ کوئی مقام ایسا نہیں، جہاں عورتوں کو پیچھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ جب عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس نے عورت کو پیچھے کرنے والے حکم پر عمل نہیں کیا۔ اس فتوے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نقل کر دینا ہی کافی ہے، چہ جائے کہ اس کا جواب دینے کی زحمت کی جائے۔ہم ایسی باتوں سے بچنے کے لیے اللہ کی مدد چاہتے ہیں۔غصب شدہ کپڑے میں نماز پڑھنا ممنوع ہے اور اسے کپڑے اتار دینے کا حکم ہے، لیکن اگر وہ اس حکم کی مخالفت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے تو گناہ ہوگا، مگر اس کی نماز ہو جائے گی۔جب یہ ہے تو اس شخص کی نماز کو درست قرار کیوں نہیں دیا جاتا، جس کے برابر میں ایک عورت خود آ کر کھڑی ہو جائے؟''

(فتح الباري : 212/2)

جن مذاہب کے مطابق اس صورت میں نماز نہیں ہوتی، انہوں نے بھی اسے بعض مواقع پر جائز قرار دے رکھا ہے۔مثلاً:

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں محاذات (عورتوں کے مردوں کے برابر ہونے) کے باوجود علما اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی (1014ھ) لکھتے ہیں:

لَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلٰى إِبْطَالِ الصَّلَاةِ حَالَ الْمُحَاذَاةِ.

''اس میں محاذات کی صورت میں نماز کے باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔''

(شرح النِّقاية :204/1)

مفتی رضاء الحق صاحب، دار العلوم زکریا، جنوبی افریقا لکھتے ہیں:

''مفتی اعظم پاکستان، ہمارے استاذ محترم، حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ بھی حرم میں محاذات کے باوجود نماز کی صحت کا فتوی دیتے تھے۔''

(فتاوی دار العلوم زکریا:281/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَخِّرُوهُنَّ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ .

''ان عورتوں کو پیچھے رکھو، جیسے اللہ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 149/3، ح : 5115، صحيح ابن خُزَيمة : 1700، المُعجَم الكبير للطَّبَراني : 295/9، ح : 9484، 9485، المطالب العالية لابن حجر : 391)

سند اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ اس کا مرفوع ہونا بے اصل ہے:

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْخَبَرُ مَوْقُوفٌ غَيْرُ مُسْنَدٍ .

''یہ حدیث موقوف ہے، مرفوع نہیں۔''

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث : 1700)

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

حَدِيثٌ غَرِيبٌ مَرْفُوعًا .

''اس حدیث کا مرفوع ہونا تعجب خیز ہے۔'' (نصب الراية : 36/2)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ رَفْعُهُ فَضْلًا عَنْ كَوْنِهِ مِنَ الْمَشَاهِيرِ .

''اس کا مشہور ہونا تو درکنار، مرفوع ہونا بھی ثابت نہیں۔''

(فتح القدير : 360/1)

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ مَرْفُوعٍ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث مرفوع نہیں۔“

(البِناية في شرح الهِداية : 342/2)

سوال: اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں، تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟

جواب: سجدہ میں دونوں پاؤں پنجوں کے بل کھڑے کیے جائیں گے، اوپر اٹھانا جائز نہیں، البتہ اس صورت میں نماز ہو جائے گی۔

سوال: کیا عورت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھ سکتی ہے؟

جواب: عورت کے لیے نماز میں سر ڈھانپنا ضروری ہے، باریک دوپٹہ کہ جس میں بال نظر آئیں، میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

سوال: نماز میں ڈکار لیا، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوا۔

سوال: سجدہ میں جاتے وقت کپڑے سمیٹنا کیسا ہے؟

جواب: سجدہ میں جاتے وقت کپڑے نہیں سمیٹنے چاہییں، اس سے منع کیا گیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ، لَّا أَكُفُّ شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا .

”مجھے سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نیز اس بات کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ (حالت نماز یا نماز سے پہلے) بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔“

(صحيح البخاري : 816، صحيح مسلم : : 490)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”حدیث کے ظاہر کا تو تقاضا یہی ہے کہ یہ نہی و ممانعت حالت نماز کے متعلق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ داؤدی کا میلان و رجحان بھی یہی ہے۔تھوڑا سا آگے جا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے بَابُ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهٗ فِي الصَّلَاةِ (اس باب میں نماز میں کپڑا نہ سمیٹنے کا بیان ہے۔) قائم کیا ہے۔یہ بھی اسی بات کی مؤید ہے۔''

(فتح الباري : 296/2)

امام نسائی رحمہ اللہ (۲/ ۲۱۵، ح:۱۱۱۶) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (۱۰۴۰) کی تبویب سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

❁ امام الأئمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے:

بَابُ الزَّجْرِ عَنْ كَفِّ الثِّيَابِ فِي الصَّلَاةِ .

''یہ نماز کے اندر کپڑے سمیٹنے پر ڈانٹ کے متعلق باب ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة : 782)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ وَثَوْبُهٗ مُشَمَّرٌ أَوْ كُمُّهٗ أَوْ نَحْوُهٗ .

''علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ کپڑا یا آستین وغیرہ چڑھانے کی ممانعت نماز کے بارے میں ہے۔''

(شرح مسلم :193/1)

یعنی نماز کے علاوہ ممانعت نہیں ہے۔

❁ نیز لکھتے ہیں:

هُوَ كَرَاهَةُ تَنْزِيهٍ فَلَوْ صَلّٰى كَذٰلِكَ فَقَدْ أَسَاءَ وَصَحَّتْ صَلَاتُهٗ وَاحْتَجَّ فِي ذٰلِكَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”آستین چڑھا کر نماز پڑھنے کے بارے میں نہی، نہی تنزیہی ہے۔ (یعنی ناقابل مؤاخذہ خطا ہے۔) اگر کوئی اس حال میں نماز پڑھ لے، تو یہ مستحسن اقدام نہ ہوگا، لیکن اس کی نماز درست اور صحیح ہے۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے علما کے اجماع کو اس مسئلہ میں دلیل بنایا ہے۔“

(شرح مسلم: 193/1)

❀ نیز امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بھی اجماع علما کا دعویٰ کیا ہے کہ ایسے نمازی پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

(الأوسط لابن المنذر: 184/3)

راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ ممانعت مطلق نہیں ہے، بلکہ صرف نماز کے اندر منع ہے

سوال: ”ہاف بازو شرٹ“ میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے۔

سوال: سدل کسے کہتے ہیں؟

جواب: کندھوں پر کپڑا ڈال کر اس کے دونوں اطراف کو لٹکانا، سدل کہلاتا ہے، اگر اس کے ایک پلو کو باندھ دیا جائے، تو وہ ”سدل“ نہیں کہلائے گا۔

❀ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلسَّدْلُ هُوَ إِسْبَالُ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَضُمَّ جَانِبَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنْ ضَمَّهٗ فَلَيْسَ بِسَدْلٍ .

”سدل یہ ہے کہ کپڑے کے دونوں اطراف کو سامنے لٹکانا۔ اگر کپڑے کی ایک طرف کو باندھ دیا جائے، تو یہ سدل نہیں ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(غریب الحدیث : 482/3)

سدل نماز میں مکروہ ہے۔نماز کے علاوہ نہیں۔

❁ سعید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ وَقَدْ سَدَلُوا فَقَالَ : كَأَنَّهُمُ الْيَهُودُ خَرَجُوا مِنْ فُهْرِهِمْ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، انہوں نے سدل کیا ہوا تھا، فرمایا: یہ یہودی لگتے ہیں، جو اپنے تہوار سے واپس آرہے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :6481، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَرِهَ السَّدْلَ فِي الصَّلَاةِ مُخَالَفَةً لِّلْيَهُودِ وَقَالَ : إِنَّهُمْ يَسْدُلُونَ .

''آپ رضی اللہ عنہ یہود کی مخالفت کی وجہ سے نماز میں سدل کو مکروہ خیال کرتے تھے، نیز فرماتے تھے: یہودی سدل کرتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 6484، وسندهٗ صحيحٌ)

سدل مکروہ تنزیہی ہے۔بعض اہل علم سے نماز میں سدل کرنا بھی ثابت ہے۔

تنبیہ:

اس باب میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔

سوال: وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے۔یہ اسراف ہے۔ اسراف ہر چیز میں منع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (الأنعام : ١٤١)

”اسراف مت کرو، اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔“

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِسْرَافُ مَكْرُوهٌ بِالْاِتِّفَاقِ .

”(وضو اور غسل کرتے ہوئے) ضرورت سے زائد (پانی استعمال کرنا) بالاتفاق مکروہ ہے۔“ (المجموع : 467/1)

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ : مَا هٰذَا السَّرَفُ فَقَالَ : أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ، قَالَ : نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهَرٍ جَارٍ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے، فرمایا: یہ اسراف کیوں؟ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: جی ہاں، اگرچہ آپ چلتے دریا کے کنارے پر بھی ہوں۔“

(سنن ابن ماجہ : 425)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن لہیعہ ضعیف، مدلس اور مختلط ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ لِاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”حافظہ کی خرابی کی وجہ سے یہ بالاتفاق ضعیف ہے۔“

(خلاصة الأحكام : 625/2)

❁ امام ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ كَثِيرُ الْخَطَإِ .

”ضعیف اور کثیر الخطا ہے۔“

(أحكام القرآن : 323/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ : لَا تُسْرِفْ، لَا تُسْرِفْ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا، تو فرمایا: اسراف مت کیجئے، اسراف مت کیجئے۔“

(سنن ابن ماجه : 424)

سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن مصفی حمصی تدلیس تسویہ کرتا تھا۔

② بقیہ بن ولید بن تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے۔

③ محمد بن فضل بن عطیہ عنسی ”متروک وکذاب“ ہے۔

سوال: بلاوجہ طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلاوجہ طلاق بالاتفاق مکروہ ہے۔

سوال: نمازی کے آگے سترہ کے لیے رومال رکھنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: رومال کو سترہ نہیں بنایا جا سکتا۔ سترہ کی لمبائی اونٹ کی پالان کی پچھلی لکڑی جتنی ہونی چاہیے، جو قریباً ایک ڈیڑھ فٹ ہے۔

سوال: نمازی کا عکس شیشے میں نظر آئے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اپنی نگاہ سجدے والی جگہ پر رکھے۔

سوال: حالت نماز میں نسوار یا سگریٹ جیب میں ہے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نسوار یا سگریٹ کی حرمت اپنی جگہ، مگر اس صورت میں نماز ہو جائے گی۔

سوال: سینما کی چھت پر نماز پڑھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی۔

سوال: نماز میں تعوذ کا کیا حکم ہے؟

جواب: سنت ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ التَّعَوُّذَ بَعْدَ دُعَاءِ الْإِسْتِفْتَاحِ سُنَّةٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

”جان لیجئے کہ دعائے استفتاح کے بعد تعوذ پڑھنا بالاتفاق سنت ہے۔“

(نتائج الأفکار : 410/1)

سوال: جس کمرے میں تصاویر آویزاں ہوں، وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ایسے کمرے میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، البتہ اگر پڑھ لی، تو ہو جائے گی۔

سوال: ٹائی لگا کر نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے۔

سوال: حرام آمدنی سے خریدے ہوئے لباس میں نماز کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: حرام کمائی کا گناہ اپنی جگہ، مگر اس لباس میں نماز ہو جائے گی۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

مَنِ اشْتَرَى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ، وَفِيهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ، لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهٗ صَلَاةً مَادَامَ عَلَيْهِ .

''جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا، اس میں ایک درہم حرام کا تھا، تو جب تک وہ کپڑا پہنے گا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 5732)

سند ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے۔

② ہاشم اوقص غیر ثقہ ہے۔

③ عثمان بن زفر جہنی مجہول الحال ہے۔

اس کی متابعت یزید بن عبداللہ جہنی نے کی ہے، وہ خود مجروح ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(شعب الإيمان، تحت الحديث : 5707)

سوال: مریض کا گدے پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: گدا پاک ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: سوئے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ أَهْلِهِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے، قیام اللیل فرماتے، جبکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے درمیان بستر پر لیٹی ہوتی تھی۔''

(صحيح البخاري : 515، صحيح مسلم : 512)

سوال: کھاد والی گھاس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ کھاد یا کوئی بھی مادہ زمین میں محلول ہو جاتا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَدَعُوهُمَا، وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ .

''فجر کی سنتیں نہ چھوڑیں، اگرچہ دشمن کے گھوڑے آپ کو روند دیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 405/2، سنن أبي داوٗد : 1258)

جواب: سند ''ضعیف'' ہے۔ ابن سیلان مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵/۱۲۳'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَالُهٗ مَجْهُولٌ، لَا تُعْرَفُ .

''یہ مجہول الحال شخص ہے، اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔''

(بيان الوهم والإيهام : 385/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ”غیر معروف ہے۔“

(میزان الاعتدال : 547/2)

سوال: ایک شخص فجر کی سنتیں دو کی بجائے غلطی سے چار پڑھ لیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ سہو کر لے، نماز مکمل ہے۔ اس میں دو سنت ہو جائیں گے اور دو نوافل۔

سوال: غروب آفتاب کے وقت تحیۃ الوضو یا تحیۃ المسجد کا کیا حکم ہے؟

جواب: تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد سببی نمازیں ہیں، اوقات ممنوعہ میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت عام نوافل ممنوع ہیں۔

سوال: کیا دن میں ایک بار تحیۃ المسجد ادا کرنا واجب ہے؟

جواب: تحیۃ المسجد واجب نہیں، سنت ہے۔ دن میں ایک بار ہو یا کئی بار۔

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَهِيَ سُنَّةٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ تحیۃ المسجد کے لیے دو رکعت مستحب ہیں، اس کے سنت ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(شرح صحیح مسلم : 226/5)

سوال: اپنے اوپر بطور جرمانہ نفل واجب کر لینا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے، یہ نذر کی ایک صورت ہے، جس کی ادائیگی ضروری ہے، ورنہ کفارہ لازم آئے گا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ .

”آپ رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت اخلاص کی تلاوت کرتے، پھر رفع الیدین کرتے اور رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔“

(جزء رفع اليدين للبخاري : 96)

جواب: سند ضعیف ہے۔ لیث بن ابی سلیم ائمہ حدیث کے ہاں ضعیف ہے۔

❁ امام ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ نے اسے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(أحكام القرآن : 57/3)

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ رِوَايَتَهُ لَيْسَتْ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَسَانِيدِ الْقَوِيَّةِ .

”محدثین کرام کے نزدیک اس کی روایت قوی نہیں ہوتی۔“

(شرح مشكل الآثار : 388/3)

❁ علامہ قدوری حنفی (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ وَتَرْكِ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ .

”اس کے ضعیف اور ناقابل حجت ہونے پر اجماع ہے۔“

(التّجريد : 6109/12)

سوال: نوافل میں غلطی پر سجدہ سہو نہ کیا، تو کیا اعادہ واجب ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: اعادہ واجب نہیں۔

سوال: فرائض اور سنتوں کے درمیان درس وتدریس کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، خیر کی بات کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے۔

سوال: وتروں کے بعد دو مختصر رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہیں یا نہیں؟

جواب: ثابت ہیں۔

❀ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اللیل کیا تھا؟ فرمایا: تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، آٹھ کے بعد وتر ادا کرتے، اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ رکوع کھڑے ہو کر کرتے، پھر اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو سنتیں ادا کرتے۔"

(صحیح مسلم: 738)

سوال: نماز تراویح میں نابالغ سامع کو پہلی صف میں کھڑا کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح میں سامع کی جگہ مخصوص کرنے کے لیے جائے نماز بچھانا کیسا ہے؟

جواب: یہ ضرورت ہے، کیونکہ سامع ایسی جگہ پر کھڑا ہوتا ہے، جہاں وہ قاری کی قرأت بالکل صحیح سماعت کر سکے اور غلطی کی صورت میں بآسانی لقمہ دے سکے۔ اس لیے سامع کی جگہ مختص کرنے کے لیے جائے نماز بچھانا درست ہے۔

سوال: قرآن سے دیکھ کر لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ يُّصَلِّي وَغُلَامُهٗ يُمْسِكُ الْمُصْحَفَ خَلْفَهٗ، فَإِذَا تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَ عَلَيْهِ .

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ جب آپ کسی آیت پر رکتے تو لقمہ دے دیتا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 337/2، السنن الكبرٰى للبيهقي : 212/3، وسندهٗ صحيحٌ)

مصحف سے دیکھ کر لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف سلف سے کچھ ثابت نہیں۔

سوال: کیا تراویح کی جماعت مسجد کے علاوہ ہو سکتی ہے؟

جواب: تراویح کی نماز کہیں بھی ہو سکتی ہے۔

سوال: کیا عورتوں کے لیے بھی تراویح مشروع و مسنون ہے؟

جواب: جی ہاں، عورتوں کے لیے بھی تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

❀ علمائے احناف لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ مُنْكِرُهَا مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مَرْدُودُ الشَّهَادَةِ .

”تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لیے مؤکد سنت ہے، اس پر صحابہ اور بعد والے ائمہ کا اجماع ہے، اس کا منکر بدعتی گمراہ ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں۔“

(غنية المستملي لإبراهيم الحلبي، ص 382، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 135/1، حاشية الطّحطاوي، ص 411)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِجْمَاعًا .

”تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ خلفائے راشدین نے اس پر ہمیشگی کی ہے۔“

(الدّرّ المختار: 43/2)

سوال: بیٹھ کر تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: تراویح نوافل ہیں اور نوافل بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نصف اجر ملتا ہے، البتہ عذر کی بنا پر بیٹھ کر پڑھنے والا مکمل اجر و ثواب کا مستحق ہے، ان شاء اللہ!

سوال: وضو کی نیت زبان سے کرنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے، نیت دل سے کی جاتی ہے۔

✿ علامہ بیضاوی (۶۸۵ھ) لکھتے ہیں:

اَلشَّرْعُ خَصَّصَهَا بِالْإِرَادَةِ الْمُتَوَجِّهَةِ نَحْوَ الْفِعْلِ ابْتِغَاءً لِّوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَامْتِثَالًا لِّحُكْمِهٖ .

”شریعت میں نیت کسی فعل کے ارادے کا نام ہے، جس میں اللہ کی رضا اور اس کے حکم کی بجا آوری مقصود ہو۔“

(تُحفة الأبرار: 20/1)

سوال: وضو سے پہلے تعوذ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: وضو میں ہر عضو پر بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: جس کیسٹ میں قرآن کی ریکارڈنگ ہو، اسے بے وضو چھونا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، صرف مصحف کو چھوتے وقت باوضو ہونا ضروری ہے۔

سوال: زکام کے پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: زکام کے قطرات ناپاک نہیں۔

سوال: کیا ''وین'' میں انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا کسی کا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: گرمی دانہ کے پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ پسینے کے حکم میں ہے، یعنی ناپاک نہیں اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا جنبی بغیر کلی کیے پانی پی سکتا ہے؟

جواب: پی سکتا ہے۔

سوال: کیا غسل جنابت میں غرغرہ ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا کھڑے ہو کر غسل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کیا جا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ لوگوں کی امانتیں واپس لوٹائیں؟

جواب: جی ہاں، یہ ثابت ہے

❁ چند اصحاب رسول ﷺ بیان کرتے ہیں:

أَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَلَاثَ لَيَالٍ وَأَيَّامَهَا؛ حَتّٰى أَدّٰى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَدَائِعَ الَّتِي كَانَتْ عِنْدَهُ لِلنَّاسِ، حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْهَا لَحِقَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”(نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مکہ میں) تین دن تک رکے رہے، تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لوگوں تک ان کی امانتوں پہنچادیں۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ امانتوں کی ادائیگی سے فارغ ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ کے پاس (مدینہ) چلے گئے۔“

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 289/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”قوی“ کہا ہے۔

(التلخيص الحبير : 214/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا عبد اللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِي فِيهِ رَبِّي (اس شخص کو خوش آمدید، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ڈانٹا) فرمانا ثابت ہے؟

جواب: بے سند روایت ہے۔

سوال: تکبیر تحریمہ کے وقت انگوٹھے کانوں کی لَو سے مس کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے وقت انگوٹھے کے ساتھ کانوں کی لَو کو مس کرنا (چھونا) بدعت ہے، نبی کریم ﷺ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا ثقہ امام سے ثابت نہیں۔

❀ احناف کی معتبر کتب میں مندرج ہے:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ خِذَاءَ أُذُنَيْهِ وَيَمَسُّ طَرَفَ إِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَأَصَابِعُهُ فَوْقَ أُذُنَيْهِ .

''ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا، انگوٹھے کانوں کی لَو کو چھوئیں گے اور انگلیاں کانوں کے اوپر تک جائیں گی۔'' (فتاویٰ قاضی خان: ۱/۴۱)

❀ دوسری کتاب میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

''انگوٹھے کانوں کی لَو چھوئیں گے۔''

(الدّر المختار : ٧٤/١)

❀ عید کی تکبیروں کے بارے میں علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ہاتھ اس طور اٹھائے گا کہ انگوٹھے کانوں کی لو کو چھو رہے ہوں گے۔“

(فتاویٰ شامی: ۱/ ٦١٧)

❁ فقہ حنفی میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

”انگوٹھوں سے کانوں کی لو چھوئے گا۔“

(شرح الوِقاية : ١/ ١٤٣)

❁ مزید ملاحظہ فرمائیں:

ذَكَرَ صَاحِبُ هِدَايَةَ أَيْضًا فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ الْمَسَّ، وَقَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ فِي جَامِعِ الرُّمُوزِ : ذُكِرَ فِي النَّظْمِ أَنَّ مُحَاذَاةَ الْإِبْهَامِ الشَّحْمَةَ مَسْنُونَةٌ، وَفِي ظَاهِرِ الْأُصُولِ مُحَاذَاةٌ إِلَيْهِ الْأُذُنُ وَيُكْرَهُ التَّجَاوُزُ عَنْهَا وَالْمَسُّ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمُتَدَاوِلَاتِ إِلَّا فِي فَتَاوٰى قَاضِي خَانْ وَالظَّهِيرِيَّةِ وَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ لِتَحْقِيقِ الْمُحَاذَاتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

”صاحب ہدایہ نے بھی ”مختارات النوازل“ میں ذکر کیا ہے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کو چھوئیں، کوہستانی نے ”جامع الرموز“ میں ”نظم“ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے برابر کرنا مسنون ہے، ”ظاہر الاصول“ میں لکھا ہے کہ کانوں کے برابر ہونے چاہیے، کانوں کی لو سے تجاوز کرنا مکروہ ہے، سوائے فتاوی قاضی خان اور ظہیریہ کے کسی متداول کتاب میں کانوں کی لو کو چھونے کا ذکر نہیں ہے اور یہ کہنا کہ کانوں کی لو کو چھونے سے انگوٹھوں کا کانوں سے برابر ہونا ثابت ہو جاتا ہے، فضول بات ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(السّعاية في كَشف ما في شرح الوِقاية لعبد الحيّ اللكنوي الحنفي : ۱۵۲/۲)

❁ اس کے رد میں علامہ عبدالحئ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ مُّسْتَقِلَّةٍ فَإِنَّهُ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةٍ .

''یہ مستقل سنت نہیں ہے، کیونکہ ہمارے مذہب میں اس پر دلیل نہیں۔''

(عُمدة الرّعاية : ۱۴۳/۱)

❁ مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے فقہا نے جو لکھا کہ انگوٹھے کو کانوں سے مل جانا چاہئے، چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں، وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جس میں ہاتھوں کا کانوں کے برابر اٹھنا یقین ہو جائے، سنت سمجھ کر نہیں لکھا ہے، نہ اس کو سنت سمجھنا چاہئے، اس لئے کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا، واللہ اعلم!۔''

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص۲۱۴۔۲۱۵)

ہمارا منصفانہ سوال ہے کہ سنت کی موجودگی میں رفع الیدین کے لئے نیا انداز کیوں؟

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ فِي الصَّلَاةِ إِلٰى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھاتے دیکھا۔''

(سنن أبي داوٗد : ۷۲٤، ۷۳۷، سنن النسائي : ۸۸۳)

سند ''ضعیف'' ہے، عبدالجبار بن وائل کا اپنے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يُدْرِكْهُ بِاتِّفَاقِهِمْ .

”محدثین کا اتفاق ہے کہ عبدالجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں۔“

(خُلاصة الأحكام : ١/٤٢٢)

ثابت ہوا کہ رفع الیدین میں ہاتھوں کو کانوں کی لو سے مس کرنا ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَنْ تَبَيَّنَ لَهٗ مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ خَافِيًا عَلَيْهِ فَاتَّبَعَهٗ فَقَدْ أَصَابَ وَاهْتَدٰى، زَادَهُ اللّٰهُ هُدًى .

”جس پر علم کا کوئی مخفی گوشہ ظاہر ہوا اور اس نے اسے اپنا لیا، وہ راہ ہدایت پہ ہے، اللہ اسے مزید ہدایت عطا کرے۔“

(التّنبيه على مُشكلات الهِداية : ٢/٥٤٣)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے انگوٹھے کانوں تک اٹھائے۔“

(سنن الدّارقُطني ١/٣٤٥، المستدرك للحاكم : ١/٢٦٦، السّنن الكُبرٰى للبيهقي : ٢/٩٩)

سند ”ضعیف“ ہے۔

① علاء بن اسماعیل عطار ”مجہول“ ہے، اسے حافظ ابن حجر (التلخیص : ١/٢٧١/١) نے ”مجہول“ کہا ہے، امام حاکم کا اس کی سند کو ”صحیح“ کہنا درست نہیں۔

② اس میں حفص بن غیاث کا عنعنہ ہے۔

③ امام ابوحاتم نے اسے ”منکر“ کہا ہے (العِلل : ١/١٨٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی ''ضعیف'' ہے، اس میں یزید بن ابی زیاد جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' و ''مدلس'' ہے۔

سوال: کیا مرد اور عورت کے طریقۂ رکوع میں فرق ہے؟

جواب: مرد اور عورت کے طریقۂ رکوع میں کوئی فرق نہیں۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام نے فرق بیان نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھو۔''

(صحيح البخاري :631)

آپ ﷺ کا یہ فرمان عام ہے، ہر مرد وعورت کو شامل ہے، کسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت میں بھی مرد وعورت کے طریقۂ رکوع میں فرق ثابت نہیں ہے۔ شریعت نے نماز کے بعض مسائل میں عورتوں کے لیے مخصوص احکام صادر کیے ہیں، مثلاً لباس، امام کو لقمہ دینے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا، امامت کی صورت میں صف کے درمیان کھڑے ہونا، صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ صورتیں شرعی دلائل کی روشنی میں مستثنیٰ کی گئی ہیں، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ان کا طریقۂ نماز سے کوئی تعلق نہیں۔

❁ حنفی مذہب کی معتبر ترین کتاب میں لکھا ہے:

إِنَّ كُلَّ حُكْمٍ ثَبَتَ لِلرِّجَالَ، ثَبَتَ لِلنِّسَاءِ، لِأَنَّهُنَّ شَقَائِقُ الرِّجَالِ إِلَّا مَا نُصَّ عَلَيْهِ .

''ہر ایک حکم، جو مردوں کے لیے ثابت ہو، وہی حکم عورتوں کے لیے بھی ثابت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے، کیونکہ عورتیں مردوں کی نظائر ہیں، سوائے اس حکم کے، جس پر کوئی (خاص) نص وارد ہو جائے۔‘‘

(البحر الرائق لابن النجيم الحنفي :43/1)

رکوع کا جو طریقہ مردوں کے لیے ثابت ہے، وہی طریقہ عورتوں کے لیے بھی ہوگا۔

سوال: کیا سوئے ہوئے شخص کو نماز کے لیے جگانا جائز ہے؟

جواب: بالکل جائز ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کو نماز کے لیے جگایا۔

(صحيح البخاري : 1127، صحيح مسلم : 775)

سوال: جعفر بن میمون ابو علی بصری راوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: جعفر بن میمون ابو علی بصری کو امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابن عدی اور جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال: نماز کے سجدہ میں کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

جواب: سجدے کی بہت سی مسنون دعائیں ثابت ہیں، کوئی بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ اپنی طرف سے دعا کرنا جائز نہیں، سجدے میں صرف مسنون دعا ہی پڑھی جائے گی۔

سوال: سجدہ میں دونوں پاؤں کو ملانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: سجدہ میں دونوں پاؤں کو ملانا چاہیے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

وَجَدْتُهُ سَاجِدًا رَاصًّا عَقِبَيْهِ مُسْتَقْبِلًا بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ .

’’میں نے نبی ﷺ کو حالت سجدہ میں پایا، آپ ﷺ نے دونوں ایڑھیوں کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ملایا ہوا تھا اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کیا ہوا تھا۔“

(صحیح ابن خزیمۃ : 654، صحیح ابن حبان : 1933، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۸۳۲) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ بَسَطَ ظَهْرَهٗ وَإِذَا سَجَدَ وَجَّهَ أَصَابِعَهٗ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَتَفَاجَّ .

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے، تو کمر کو پھیلا لیتے اور جب سجدہ کرتے، تو انگلیوں کو رو بہ قبلہ کرتے اور دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کرتے۔“

(مسند السّراج : 352، السّنن الکبریٰ للبیهقي : 2697)

تبصرہ:

❀ سند ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

② زکریا بن ابی زائدہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ علی بن یزید صدائی ”ضعیف“ ہے۔

ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الدرایۃ : ۱/۱۴۱) کا اس حدیث کی سند کو ”صحیح“ کہنا درست نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: فرض نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کے متعلق روایات کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر انفرادی یا اجتماعی دعا کرنا جائز ہے، کیونکہ دعا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، مگر کسی وقت کو دعا کے لیے خاص کرنا دلیل شرعی کا محتاج ہے۔ جن اوقات یا مواقع میں دعا کرنا ثابت نہیں، وہاں دعا کو مشروع و مسنون سمجھنا یا دعا کا التزام کرنا اسے بدعت بنا دیتا ہے۔ جن اہل علم نے فرض نماز کے بعد دعا کو بدعت قرار دیا ہے، وہ اسی معنی میں ہے۔ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا قبولیت کا باعث ہے۔

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق جتنی روایات ہیں، سب کی سب ضعیف و غیر ثابت ہیں، ذیل میں ان کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ ہو؛

❀ محمد بن ابی یحییٰ اسلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ بِدَعَوَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا، قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ .

”سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک نماز میں رہتے، ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔“ (المُعجم الكبير للطّبراني : 13/129)

تبصرہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف و منکر ہے۔

① فضیل بن سلیمان جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

✿ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(طرح التّثريب : 66/2)

② محمد بن ابی یحییٰ اسلمی کی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ممکن نہیں۔ یوں یہ روایت مرسل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عباد بن عبداللہ بن زبیر تابعی ہو، واللہ اعلم!

لہٰذا ''رایت عبداللہ بن الزبیر'' راوی کی غلطی اور وہم ہوسکتا ہے۔

✿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد قبلہ رُو ہو کر (دعا کیلئے) ہاتھ اٹھاتے تھے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1048/3)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ علی بن زید بن جدعان جمہور ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

✿ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: کون سی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ .

”رات کے آخری نصف اور فرض نمازوں کے بعد والی۔“

(سنن التّرمذي : 3499، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 108)

تبصرہ:

سند انقطاع کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، عبدالرحمٰن بن سابط کا سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عبدالرحمٰن بن سابط نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔“

(تاریخ یحییٰ بن مَعین بروایة الدّوري : 366)

✿ حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَا يَرْوِيهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ، وَإِنَّمَا هُوَ مُنْقَطِعٌ، لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ .

”یاد رہے کہ جو روایات عبدالرحمٰن بن سابط سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ تمام متصل نہیں، منقطع ہیں، کیونکہ عبدالرحمٰن بن سابط نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔“

(نصب الرّاية للزّيلعي : 235/2، بيان الوهم والإيهام : 375/2)

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، ثُمَّ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ إِلٰهِي وَإِلٰهَ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقَ، وَيَعْقُوبَ، وَإِلٰهَ جِبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَإِسْرَافِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيبَ دَعْوَتِي، فَإِنِّي مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِي فِي دِينِي فَإِنِّي مُبْتَلًى، وَتَنَالَنِي بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّي مُذْنِبٌ، وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّي مُتَمَسْكِنٌ، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَّا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ.

”جو آدمی ہر نماز کے بعد اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر کہے: اللہ! اے میرے الہ اور ابراہیم، اسحاق، یعقوب، جبریل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام کے الہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول کر لے، میں لاچار ہوں، تو مجھے میرے دین میں عصمت دے، میں آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا ہوں، مجھ پر رحمت فرما، میں گناہ گار ہوں اور تو مجھ سے فقر دور کر دے، میں تنگدست ہوں، اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ خالی نہ لوٹائے۔“

(عمل اليوم واللّيلة لابن السّنّي: 138)

روایت من گھڑت ہے:

① عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن قرشی بالسی ”متروک“ ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِضْرِبْ عَلَى أَحَادِيثِهِ، هِيَ كَذِبٌ، أَوْ قَالَ: مَوْضُوعَةٌ.

”اس کی احادیث پھینک دیں، وہ جھوٹ ہیں۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 388/5)

❀ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ. ”یہ ثقہ نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الضّعفاء والمتروكون، ص 211)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْعَزِيْزِ هٰذَا يَرْوِي عَنْ خُصَيْفٍ أَحَادِيْثَ بَوَاطِيْلَ .

”یہ عبدالعزیز خصیف سے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 289/5)

② عبدالعزیز نے یہ روایت خصیف جزری سے ذکر کی ہے، جو کہ ”مختلط“ ہے، نیز اس کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع بھی نہیں ہے۔

③ اس کی سند میں اسحاق بن خالد بن یزید بالسی ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَاتُهٗ تَدُلُّ عَمَّنْ رَوٰى عَنْهُ بِأَنَّهٗ ضَعِيفٌ .

”اس کی روایات دلالت کرتی ہیں کہ جس سے بھی اس نے روایت لی ہے، بہر حال ضعیف ہے۔“(الكامل في ضعفاء الرّجال :344/1)

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ، ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ، يَقُولُ : تَرْفَعُهُمَا إِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُونِهِمَا وَجْهَكَ، تَقُولُ : يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ .

”نماز دو دو رکعتیں ہے، ہر دو رکعتوں میں تشہد ہے۔ نماز خشیتِ الٰہی، عاجزی وانکساری اور اطمینان کا نام ہے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے: اے میرے رب،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اے میرے رب! جس نے ایسا نہ کیا، اس کی نماز ناقص ہے۔“

(مسند عبد اللّٰه بن المبارك : 53، سنن الترمذي : 385)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے، عبداللہ بن نافع بن عمیاء مجہول الحال ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ حَدِيثُهُ .

”اس کی (یہ) حدیث ثابت نہیں۔“

(التاريخ الكبير : 213/5)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات (۵۳/۷)“ میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مجہول“ کہا ہے۔

(تقريب التهذيب : 3658)

❀ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِأَبِي : هٰذَا الْإِسْنَادُ عِنْدَكَ صَحِيحٌ؟ قَالَ : حَسَنٌ، قُلْتُ لِأَبِي : مَنْ ربيعةُ بْنِ الْحَارِثِ؟ قَالَ : هُوَ ربيعةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِب، قُلْتُ : سَمِعَ مِنَ الْفَضْلِ؟ قَالَ : أَدْرَكَهُ قُلْتُ : يُحْتَجُّ بِحَدِيثِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ؟ قَالَ : حَسَنٌ، فكَرَّرتُ عَلَيْهِ مِرارًا، فَلَمْ يَزِدْني عَلٰى قَوْلِهِ : حَسَنٌ .

”میں نے اپنے والد (ابو حاتم رازی رحمہ اللہ) سے عرض کیا: یہ سند آپ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نزدیک صحیح ہے؟ فرمایا: حسن ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ ربیعہ بن حارث کون ہے؟ فرمایا: ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، میں نے پوچھا: کیا اس نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع کیا ہے؟ فرمایا: ان کا زمانہ پایا ہے، میں نے پوچھا: کیا ربیعہ بن حارث کی حدیث سے حجت پکڑی جائے گی، فرمایا: یہ حسن ہے، میں نے کئی بار سوال دہرایا، لیکن آپ نے ''حسن'' کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا۔''

(علل الحديث : 271/2)

یہاں امام رحمہ اللہ کی ''حسن'' سے مراد ''ضعیف'' ہے۔ امام ابوحاتم رحمہ اللہ ضعیف کو بھی حسن کہہ دیتے ہیں۔ (تدریب الراوی للسیوطی: ۱/ ۱۶۷، تعریف الحسن)

نیز اس روایت کی سند میں شدید اختلاف واضطراب ہے۔

❁ سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

لَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ جَثَا لِرُكْبَتَيْهِ وَجَثَا النَّاسُ، فَنَصَبَ فِي الدُّعَاءِ وَنَصَبُوا مَعَهٗ.

''آپ رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کی، تو دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے، لوگ بھی اسی حالت میں بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ دعا کرنے لگے، لوگ بھی دعا میں شامل ہو گئے۔''

(تاريخ الطبري : 307/3)

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے:

① شعیب بن ابراہیم کوفی کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ أَحَادِيثُ وَأَخْبَارٌ، وَهُوَ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَعْرُوفِ وَمِقْدَارُ مَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يَرْوِي مِنَ الْحَدِيثِ وَالْأَخْبَارِ لَيْسَتْ بِالْكَثِيرَةِ وَفِيهِ بَعْضُ النَّكِرَةِ لِأَنَّ فِي أَخْبَارِهِ وَأَحَادِيثِهِ مَا فِيهِ تَحَامُلٌ عَلَى السَّلَفِ.

''اس نے کچھ احادیث اور اخبار بیان کی ہیں، یہ کوئی معروف راوی نہیں ہے۔ اس کی احادیث اور خبروں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے، ان میں بھی کچھ نکارت پائی جاتی ہے، کیونکہ اس کی اخبار اور احادیث میں سلف پر طعن موجود ہے۔''

(الكامل في الضعفاء: 7/5)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ جِهَالَةٌ. ''یہ مجہول ہے۔''

(المغني في الضعفاء: 298/1)

② سیف بن عمر تمیمی متروک ہے۔

③ صعب بن عطیہ مجہول ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

ثُمَّ صَلَّى، ثُمَّ جَثَا لِرُكْبَتَيْهِ.

''آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی پھر (دعا کیلئے) دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔''

(تاريخ الطبري: 99/4)

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے۔

① شعیب بن ابراہیم کوفی مجہول ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

② سیف بن عمر تمیمی متروک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ سہل بن یوسف انصاری کے متعلق حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ وَلَا أَبُوهُ . ”یہ اوراس کا باپ غیر معروف ہیں۔“

(لسان المیزان لابن حجر: 122/3)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مجہول الحال“ کہا ہے۔

(لسان المیزان: 122/3)

✿ اس کی دوسری سند (تاریخ الطبری: ۴/۹۹) بھی سخت ضعیف ہے۔

① شعیب بن ابراہیم کوفی مجہول ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

② سیف بن عمر تمیمی متروک ہے۔

③ مبشر بن الفضل نامعلوم ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ لِسَيْفٍ، لَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ؟ .

”سیف بن عمر کے استاد کا پتہ نہیں، کون ہے؟“

(میزان الاعتدال: 433/3)

✿ حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ . ”یہ مجہول ہے۔“

(الضعفاء الکبیر: 236/4)

④ جبیر بن صخر کے حالات زندگی نہیں ملے۔

✿ علقمہ بن مرثد اور اسماعیل بن اُمیہ رحمہما اللہ سے منسوب ہے:

”رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرتے، تو (دعا کے لیے) دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ہاتھوں کو ملا لیتے......۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الزّهد والرقائق لابن المبارك : 1154)

سند معضل (ضعیف) ہے۔علقمہ بن مرثد اور اسماعیل بن اُمیہ صغار تابعی ہیں، وہ براہ راست نبی کریم ﷺ سے کیسے بیان کر سکتے ہیں؟

تنبیہ:

❀ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

"رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سے وقت میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ فرمایا: رات کے آخری پہر اور فرض نمازوں کے بعد۔"

(سنن التّرمذي : 3499)

سند ضعیف ہے۔عبد الرحمن بن سابط نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا، جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 459، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن" (ضعیف) کہا ہے۔

❀ سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ .

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا، تو ہماری طرف چہرہ کر کے بیٹھ گئے۔"

(مصنف ابن أبي شيبة : 301/1، سنن أبي داود : 614)

ہمارے دور کے بعض اہل علم نے اس روایت کے آخر میں "ورفع یدیہ ودعا" کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ کا اضافہ ذکر کیا ہے، ہمیں یہ الفاظ نہیں مل سکے، واللہ اعلم!

سوال: پیٹ میں موجود بچے کی طرف سے قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو نفس ابھی دنیا میں نہیں آیا، وہ شرعی احکام کا پابند نہیں ہے، لہٰذا حمل کی طرف سے قربانی کرنا جائز نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ.

”آپ رضی اللہ عنہ عورت کے پیٹ میں موجود بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔“

(مؤطأ الإمام مالك: 487/2، وسندہٗ صحيحٌ)

سوال: کیا تیمّم والے کے پیچھے وضو والے کی نماز درست ہے؟

جواب: درست ہے، تیمّم سے بھی کامل طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال: موزوں یا جرابوں پر مسح کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: موزوں اور جرابوں پر مسح جائز ہے۔ لہٰذا امامت بھی صحیح ہے۔

سوال: مخنث صف میں کہاں کھڑا ہو گا؟

جواب: مخنث اگر مردوں کے مشابہ ہے، تو وہ مردوں کی صفوں میں کھڑا ہو گا اور اگر عورتوں کے مشابہ ہے، تو عورتوں کی صفوں میں کھڑا ہو گا، واللہ اعلم!

سوال: کیا ملازمت کی وجہ سے جماعت ترک کرنا جائز ہے؟

جواب: نوکری کی وجہ سے ہمیشہ جماعت ترک کر دینا جائز نہیں۔ جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے۔

سوال: نماز با جماعت میں عورتوں کا شریک ہونا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے۔خواتین کا انتظام ہو اور وہ مسجد میں آنا چاہیں، تو مردوں کے لیے انہیں منع کرنا جائز نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا .

”اگر آپ کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت مانگے، تو اسے منع مت کرو۔“

(صحيح البخاري : 5238، صحيح مسلم : 442)

سوال: رشوت خور کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: رشوت لینا اور دینا کبیرہ گناہ ہے، اعلانیہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو امام بنانا جائز نہیں۔لہٰذا رشوت خور کی امامت جائز نہیں، تا آنکہ وہ تائب ہو جائے۔

سوال: امام سے پہلے سلام پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی رکن میں امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں، اس پر وعید آئی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ صُورَتَهٗ صُورَةَ حِمَارٍ؟ .

”جو امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا کر دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل میں تبدیل کر دے؟“

(صحيح البخاري :691، صحيح مسلم : 427)

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر عورت نے غسل کیا اور سر کے کچھ بال خشک رہ گئے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بال کھلے ہیں، تو بالوں کو تر کرنا ضروری ہے، بالوں کی جڑوں تک بھی پانی پہنچنا چاہیے، البتہ اگر مینڈھیاں بنی ہوئی ہیں، تو تین چلو پانی ڈال کر انگلیوں کے پوروں سے خلال کر لے، بالوں کو کھولنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: ماں کا حالت جنابت میں بچے کو دودھ پلانا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: جنبی کا ترجمہ قرآن کو ہاتھ لگانا کیسا ہے؟

جواب: قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں، اس کے وہ احکام نہیں، جو قرآن کریم والے ہوتے ہیں، لہٰذا جنبی قرآن کے ترجمہ کو چھو سکتا ہے۔

سوال: حالت جنابت میں بال اور ناخن کاٹنا کیسا ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

سوال: کیا جنبی درود شریف پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جنبی تلاوت قرآن کے علاوہ تمام اذکار کر سکتا ہے۔

سوال: اگر بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے، تو پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: بچے کے ہاتھ پر نجاست نہیں لگی، تو پانی طاہر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ماءِ مشمس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ماءِ مشمس (دھوپ میں گرم ہونے والا پانی) کا استعمال جائز ہے، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔ اس بارے میں حدیث باطل ہے۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْمَاءِ الْمُشَمَّسِ شَيْءٌ يَصِحُّ مُسْنَدٌ .

''ماءِ مشمس کے بارے میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔''

(الضّعفاء الكبير: 176/2)

❁ اس بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول بھی مروی ہے۔

(سنن الدّارقطني: 39/1)

اس کی سند ضعیف ہے۔

① حسان بن زاہر (ازہر) مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۶/۲۲۳'' میں ذکر کیا ہے۔

② حسان بن زاہر کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ اس قول کی دوسری سند بھی ہے۔

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي: 12)

سند ضعیف ہے۔

① ابراہیم بن محمد اسلمی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② صدقہ بن عبد اللہ ''سمین'' ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

③ ابو الزبیر مکی کا عنعنہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: آگ پر گرم کیے گئے پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: آگ پر گرم کیا گیا پانی پاک ہے، مکروہ نہیں، کیونکہ یہ ماء مطلق ہے، ماء مطلق اپنی اصل کی بنا پر پاک ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گرم پانی سے وضو فرما لیتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 256، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ أَهْلِ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ جَمِيعًا، وَعَلَيْهِ النَّاسُ لَا أَعْلَمُهُمْ يَخْتَلِفُونَ فِي الْمُسَخَّنِ أَنَّهٗ لَا فَرْقَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَارِدِ .

''تمام اہل حجاز اور اہل عراق کا یہی مذہب ہے، دیگر اہل علم کا بھی یہی مؤقف ہے، میرے علم کے مطابق اہل علم آگ پر گرم کیے گئے پانی کے استعمال میں اختلاف نہیں کرتے، نیز ان کے نزدیک آگ پر گرم کیے گئے پانی اور ٹھنڈے پانی میں کوئی فرق نہیں۔''

(الطُّهور، تحت الرقم : 257)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَاءُ الْمُسَخَّنُ غَيْرُ مَكْرُوهٍ بِالِاتِّفَاقِ .

''آگ پر گرم کیا گیا پانی بالاتفاق مکروہ نہیں۔''

(مرقاة المَفاتيح : 459/2)

سوال: اسلامی سال کا پہلا مہینہ کون سا ہے؟

جواب: اسلامی سال کا پہلا مہینہ بالاتفاق ''محرم'' ہے۔ اسلامی سال کی ابتدا ہجرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبویہ سے ہوئی، ہجری سال کا تقرر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام، جن میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، کی مشاورت سے کیا۔

سوال: ایک شخص کے دونوں ہاتھ زخمی ہے، پانی کو ہاتھ نہیں لگا سکتا، کیا تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: بیوی نے شوہر سے خلع کا مطالبہ کیا، مگر شوہر نے طلاق نہ دی، تو کیا عدالت عورت کے حق میں خلع کی ڈگری جاری کر سکتی ہے؟

جواب: بیوی شوہر سے خلع کا مطالبہ کرے، تو شوہر کو چاہیے کہ اسے طلاق دے کر علیحدہ کر دے، اگر صلح کی کوئی صورت نہ ہو، شوہر بھی عقد سے خارج نہ کرے، تو عدالت کو اختیار ہے کہ وہ فریقین کے باہمی حالات و معاملات کا جائزہ لے کر دونوں میں جدائی واقع کرا دے۔

۱۔ اسلام کا عمومی قاعدہ ہے کہ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ (نہ کسی کو نقصان پہنچانے میں ابتدا کی جائے اور نہ ردِ عمل میں نقصان پہنچایا جائے)۔ یقیناً ایک خاتون جو بوجوہ اپنے شوہر سے شدید نفرت کرتی ہے، اس کے ساتھ قطعاً نباہ نہیں چاہتی اور شوہر طلاق بھی نہیں دیتا، تو کیا عورت کو زندگی بھر اس کے ظلم کا شکار رکھا جائے؟ بالکل بھی نہیں۔

۲۔ عورت جب اپنا معاملہ عدالت میں لے گئی، تاکہ اسے خلع دلوایا جائے، تو عدالت اس کے شوہر کو طلب کر کے خلع دینے کا حکم دیتی ہے، مگر وہ نہیں دیتا، تو اس صورت میں تنازع کے حل کے لیے عدالت ان کے درمیان جدائی واقع کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا﴾(النّساء : ٣٥)

”اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان سخت اختلاف کا خوف ہو، تو شوہر اور بیوی کے گھر والوں میں سے ایک ایک حکم (فیصلہ کرنے والا) بھیجو، اگر وہ (دونوں حکم) معاملہ کی اصلاح چاہیں، تو اللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کردے گا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور خبردار ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح کرنے کی نسبت اور اختیار حکمین (فیصلہ کرنے والوں) کو سونپا ہے۔ثابت ہوا کہ خلع میں جج اور قاضی کو اختیار حاصل ہے۔

❁ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبی کو مارا اور ان کا ہاتھ توڑ دیا۔ان کا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور اسے فرمایا:

خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ، وَخَلِّ سَبِيلَهَا .

”حق مہر لے لیں اور اس کا راستہ جدا کردیں۔“

(سنن النسائي : 3497، وسندهٗ صحيحٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ سے ان کی رضامندی نہیں پوچھی، بلکہ حق مہر واپس لے کر جدائی کا حکم فرمایا۔اسی طرح جج بھی شوہر کو جدائی کا حکم دے سکتا ہے، اگر وہ طلاق نہ دے، تو دونوں میں جدائی کا فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بُعِثْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَكَمَيْنِ ...... فَقِيلَ لَهُمَا :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنْ رَأَيْتُمَا أَنْ تَجْمَعَا جَمَعْتُمَا، وَإِنْ رَأَيْتُمَا أَنْ تُفَرِّقَا فَرَّقْتُمَا .

''(ایک خلع کے مسئلہ میں) مجھے اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو حکم (فیصلہ کرنے والا) بنا کر بھیجا گیا۔......میاں بیوی سے کہا گیا: اگر آپ دونوں صلح صفائی سے اکٹھا رہنا چاہتے ہیں، تو آپ دونوں اکٹھا ہو جائیں اور اگر آپ جدا ہونا چاہتے ہیں، تو جدا جدا ہو جائیں۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 580، وسندهٗ صحيحٌ)

اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ حاکم کو خلع وتفریق میں اختیار حاصل ہے۔

❁ سعودی عرب فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ ہے:

إِذَا حَصَلَ نِزَاعٌ بَينَهُمَا فَإِنَّ مَرَدَّ ذٰلِكَ إِلَى الْحَاكِمِ الشَّرْعِيِّ لِيَفْصِلَ بَيْنَهُمَا .

''اگر میاں بیوی کے درمیان نزاع واختلاف پیدا ہو جائے، تو اس تنازع کو شرعی حاکم کی طرف لوٹایا جائے گا، تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔''

(فتاوى اللجنة الدائمة، رقم الفتوىٰ : 8990)

سوال: شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت برحق ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ کو اہل کوفہ نے شہید کیا۔ اس وقت کوفہ میں دشمنان صحابہ کے دو بڑے گروہ خوارج اور روافض موجود تھے، جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی جنگ کی اور ان کو شہید کیا۔

بعض لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید بن معاویہ رحمہ اللہ نے قتل کیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بے ثبوت اور بے حقیقت بات ہے۔ یہ دراصل قاتلین حسین رضی اللہ عنہ نے سازش کی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خون یزید کے ہاتھوں میں تلاش کیا جائے۔ اس سے ان کو بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ اہل بیت کی دشمنی سے بری ہو گئے۔ اسی کو بنیاد بنا کر امت مسلمہ میں پھوٹ ڈال دی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ تاثر دیا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں ان کا ہاتھ ہے، خصوصا وہ صحابہ کرام، جنھوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یزید کو قاتل حسین رضی اللہ عنہ قرار دے کر مسلمانوں کی حمایت اور مدارت حاصل کر لی۔ اس کی بنیاد جھوٹ پر تھی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ہرگز ہرگز خروج نہیں کیا، بلکہ آپ کی شہادت مظلومانہ شہادت ہے۔ یہ روافض کی گھڑی ہوئی روایات کا اثر ہے کہ ہمارے حضرات بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو خروج کے پس منظر میں دیکھنے لگتے ہیں، حالاں کہ کوئی صحیح یا حسن سند اس پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کا کربلا میں کسی سے کوئی معرکہ ہوا ہو، جنگ ہوئی ہو، تیر چلے ہوں، پانی بند ہوا ہو، خواتین کی بے حرمتی ہوئی ہو، بچوں کو نوکِ نیزہ پر چڑھایا گیا ہو، یا آپ نے کوئی فوجیں تیار کی ہوں۔ اسلام کی ثقہ تاریخ میں ایسی باتوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا، حتی کہ دور صحابہ میں بھی ایسی کسی بات کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ سب جھوٹ ہے، جو روافض نے اسلامی تاریخ میں داخل کرنے کی سازش کی ہے۔

صرف اتنا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بے خبری میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت باسعادت کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دے دی تھی۔ ہر مسلمان آپ کی شہادت پر دکھی ہے۔ ہمیں آپ کی شہادت پر وہی انداز اختیار کرنا چاہیے، جو اس وقت صحابہ، اہل بیت رسول اور دیگر مسلمانوں نے اختیار کیا تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ جس نے جگر گوشہ رسول کو شہید کیا یا آپ کی شہادت میں معاونت کی یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی شہادت پر راضی ہوا، اس پر اللہ، فرشتوں اور ساری کائنات کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے نوافل اور فرائض قبول نہ کرے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بنیاد پر اہل اسلام سے الگ فرقہ بنا لینا اور کئی ایک ضروریات دین کا انکار کر دینا درست نہیں۔ جو کچھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر کیا جاتا ہے، یہ اسلام کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش اور مجرمانہ سازش ہے۔

سوال: ماتم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: ماتم جاہلی رسم ہے۔ باتفاق علما بدعت اور حرام ہے۔ اسلام کے اصولوں سے غم کم ہوتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔ غیر اسلامی طریقے غم میں اضافہ کرتے ہیں۔

کتنے انبیا علیہم السلام مظلومانہ شہادت سے دوچار ہوئے، بلکہ اسلام کی تاریخ شہادتوں سے لبریز ہے، تو کیا ہر ایک پر ماتم روا سمجھا جائے گا؟ پھر تو کوئی دن ماتم سے خالی نہ ہوگا!

بعض لوگ حسینی ماتم کرتے ہیں، جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی شہادت ہے، ان پر ماتم کیوں نہیں؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی شہید ہیں۔ ان کا ماتم کوئی نہیں کرتا۔ بے شک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت برحق ہے، انسانی تاریخ کا اندوہ ناک واقعہ ہے، ہر مسلمان کو اس سے دکھ پہنچا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ماتم کریں۔ اہل بیت میں سے کسی نے کسی کی شہادت پر ماتم نہیں کیا۔

بعض لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ماتم قرآن سے ثابت ہے، ان سے سوال ہے، کیا علمائے اہل بیت اور علمائے امت نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ ہمارے مطابق نہ صرف پڑھا، بلکہ فہم بھی حاصل کیا، اس پر عمل کیا، اس کی تبلیغ کی۔ ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماتم جائز ہے، چہ جائیکہ وہ قرآن سے اس کا ثبوت فراہم کرتے۔ اسلاف امت کے خلاف کوئی بھی موقف غیر مسموع ہے۔ اس پر سہاگہ یہ کہ علمائے امت نے ماتم کو حرام قرار دیا ہے۔ ان کے اتفاق و اجماع پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ وہ کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے ہر ایک اہل بیت کے حقوق کا پاسدار تھا، ان سے عقیدت و محبت رکھتا تھا، ان کا ادب و احترام واجب سمجھتا تھا۔

علامہ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمَآتِمُ؛ فَمَمْنُوعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ .

”ماتم کے ممنوع ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(الحوادث والبدع، ص 175)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا اتِّخَاذُ أَمْثَالِ أَيَّامِ الْمَصَائِبِ مَآتِمَ فَهٰذَا لَيْسَ فِي دِينِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ هُوَ إِلٰى دِينِ الْجَاهِلِيَّةِ أَقْرَبُ .

”مصیبت کے ایام کو ماتم کے دن بنالینا، مسلمانوں کا دین نہیں، بلکہ یہ جاہلیت کے زیادہ قریب ہے۔“(اقتضاء الصّراط المستقيم : 131/2)

نیز فرماتے ہیں:

مِنْ حَمَاقَتِهِمْ إِقَامَةُ الْمَأْتَمِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلٰى مَنْ قَدْ قُتِلَ مِنْ سِنِينَ عَدِيدَةٍ، وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ الْمَقْتُولَ، وَغَيْرَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى إِذَا فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ بِهِمْ عَقِبَ مَوْتِهِمْ كَانَ ذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ، وَرَسُولُهٗ .

''ان کی ایک حماقت تو ماتم قائم کرنا ہے، اوران لوگوں پر نوحہ کرنا، جو کئی برس پہلے وفات پا چکے تھے۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ مقتول ہو یا کوئی دوسری میت ہو، ان کی موت کے بعد اس طرح کے کام، اللہ و رسول نے حرام قرار دیئے ہیں۔''(مِنھاج السّنة :52/1)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا اتِّخَاذُ الْمَآتِمِ فِي الْمَصَائِبِ وَاتِّخَاذُ أَوْقَاتِهَا مَآتِمَ، فَلَيْسَ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَهُوَ أَمْرٌ لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَحَدٌ مِّنَ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ، وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَلَا مِنْ قَادَّةِ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَلَا غَيْرِهِمْ، وَقَدْ شَهِدَ مَقْتَلَ عَلِيٍّ أَهْلُ بَيْتِهٖ، وَشَهِدَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ مَنْ شَهِدَهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَقَدْ مَرَّتْ عَلٰى ذٰلِكَ سِنُونَ كَثِيرَةٌ، وَهُمْ مُتَمَسِّكُونَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُحَدِّثُونَ مَأْتَمًا، وَلَا نِيَاحَةً، بَلْ يَصْبِرُونَ وَيَسْتَرْجِعُونَ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ، أَوْ يَفْعَلُونَ مَا لَا بَأْسَ بِهٖ مِنَ الْحَزَنِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ قُرْبِ الْمُصِيبَةِ .

''مصیبت کے اوقات کو ماتم کے دن بنا لینا، اسلام نہیں ہے۔ یہ ایسا کام ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، نہ سابقون الاولون میں سے کسی نے کیا، نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تابعین نے اور نہ اہل بیت نے، نہ کسی اور نے۔ حالاں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ان کے اہل بیت موجود تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت بھی ان کے اہل بیت موجود تھے، اس پر کئی برس گزر گئے، مگر ان کے اہل بیت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو تھامے رکھا، انہوں نے ماتم ایجاد نہیں کیا، نہ نوحہ ایجاد کیا۔ بلکہ وہ صبر کرتے تھے، اور اللہ و رسول کے حکم کے مطابق انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کیا کرتے تھے۔ یا روتے بھی تو مصیبت کے ابتدائی لمحات میں، غمگین بھی ہوتے، لیکن جائز طریقے کے ساتھ۔''

(حقوق أهل البيت، ص 46)

نیز فرماتے ہیں:

صَارَتْ طَائِفَةٌ جَاهِلَةٌ ظَالِمَةٌ؛ إِمَّا مُلْحِدَةٌ مُنَافِقَةٌ، وَإِمَّا ضَالَّةٌ غَاوِيَةٌ، تُظْهِرُ مُوَالَاتَهُ، وَمُوَالَاةَ أَهْلِ بَيْتِهِ تَتَّخِذُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ مَأْتَمٍ .

''ایک جاہل ظالم جماعت ہے، جو یا تو ملحد منافق ہے یا گمراہ بدبخت۔ یہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت سے محبت کا اظہار کرتے ہیں، انہوں نے یوم عاشوراء کو ''یوم ماتم'' بنالیا ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ: 200/1، مجموع الفتاویٰ: 307/25)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ غَيْرُ صَوْمِهِ، وَإِنَّمَا الرَّوَافِضُ لَمَّا ابْتَدَعُوا إِقَامَةَ الْمَأْتَمِ وَإِظْهَارَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحُزْنِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ لِكَوْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُتِلَ فِيهِ .

''عاشوراء کے دن سوائے روزے کے رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں، یہ روافض ہیں، جنھوں نے عاشورا کے دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ماتم اور اظہارِ غم کی بدعت ایجاد کی۔''

(التنبيه على مشكلات الهداية : 930/2، فتاویٰ شامي : 418/2)

کبار علمائے عرب کا فتویٰ ہے:

اَلْأَصْلُ فِيهَا أَنَّهَا عَادَةٌ فِرْعُونِيَّةٌ كَانَتْ لَدَى الْفَرَاعِنَةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ انْتَشَرَتْ عَنْهُمْ وَسَرَتْ فِي غَيْرِهِمْ وَهِيَ بِدْعَةٌ مُنْكَرَةٌ لَّا أَصْلَ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ يَرُدُّهَا مَا ثَبَتَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .

''اصلا یہ فرعونوں کی عادت رہی ہے، اسلام سے قبل فرعونوں کے یہاں ایسے کام ہوا کرتے تھے، پھر ان سے آگے غیروں تک پھیل گئی۔ یہ منکر بدعت ہے، اس کی اسلام میں کوئی اصل موجود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس کا رد کرتا ہے، جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام کیا، تو وہ مردود و باطل ہے۔'' (فتاویٰ إسلامية :312/1)

دنیا میں سب سے پہلا ماتم حسین تین سو باون (۳۵۲ھ) بغداد میں ہوا، اس سے پہلے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا دین ہے کہ جس سے چار سو سال تک مسلمان ناواقف رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت جب ماتم پر رد کرتے ہیں، تو بعض الناس بطور دلیل یہ روایت پیش کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَفِي دَوْلَتِي، لَمْ أَظْلِمْ فِيهِ أَحَدًا، فَمِنْ سَفَهِي وَحَدَاثَةِ سِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ، وَهُوَ فِي حِجْرِي، ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَهٗ عَلٰى وِسَادَةٍ وَّقُمْتُ أَلْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ وَأَضْرِبُ وَجْهِي .

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں میرے سینے پر ہوئی، اس حوالہ سے میں نے کسی (زوجہ محترمہ) کی حق تلفی نہیں کی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم برضا میرے گھر میں تشریف لائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، تو آپ میری گود میں تھے، میں نے آپ کا سر مبارک سرہانے پر رکھا اور ناسمجھی وکم عمری کے باعث عورتوں کے ساتھ سینہ اور منہ پیٹنے لگی۔''

(مسند الإمام أحمد : 274/6، وسندهٗ حسنٌ)

ان کا یہ اقدام لاعلمی کی بنا پر تھا، جن میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں، اسی لیے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسے اپنی ناسمجھی اور کم عمری کا نتیجہ خیال کر رہی ہیں، ویسے بھی صحابہ کرام کا معاملہ دوسروں سے مختلف ہے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾

(التوبة : ۱۰۰/۹، المجادلة : ۲۲/۵۸، البينة : ۸/۹۸)

''اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(آل عمران : ۳/۱۵۲)

”اللہ نے آپ سے درگزر کیا ہے، اللہ مؤمنوں پر فضل کرنے والا ہے۔“

یاد رہے کہ ائمہ اہل سنت قرآن واحادیث کے دلائل سے بخوبی واقف تھے، ان کے معانی ومفاہیم کو سب سے بہتر جانتے تھے۔ وہ تمام آیات واحادیث جو بعض حضرات ماتم کے جواز پر پیش کرتے ہیں، ائمہ متقدمین کو ان کا بخوبی علم تھا، لیکن اس کے باوجود ماتم کو حرام کہتے ہیں۔ اگر ان آیات واحادیث سے ماتم کا جواز ثابت ہوتا، تو اسلاف امت ضرور ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن وحدیث سے ماتم ثابت نہیں۔ اس کے باوجود اگر آج کوئی کتاب وسنت سے ماتم کا جواز ثابت کرے، تو وہ تاویل یا تحریف ہے، حق نہیں۔ نیز وہ زبان حال سے یہ باور کروا رہا ہے کہ اسلاف امت ایسے عقیدہ وعمل سے ناواقف رہ گئے، جس پر یہ بعد والا مطلع ہوگیا۔ جو کہ واضح الحاد ہے۔

ائمہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ وعمل کے خلاف کوئی دلیل نہیں سنی جائے گی، کیونکہ حق وہی ہے، جسے ائمہ اہل سنت نے اختیار کیا۔ ان کا ہر عقیدہ وعمل کتاب وسنت کے دلائل پر قائم ہے۔

سوال: ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ﴾ میں نور سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ کا نور دو طرح سے ہے:

① اللہ کی صفت ② اللہ کی مخلوق

جو نور اللہ کی صفت ہے، اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کیوں کہ اللہ کی کوئی مثال ہے ہی نہیں، لہٰذا یہاں وہ نور مراد لینا غلط ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی مخلوق وہ نور ہے، جو اللہ اپنے مؤمن بندے کے دل میں اپنی معرفت ومحبت اور ایمان وذکر کے سبب ودیعت فرما دیتے ہیں۔ یہاں اسی مخلوق نور کی مثل بیان کی جارہی ہے،اس کی تشبیہ چراغ سے دی گئی ہے، وجہ شبہ روشنی ہے، ایمان کی ہو یا چراغ کی ہو۔

لہٰذا ان دونوں میں روشنی موجود ہے اور مثل بھی اسی روشنی کی ہے۔ گوکہ ایک میں روشنی زیادہ دوسرے میں کم ہے، ایک کے اوصاف میں اور دوسرے کے اوصاف میں فرق ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اللہ نے جو نور مومنوں کے دلوں میں پیدا کردیا ہے، وہ نور ایمانی ہے اور نور ایمانی چراغ کی نسبت اقویٰ ہوتا ہے۔تشبیہ میں قاعدہ یہ ہے کہ مشبہ بہ، مشبہ کی نسبت اقویٰ ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی کبھی مشبہ بہ، مشبہ کی نسبت مشہور ہوتا ہے، اس وجہ سے جو مشہور ہو، اسے مشبہ بہ بنا دیا جاتا ہے، اگرچہ وہ اس کی نسبت قوی نہ بھی ہو، کیونکہ سارے لوگ اس کو جانتے ہیں۔

سوال: کیا قرآن کریم کا کچھ حصہ بکری نے کھالیا تھا؟

جواب:اس بارے میں ایک روایت آتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَقَدْ أُنْزِلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ وَرَضَعَاتُ الْكَبِيرِ عَشْرًا، فَكَانَتْ فِي وَرَقَةٍ تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِي، فَلَمَّا اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَاغَلْنَا بِأَمْرِهِ، وَدَخَلَتْ دُوَيْبَّةٌ لَّنَا فَأَكَلَتْهَا .

”آیت رجم اور آیت رضعات کبیر دس بار پینے سے ثابت ہوتی ہے، نازل ہوئی تھیں۔ یہ آیات میری چارپائی کے نیچے رکھی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار نے آلیا، ہم آپ کی طرف مشغول ہوگئے، تب ایک بکری آئی اور ان دو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آیات کو کھا گئی۔

(مسند أحمد : 269/6، وسندهٗ حسنٌ)

بعض لوگ اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ قرآن کو بکری کھا گئی، لہٰذا قرآن محفوظ کیسے؟

تو جواباً عرض ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن دو آیات کا ذکر کیا ہے، ان کی تو تلاوت ہی منسوخ ہو چکی تھی، جیسا کہ صحیح مسلم (۱۴۵۲) دس بار رضاعت اور صحیح بخاری (۶۸۳۰) میں آیت رجم کی منسوخیت کا ذکر ہے۔ یہ دو آیات ہی بکری نے کھائی ہیں۔ لہٰذا جن آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے، بکری نہ بھی کھاتی، تو بھی قرآن میں ان کا ذکر نہیں ہونا تھا۔ تو اس کی بنیاد پر قرآن کو ناقص قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟

② یہ آیات منسوخ نہ ہوتیں تب بھی بکری کے ایک آیت کھانے سے ایسا کچھ لازم نہیں آتا کہ نعوذ باللہ قرآن میں کمی آ گئی، کیوں کہ وہ قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے سینوں میں تو موجود تھا۔

﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ﴾ (العنکبوت : ٤٩)

اللہ نے قرآن کی حفاظت کا ذریعہ اہل علم کے سینوں کو قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن محفوظ ہے، بعض حضرات کا اسے غیر محفوظ باور کروانا سطحی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر : ٩)

''ہم نے اس ذکر کو نازل کیا، ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نوٹ:

ہماری بحث ان آیات سے ہے، جنہیں بکری نے کھایا، وہ دس تھیں، پانچ رضعات والی آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہے اور حکم باقی ہے، لیکن یہاں اس پر بحث نہیں، کیوں کہ اس کا تعلق نہ تو مذکورہ شبہ سے ہے، نہ ہی بکری کے کھانے سے۔ فافہم!

شیخ الطائفہ، طوسی شیعہ (۴۶۰ھ) نے اس روایت پر رد و قدح کیے بغیر لکھا ہے:

إِنَّ هٰذَا مِنْ بَابِ نَسْخِ التِّلَاوَةِ وَالْحُكْمِ مَعًا .

”اس (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) کا تعلق تلاوت اور حکم دونوں کے منسوخ ہونے کے ساتھ ہے۔“

(التبیان: 13/1)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهٗ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهٗ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي، لَأُعْطِيَنَّهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهٗ .

”(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:) میرا قرب حاصل کرنے کے لئے میرا بندہ نوافل کا اس قدر اہتمام کرتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ مجھ سے مانگے، تو اسے عطا کرتا ہوں اور اگر میری پناہ طلب کرے، تو اُسے پناہ دیتا ہوں۔''

(صحيح البخاري: 6502)

(جواب): سلف نے اس حدیث کو حقیقت پر محمول کیا ہے، یعنی بغیر کسی تاویل کے جوں کی توں قبول کی ہے۔ البتہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کا اصل معنی ہے کیا؟

دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں۔ یا یہ مراد لیا جائے کہ (معاذ اللہ) خود اللہ تعالیٰ ولی کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور ٹانگیں بن جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ ولی اور ولی اللہ بن جاتا ہے یا یہ مراد لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ولی کے کان، آنکھ، ہاتھ اور اس کی ٹانگ کو اس انداز میں درست کر دیتا ہے کہ اُس کا ادراک اور عمل اللہ ربّ العزت کی نصرت و تائید کے ساتھ اُس کی خوشنودی کا باعث بن جاتا ہے۔

بلاشبہ پہلا معنی درُست نہیں، اس حدیث کا حقیقی معنی یہ ہے، نہ سیاقِ کلام اس کا متقاضی ہے۔ اہل علم اس سے خوب واقف ہیں۔ یہ حدیث خود دو طرح سے اس معنی کا ردّ کرتی ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ کا فرمان ہے: میرا قرب حاصل کرنے کے لئے میرا بندہ نوافل کا اس قدر اہتمام کرتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھ سے مانگے، تو اسے عطا کرتا ہوں اور اگر میری پناہ طلب کرے، تو اُسے پناہ دیتا ہوں۔

غور فرمائیں کہ اس حدیث میں میرے بندے کے الفاظ ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے بندے کو عابد اور خود کو معبود ثابت کیا ہے۔ قرب حاصل کرنے کی کیفیت ذکر کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک قرب چاہنے والا ہے اور دوسرا وہ ہے، جس سے قرب چاہا گیا۔ بندے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال اور اپنی عطا کا تذکرہ فرما کر بیان کیا ہے کہ ولی سوالی اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔ پناہ کے سوال اور اجابت کے تذکرے کا مقصد یہ ہے کہ ولی پناہ کا طلب گار اور اللہ تعالیٰ پناہ دینے والا ہے۔حدیث کا سیاق بتاتا ہے کہ ولی اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہر اعتبار سے جدا جدا ہے۔ممکن ہی نہیں کہ ایک دوسرے کی کوئی صفت یا جزو بن جائے۔لہٰذا ہرگز اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ (معاذ اللہ) خود اللہ تعالیٰ اپنے ولی کا کان، ہاتھ وغیرہ بن جاتا ہے یا اس میں داخل ہو جاتا ہے یا ولی ہی اللہ بن جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ولی کے کان، آنکھ اور ٹانگ ساری چیزیں اوصاف یا اجزا ہیں۔اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ مخلوق کا وجود حادث ہے، یعنی ایک وقت ان کا وجود نہیں تھا اور ایک وقت آنے پر وہ دوبارہ فنا ہو جائیں گی۔ممکن نہیں کہ کسی عقل مند کا ذہن یہ بات قبول کر سکے کہ وہ خالق، جو ازل سے ہے اور جس سے پہلے کچھ نہ تھا، وہ کسی فانی مخلوق کا کان، آنکھ، ہاتھ اور ٹانگ بن جائے۔نیز مخلوق کے اعضا فانی ہیں۔اُن میں تغیر و تبدل آتا رہتا ہے، ان میں نشو ونما، بڑھوتری، شکست وریخت اور نقصان کی کیفیات طاری ہوتی رہتی ہیں۔اگر حدیث کا معنی یہ سمجھا جائے کہ (معاذ اللہ) خود اللہ تعالیٰ اپنے ولی کا کان، ہاتھ، آنکھ اور ٹانگ بن جاتا ہے تو ذاتِ باری تعالیٰ کو تغیر و تبدل کا محل ماننا لازم آئے گا جو کہ صریح کفر ہے۔اولیاء اللہ کو موت آتی ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے موت ممکن ہے؟

کائنات کے سب سے بڑے ولی رسول اللہ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے۔ صحابہ کرام جن کی ولایت میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں، اُن کے اعضا مثلاً ہاتھ، بازو، ٹانگیں اور کان وغیرہ میدان کارزار میں کٹتے ہیں۔کوئی صاحب ایمان یہ کہہ سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کٹ گیا، زخمی ہو گیا یا اسے کوئی بیماری لاحق ہو گئی؟ تو پھر یہ معنی کیوں کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درست ہوا؟ اور اس معنی کو حدیث کا حقیقی اور ظاہری معنی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ ایسا قطعاً ممکن نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہے، جس کے تصور سے بھی نفوس سلیمہ نفرت کرتے ہیں، زبان اس بات کو فرضی طور پر بولنے سے بھی قاصر ہے۔

یہ معنی غلط ہے، تو دوسرا معنی خود بخود درُست ثابت ہوگا کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں کے اعمال اس طرح درُست فرما دیتا ہے کہ ولی کے سب کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خاص ہو جاتے ہیں اور مولی کریم کی مدد و نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہے تو ولی پیکر اخلاص بن جاتا ہے۔ اس کے ہر عمل میں رضائے الٰہی کی طلب جھلکتی ہے۔

سلف کی تفسیر و تشریح یہی ہے اور یہی قول حدیث کے ظاہری و حقیقی معنی کے موافق ہے، سیاقِ کلام سے یہی معنی متعین ہوتا ہے۔ اس میں کوئی تاویل ہے، نہ تحریف۔

سوال: حائضہ کو قرآن پڑھ کر دم کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، حائضہ کے لیے قرآن پڑھنا جائز نہیں، اس پر قرآن پڑھ کر دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا حائضہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے لیے آیات پڑھ سکتی ہے؟

جواب: حائضہ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر سکتی، اسے چاہیے کہ قرآن کے علاوہ الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حالت حیض میں دینی کتب دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، صرف قرآن کریم پڑھنا جائز نہیں، باقی تمام اسلامی کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: حالت حیض میں آیت الکرسی پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: آیۃ الکرسی قرآن کی ایک آیت ہے، اس حالت میں اس کی تلاوت جائز نہیں، دَم یا ذکر کی نیت سے بھی نہیں پڑھی جا سکتی۔

سوال: جس کے جسم میں زخم ہوں، اس سے رسنے والا خون کپڑوں پر لگ جاتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: زخم سے رسنے والا خون ناپاک نہیں، اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

❀ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

إِنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى عُمَرُ، وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَماً .

”جس رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تیر لگا وہ رات میں نے آپ کے ہاں گزاری۔ میں نے آپ کو نماز صبح کے لئے جگایا، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمانے لگے: ہاں! نماز چھوڑنے والے کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اس وقت آپ کے زخم سے خون رس رہا تھا۔"

(موطّأ الإمام مالك: ۳۹/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عبدالرحمٰن بن مجبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ رَآى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهٗ، ثُمَّ يَفْتِلُهٗ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ.

"انہوں نے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ ان کے ناک سے خون نکل رہا ہے اور ان کی انگلیاں خون آلود ہو گئی ہیں۔ انہیں ملا، نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔"

(موطّأ الإمام مالك: ۳۹/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: بھینس کے منہ کی جگالی کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھینس کی جگالی پاک ہے، اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: پرندوں کی بیٹ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حرام پرندوں کی بیٹ نجس ہے، حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے۔

سوال: کپڑے سے نجاست دھوئی، مگر اس کا اثر زائل نہ ہوا، تو ایسے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب کپڑے کو اچھی طرح دھو لیا جائے اور نجاست کی اصل زائل ہو جائے، تو وہ کپڑا پاک ہے، خواہ اس کے بعض اثرات کپڑے میں باقی رہیں۔

سوال: کیا نماز عصر کے بعد سجدہ تلاوت جائز ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت کا حکم تلاوت قرآن والا ہے، چونکہ تلاوت ہر وقت صحیح ہے، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سجدہ تلاوت بھی ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔

سوال: رمضان میں نماز مغرب کی جماعت چند منٹ تاخیر سے ادا کرنا ہے؟

جواب: رمضان میں لوگوں نے افطاری کرنی ہوتی ہے، اس وجہ سے پانچ دس منٹ تاخیر سے نماز مغرب کی جماعت کھڑی کی جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ یہ بہتر ہے، تاکہ سبھی لوگ جماعت میں بآسانی شامل ہو جائیں۔

سوال: ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرض نماز معاف کر دی ہے، لہٰذا میں پانچ نمازیں نہیں پڑھتا۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص ہوش و ہواس میں ایسی بات کرے، تو وہ کذاب ہے، اس پر توبہ ضروری ہے، اگر توبہ نہ کرے، تو ملحد، زندیق اور مرتد ٹھہرے گا اور واجب القتل ہوگا، اس پر حد نافذ کرنا ریاست اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

سوال: قبر کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

جواب: قبر کو بوسہ دینا حرام ہے، یہ قبروں کی غیر شرعی تعظیم ہے، جس کی بنیاد اولیاء اللہ کی شان میں غلو ہے۔ غلو ہلاکت خیز عمل ہے، جس نے پہلی تمام قوموں کو تباہ کر دیا۔

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تو فرمایا:

لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ .

''اگر میں نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا، تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔''

(صحيح البخاري : 1597، صحيح مسلم : 1270)

معلوم ہوا کہ جس چیز کا بوسہ شریعت سے ثابت نہ ہو، اسے بوسہ دینا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِرْمِذِيِّ : فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرَهُ الشَّرْعُ بِتَقْبِيلِهِ .

’’ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمہ اللہ) جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو بوسہ دینے کی تعلیم شریعت نے نہ دی ہو، اسے بوسہ دینا مکروہ ہے۔‘‘

(فتح الباري : 463/3)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) علامہ ابن عقیل رحمہ اللہ (513ھ) سے نقل کرتے ہیں:

’’جب جہلا اور کند ذہنوں پر شرعی احکام پر عمل کرنا مشکل ہوا تو انہوں نے شریعت کے مقرر کردہ شعائر چھوڑ کر خود ساختہ امور کی تعظیم شروع کر دی۔ ان امور میں ذرا سہولت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ شرعی احکام کی پابندی سے نکل گئے۔ ان وضعی اور ان خود ساختہ امور کی وجہ سے وہ کافر ٹھہرے، مثلاً قبروں کی ممنوع تعظیم و تکریم کرنا (انہیں سجدہ روا سمجھنا، ان پر نذر و نیاز دینا وغیرہ)، ان پر چراغ جلانا، انہیں بوسہ دینا، ان پر پھول نچھاور کرنا، مردوں سے حاجات طلب کرنا، قبروں پر چارٹ آویزاں کرنا کہ مولا! میرا فلاں کام کر دے، برائے تبرک قبروں کی مٹی حاصل کرنا، قبروں پر خوشبو چھڑکنا، ان کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کا اہتمام کرنا، لات و عزیٰ کے پجاریوں کی تقلید میں قبر کے درختوں کے ساتھ کپڑے باندھنا (وغیرہ)۔ یہ لوگ یقین رکھتے ہیں کہ جو ’’مشہد الکف‘‘ پر حاضری نہیں دیتا، بروز بدھ مسجد ملموسہ کی اینٹیں نہیں چھوتا،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جنازہ اٹھاتے وقت ابوبکر صدیق، محمد اور علی کا نعرہ نہیں لگاتا۔ وہ ہلاک و برباد ہوگا۔ وہ بھی ہلاک ہوگا، جو اپنے باپ کی قبر پر چونا گچ عمارت کھڑی نہ کرے، جو اپنے کپڑے کو دامن تک نہ پھاڑے، جو قبر پر عرقِ گلاب نہ چھڑکے۔''

(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان: 195/1)

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ ''رمضان میں روزے رکھنے سے کچھ حاصل نہیں، بھلا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر بھوکا رکھے گا؟، میں روزے رکھنے کو بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔'' یہ کلمات کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یقیناً کلمہ کفر ہے، اسلام کے بنیادی رکن کا انکار ہے، جو کہ بالاتفاق کفر وارتداد ہے۔ مگر ایسے شخص کو اتمام حجت کے لیے سمجھایا جائے گا اور توبہ کا کہا جائے گا، اگر مان جائے، تو درست، ورنہ وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی حکومت کا مذہبی وقانونی فریضہ ہے۔

سوال: شرعی پردے کو برا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے، اسے توبہ کرنی چاہیے۔

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ ''ہاں میں گناہ گار ہوں اور مجھے اپنے گناہوں پر فخر ہے۔'' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کلمہ کفر ہے اور واضح تکبر ہے۔

سوال: ڈاڑھی کو برا سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کفریہ حرکت ہے۔ ڈاڑھی مسلمان کا شعار اور تمام انبیائے کرام کی سنت ہے۔ اس کا استہزاء یا استخفاف قطعی طور پر کفر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو ''شہید'' کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو شہید نہیں کیا گیا، بلکہ زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا، اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے، جس کا انکار کفر محض ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا، وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا، بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا، وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾.

(النساء : 156-159)

''یہ سزا ان کے کفر کے باعث اور مریم (علیہا السلام) پر بہت بڑے بہتان باندھنے کے باعث اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسی ابن مریم کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ انہوں نے عیسی علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، نہ ہی وہ آپ کو سولی دے سکے ہیں، بلکہ ان کو شبہ ڈال دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے اس پھانسی کے واقعہ میں اختلاف کیا ہے، وہ لوگ شک میں مبتلا ہیں، ان کو کوئی علم نہیں، سوائے ظن کی پیروی کے، انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے، یقیناً یہود و نصاریٰ عیسیٰ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان لے آئیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

سوال: ''لِي خَمْسَةٌ أُطْفِي بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ ...... '' لکھ کر اس کا تعویذ گلے میں لٹکانا کیسا ہے؟

جواب: یہ شرکیہ کلمات ہیں، ان کا تعویذ پہننا جائز نہیں۔

سوال: کیا غیر اللہ کو پکارنا اُن کی عبادت ہے؟

جواب: مافوق الاسباب مدد کے لیے پکارنا ہی عبادت ہے، خواہ وہ اسے معبود سمجھتا ہو، یا نہ سمجھتا ہو۔ قرآن کریم نے بتایا کہ یہ ان کے الہ و معبود ہیں۔

دنیا میں صرف سورج، چاند، ستاروں اور درختوں کی پوجا نہیں ہوتی، بلکہ انبیا، صلحا، فرشتوں اور جنوں کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ شرکاء میں یہ تمام داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو یہ کہا کہ اگر تم سچے ہو، تو اللہ کے علاوہ جن کو کارساز سمجھتے ہو، انہیں بھی بلا لو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی پکار کو جائز قرار دیا، بلکہ ان کی اور ان کے معبودوں کی کمزوری اور بے بسی کو ثابت کرنے کے لیے یہ فرمایا۔ صرف آواز دینا یا پکارنا شرک نہیں۔ وہ پکار شرک ہے، جو مافوق الاسباب مدد کے لیے غیر اللہ سے کی جائے۔

مشرکین غیر اللہ کی یہی پکار کرتے تھے کہ مشکل میں اُن کا نام لیتے تھے، جیسا کہ ہمارے ہاں مشکل میں اغثنی یا رسول اللہ، اغثنی یا شیخ عبدالقادر جیلانی، یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ (اے شیخ عبدالقادر جیلانی! مجھے اللہ کے لیے کچھ دیجیے۔) یا علی مدد، اور علی مشکل کشا کی پکار ہوتی ہے۔

مافوق الاسباب مدد کے لیے پکارنا عبادت ہے، اللہ کے علاوہ کسی کی پکار جائز نہیں۔ جب کسی صحابی سے نبی کریم ﷺ کو پکارنا ثابت نہیں، تو اور کون ہو سکتا ہے، جس کی پکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائز ہو؟

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾(المؤمن : ٦٥)

”خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهٗ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾(الأحقاف : ٥)

”اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے، یہ اللہ کے سوا اسے پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کو جواب نہیں دے سکتے، وہ تو ان کی دعا و پکار سے غافل ہیں۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

(فاطر : ١٤)

”اگر تم ان کو پکارو، تو وہ تمہاری پکار تک نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو اس کا جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾(الرَّعد : ١٤)

”جولوگ غیراللہ سے دعائیں کرتے ہیں، وہ غیران پکارنے والوں کی کوئی دعا قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جس نے پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلائیں، تاکہ پانی اس کے منہ تک آسکے، حالاں کہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچتا، (غیراللہ سے) کافروں کی دعا سراسر بے سود ہے۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ (النّحل : ٢٠)

”جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾(الأعراف : ١٩٤)

”جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں، ان کو پکارو، اگر تم سچے ہو تو وہ تمہیں جواب دے کر دکھائیں۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَنۡكُمۡ وَلَا تَحۡوِيلًا﴾(بني إسرائيل : ٥٦)

”کہہ دیجئے، جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور تکلیف پہنچانے کے مالک نہیں ہیں۔“

سوال: ایمان کے حوالے سے اہل سنت، جہمیہ اور مرجئہ کا مذہب کیا ہے؟

جواب: سلف صالحین، صحابہ و تابعین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، وہ اس سے مراد دل کا قول وعمل، زبان کا قول اور اعضا و جوارح کا عمل لیتے تھے، اس بارے میں ان کا اجماع ہے۔

مرجئہ کا کہنا ہے کہ ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کا نام ہے، اعمال اس میں داخل نہیں، بلکہ اس کے ثمرات ہیں، اپنے اسی موقف کی وجہ سے وہ ایمان میں کمی وبیشی اور استثنا کے منکر ہوئے۔

جوں ہی یہ بدعت امت میں ظاہر ہوئی، سلف صالحین اور اہل ارجا کے مابین اختلاف ونزاع کا سلسلہ چل نکلا۔

سلف صالحین نے مرجئہ کے قول کو باطل ثابت کیا اور ان کو بدعتی و گمراہ قرار دے کر امت کو ان کے اس شنیع مذہب سے دور کیا۔

✿ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

”سلف صالحین نے ان لوگوں پر سخت نکیر کی ہے، جنہوں نے ایمان سے اعمال کو خارج کیا، جن اہل علم نے اس کا رد کیا، ان میں سے سعید بن جبیر، میمون بن مہران، قتادہ بن دعامہ، ایوب سختیانی، ابراہیم نخعی، محمد بن مسلم زہری، یحییٰ بن ابی کثیر وغیرہم رحمہم اللہ ہیں۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بدعی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ ہے، ہم نے لوگوں (صحابہ وتابعین) کو اس کے خلاف پایا ہے اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اسلاف (صحابہ کرام) ایمان اور عمل میں فرق نہیں کرتے تھے۔''

(جامع العُلوم والحِکَم، ص 23)

اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ مرجئہ کے نزدیک ایمان ایک ہی چیز ہے، اس کے اجزا نہیں، جبکہ سلف صالحین کے نزدیک ایمان قول وعمل سے مرکب ہے۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) سلف کا مذہب نقل کرتے ہیں:

''ایمان رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کی معرفت، دل سے ان کی تصدیق، زبان سے اقرار، محبت وانکساری سے اطاعت، ظاہری وباطنی طور پر عمل، ان کے نفاذ اور حسب استطاعت ان کی طرف دعوت سے مرکب ہے، نیز ایمان کا کمال اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اسی کے لیے نفرت میں ہے۔''

(الفوائد، ص 196)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) مرجئہ کا مذہب نقل کرتے ہیں:

''مرجئہ اور جہمیہ کہتے ہیں کہ ایمان ایک ہی چیز ہے، اس کے اجزا نہیں، جہمیہ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی ہے اور مرجئہ کے نزدیک دلی اور زبانی تصدیق ہے۔...... ان کا اصل اعتراض یہی ہے کہ مرکب چیز ایک جز کے ختم ہونے سے زائل ہو جاتی ہے، جیسے دس کا عدد ایک مرکب حقیقت ہے، اگر ایک بھی ختم ہو جائے، تو دس باقی نہیں رہتے، اسی طرح دوسرے مرکب اجسام ہیں۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 7/510)

مرجئہ کی سب سے بڑی دلیل لغت ہے، ان کا کہنا ہے کہ لغت میں ایمان صرف

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کا معنی دیتا ہے۔

❀ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس بارے مرجئہ کے ہاں سب سے بڑی دلیل لغت ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ لغت میں ایمان صرف تصدیق پر بولا جاتا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ تصدیق صرف دل سے ہوتی ہے، جبکہ بعض کہتے ہیں کہ صرف دل اور زبان سے ہوتی ہے، حالانکہ ہم نے عرب کی لغت میں دیکھا ہے کہ ہر وہ عمل جس سے دل اور زبان کا عمل ثابت ہو، اسے تصدیق کہا گیا ہے۔''

(تعظیم قدر الصَّلاة : 716/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''اس اصول میں مرجئہ کتاب وسنت اور اقوال صحابہ وتابعین سے ہٹ گئے ہیں، انہوں نے اپنی عقل اور لغت پر اعتماد کیا ہے، یہ اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ ......یہی وجہ ہے کہ ہم معتزلہ، مرجئہ، روافض اور دیگر اہل بدعت کو دیکھتے ہیں، وہ قرآن کی تفسیر اپنی رائے، عقل اور لغت سے کرتے ہیں، اسی لیے آپ انہیں احادیث نبوی اور صحابہ، تابعین واسلاف کے آثار پر اعتماد کرتا نہیں دیکھیں گے، نہ یہ احادیث کی پرواہ کرتے ہیں، نہ اجماع سلف کی، وہ تو اپنی عقل اور لغت پر انحصار کرتے ہیں، آپ کبھی نہیں پائیں گے کہ وہ تفسیر بالماثور کی کتابوں، احادیث اور آثار سلف پر اعتماد کرتے ہوں، بلکہ وہ تو ادب کی کتب اور اپنے بڑوں کے وضع کردہ علم کلام کی کتابوں پر اعتماد کرتے ہیں۔''

(ألإیمان ص 114)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین نے کتاب وسنت کی متواتر نصوص اور اجماع کے ذریعے مرجئہ کا مکمل رد کر دیا ہے۔

سوال: کیا قرآن کریم کی وضاحت اور بیان حدیث سے کی جاسکتی ہے؟

جواب: ہر فن میں کچھ اصطلاحات ہوتی ہیں، انہیں لغت سے حل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ان الفاظ کی اصطلاحی تعبیر ہی لی جاتی ہے، قرآن کریم میں جو بھی اصطلاحی لفظ ذکر ہوا ہے، اس کی تفسیر لغت سے نہیں کی جائے گی، بلکہ نبی کریم ﷺ سے تعبیر لی جائے گی، جیسے نماز، روزہ زکوۃ وغیرہ۔ لغت عرب کی بنیاد پر قرآن کریم کو صحابہ کرام بھی نہ سمجھ سکے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾(البقرة : ١٨٧)

''کھاؤ پیو، یہاں تک کہ فجر کا سفید دھاگہ کالے دھاگے سے واضح ہو جائے۔''

❀ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ (البقرۃ: ١٨٧) ''یہاں تک کہ سفید دھاگا کالے دھاگے سے جدا ہو جائے۔'' میں نے ایک سفید اور کالی رسی لے لی اور اسے اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا، پھر میں رات کو دیکھتا رہا، لیکن یہ ظاہر نہ ہوئیں، تو اگلی صبح میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔''

(صحيح البخاري : 1916، صحيح مسلم : 1090)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ ، إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ ، وَبَيَاضُ النَّهَارِ .

''آپ کا سرہانہ تو لمبا چوڑا ہے، اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔''

❁ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ﴾ (الرّعد : ١٣)

''بجلی اللہ کی حمد کرتی ہے۔''

قرآن کریم میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ جہاں اجمال ہے، اس کی تفصیل حدیث کے بغیر محال ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (٣٨٨ھ) فرماتے ہیں:

''فرمان نبوی: ''قریب ہے کہ ایک کھاتا پیتا شخص اپنے تکیے پر بیٹھا تمھیں کہے کہ اس قرآن کو لازم پکڑو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں سنت کی مخالفت سے ڈرایا کیا گیا ہے، وہ سنتیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں، مگر قرآن میں نہیں ہیں، جیسا کہ خوارج اور روافض کرتے ہیں، وہ ظاہر قرآن کو لیتے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ دیتے ہیں، جن میں قرآن کا بیان ہے، تو وہ حیرانی اور ضلالت میں گم ہیں۔''

(مَعالم السّنن : 298/4)

❁ امام طبری رحمہ اللہ (٣١٠ھ) فرماتے ہیں:

تَأْوِيلُ الْقُرْآنِ غَيْرُ مُدْرَكٍ إِلَّا بِبَيَانِ مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَيَانَ الْقُرْآنِ .

''قرآن کی تفسیر صرف اس صورت سمجھ آ سکتی ہے، جب اللہ کے نبی اس کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

بیان کردیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا بیان سونپا ہے۔‘‘

(تفسیر الطّبري : 181/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَسَائِرُ أَئِمَّةِ الدِّينِ أَنَّ السُّنَّةَ تُفَسِّرُ الْقُرْآنَ وَتُبَيِّنُهُ وَتَدُلُّ عَلَيْهِ وَتُعَبِّرُ عَنْ مُجْمَلِهِ وَأَنَّهَا تُفَسِّرُ مُجْمَلَ الْقُرْآنِ مِنَ الْأَمْرِ وَالْخَبَرِ .

’’صحابہ، تابعین اور تمام ائمہ دین اس بات پر متفق ہیں کہ سنت قرآن کی تفسیر کرتی ہے، وہ اس کا بیان کرتی ہے، اس کی طرف دلالت کرتی ہے، اس کے مجمل حکم یا خبر کی تعبیر و تفسیر کرتی ہے۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ : 432/17)

❀ نیز فرماتے ہیں:

’’یہ بات جان لینی چاہیے کہ قرآن و حدیث کی تفسیر جب نبی کریم ﷺ سے مل جائے، تو پھر اہل لغت کے اقوال سے حجت نہیں لی جاسکتی، کیونکہ اس کی تفسیر معلوم ہو چکی ہے۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ : 13/27)

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

’’قرآن سے استنباط کرتے وقت صرف اس کے لفظوں پر رکے رہنا کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اس کی شرح دیکھی جائے اور سنت میں اس کا بیان دیکھا جائے، کیونکہ جب آیت مطلق ایک چیز کو بیان کر رہی ہوگی، تو اس کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تفاصیل سنت میں ہوں گی، جیسے نماز، زکاۃ، حج اور روزہ وغیرہ۔ تو اس وقت اس کے بیان کو دیکھے بغیر چارہ ہی نہیں، پھر اگر سنت میں کوئی چیز نہ ملے، تو سلف صالحین کی تفسیر دیکھی جائے گی، کیونکہ قرآن کو سلف دوسروں کی نسبت بہتر سمجھتے تھے اور اگر وہاں بھی نہ ملے، تو پھر عربی زبان کا فہم کافی ہوگا۔''

(الموافقات : 369/3)

❀ علامہ ابن الوزیر یمنی رحمہ اللہ (۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

التَّفْسِيرُ النَّبَوِيُّ وَهُوَ مَقْبُولٌ بِالنَّصِّ وَالْإِجْمَاعِ .

''قرآنی نص اور اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ تفسیر قبول ہے۔''

(إيثار الحقّ على الخلق، ص 152)

سوال: حج بیت اللہ کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: حج بیت اللہ اسلام کا بنیادی رکن ہے، اس کا انکار کفر وارتداد ہے۔

سوال: کعبۃ اللہ کے قبلہ ہونے کا انکار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر ہے اور واجب القتل ہے۔

سوال: حدیث جبریل میں سے مندرجہ ذیل جملے کا معنی ومفہوم کیا ہے؟

❀ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو فرمایا:

مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا .

''میں آپ سے زیادہ نہیں جانتا، البتہ اس کی علامات بتا دیتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : ٤٧٧٧، صحيح مسلم : ٩)

جواب: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَيْ تَسَاوِي فِي الْعِجْزِ عَنْ دَرْكِ ذٰلِكَ عَلْمُ الْمَسْؤُولِ وَالسَّائِلِ .

'' وقوع قیامت کے حوالے سے سائل و مسئول کا علم برابر ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 680/4)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ إِنَّ كُلَّ مَسْؤُولٍ وَّكُلَّ سَائِلٍ فَهُوَ كَذٰلِكَ .

''اس بارہ میں ہر سوال کرنے والا اور جس سے سوال کیا جائے، برابر ہیں۔''

(فتح الباري :121/1)

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ إِنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ فِي وَقْتِ السَّاعَةِ سَوَاءٌ، وَكُلُّهُمْ غَيْرُ عَالِمِينَ بِهٖ عَلَى الْحَقِيقَةِ .

''اس کا مطلب ہے کہ تمام لوگ قیامت کے علم میں برابر ہیں، انہیں اس کا حقیقی علم نہیں۔''

(فتح الباري لابن رجب :196/1)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

'' آج کل بعض نام نہاد علما دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وقوع قیامت کا علم تھا، ان سے کہا گیا کہ حدیث جبریل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں فرمایا تھا کہ میں بھی اس مسئلہ میں جبریل کی طرح ہوں۔ (صحیح مسلم:۹۳) تو معنوی تحریف کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اس سے مراد یہ تھی کہ میں اور جبریل دونوں اس کا علم رکھتے ہیں، یہ سب سے بڑی جہالت اور قبیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترین تحریف ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ، ایک ایسے شخص کو، جسے لوگ بدوی خیال کر رہے تھے، کیسے کہہ سکتے تھے کہ میں اور آپ دونوں قیامت کو جانتے ہیں؟ ممکن ہے کہ یہ لوگ کہہ دیں کہ آپ ﷺ جبریل کو پہچان رہے تھے۔ لیکن اپنے اس فرمان میں سچے تھے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جبریل کسی بھی صورت میں آئے، تو میں نے پہچان لیے، مگر میں اس صورت میں انہیں نہیں پہچان سکا۔ (مسند الامام احمد : ۱/۵۳، وسندہ صحیح) ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: جبریل علیہ السلام کسی بھی شکل میں مجھ پر مشتبہ نہیں ہوئے، سوائے اس مرتبہ کے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱، صحیح ابن حبان: ۱۷۳، وسندہ صحیح) ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے (جبریل علیہ السلام کے جانے کے بعد) فرمایا: اس بدوی کو میرے پاس واپس لائیے۔ صحابہ کرام گئے اور تلاش کیا، لیکن وہ مل نہ سکے۔ (صحیح بخاری: ۵۰، ۴۷۷۷، صحیح مسلم: ۹۷) یقیناً نبی اکرم ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے بارے میں ایک عرصہ بعد معلوم ہوا تھا، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک عرصہ انتظار کرتا رہا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! معلوم ہے کہ سوال کرنے والا کون تھا؟ (صحیح مسلم: ۹۳) جبکہ حدیث میں تحریف معنوی کرنے والوں کا کہنا ہے کہ سوال کرتے وقت ہی رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ جبریل ہیں، لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک عرصہ بعد یہ بات بتائی تھی۔ پھر اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ جس سے سوال کیا جا رہا ہے، وہ اس بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ (صحیح مسلم: ۹۳) یہ بات عام ہے، ہر وہ شخص جس سے قیامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں سوال کیا جائے اور ہر وہ شخص جو سوال کرے، دونوں کی حالت یہی ہوتی ہے (کہ انہیں قیامت کے بارے میں علم نہیں ہوتا)۔ جبکہ ان کے غالی موقف کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم پر منطبق ہو گیا ہے۔ ان کے بقول ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اسے رسول اللہ ﷺ بھی جانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبۃ: ۱۰۱) ”تمھارے آس پاس جو دیہاتی ہیں، ان میں بعض منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ اے نبی! انھیں آپ نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں۔“ یہ فرمانِ باری تعالیٰ سورت براءت میں ہے اور سورت براءت کے بھی آخر میں، سورت براءت قرآنِ کریم کے ان مقامات میں سے ہے، جو آخر میں نازل ہوئے۔ یہ اس وقت کی حالت ہے، جب منافقین مدینہ میں آپ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کے گم ہونے کا واقعہ ہے، آپ ﷺ نے ہار تلاش کرنے کے لیے صحابہ کو بھیجا۔ پھر جب اونٹ کو اٹھایا گیا، تو ہار اسی کے نیچے سے مل گیا۔ (صحیح بخاری: ۴۷۵) اسی طرح کھجوروں کی پیوند کاری والی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے اہل مدینہ سے فرمایا: میرا نہیں خیال کہ آپ پیوند چھوڑیں، تو کوئی نقصان ہو۔ اہل مدینہ نے پیوند چھوڑ دی، تو پھل کم آیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: آپ دنیاوی معاملات مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ (صحیح مسلم: ۱۸۳۶) اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے: ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾(الأنعام : ٥٠) ''نبی! کہہ دیجیے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ میں غیب بھی نہیں جانتا۔''، نیز فرمایا : ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ (الأعراف : ١٨٨) ''میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا۔'' جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ پر بہتان لگا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک حقیقت معلوم نہ ہوئی جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے برأت نازل نہیں ہوئی۔ ان غالیوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت حال کا علم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور لونڈی (بریرہ رضی اللہ عنہا) کو بلا کر پوچھ گچھ کی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری صورت حال معلوم تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا کہ اگر گناہ ہو گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں۔ (صحیح بخاری: ۴۷۵۰)، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقینی طور پر معلوم تھا کہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا!!! ان لوگوں کو ایسی لغو باتیں کرنے پر اس عقیدے نے آمادہ کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گناہ معاف کر دیں گے اور ان کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ جتنا غلو کریں گے، اتنا زیادہ آپ کے مقرب اور خاص بن جائیں گے، حالانکہ یہ لوگ سب لوگوں سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر اور آپ کی سنتوں کے مخالف و نافرمان ہیں۔ یہ لوگ واضح طور پر ان نصاریٰ سے مشابہت رکھتے ہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہت زیادہ غلو سے کام لیا اور ان کی شریعت کی بہت زیادہ مخالفت کی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اپنے فاسد عقائد کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رواج دینے کے لیے یہ لوگ واضح جھوٹی احادیث کی تصدیق کرتے ہیں، جبکہ
صحیح احادیث میں تحریف معنوی کرتے ہیں۔''

(المنار المُنیف، ص81۔ 84)

یہی عبارت من وعن علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) نے **الموضوعات الکبریٰ المعروف بہ ''موضوعاتِ کبیر''** (ص ۱۱۹) میں نقل کی ہے۔

بات بالکل واضح ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوع قیامت کے بارے میں پوچھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس حوالے سے سائل ومسئول دونوں کا علم برابر ہے۔یعنی عدم علم میں ہم دونوں مساوی ہیں۔آپ کو بھی علم نہیں اور مجھے بھی معلوم نہیں کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ ہاں قیامت کی چند نشانیاں میں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ یہ علامات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تھیں،لیکن قیامت کا قطعی علم آپ کو نہیں دیا۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جشن آزادی منانا کیسا ہے؟

جواب: وطن عزیز کسی نعمت سے کم نہیں، اس سے محبت طبعی امر ہے، وطنیت کے فتنہ سے بچتے ہوئے جائز حد تک اس سے محبت اور اس کا اظہار کرنا جائز ہے۔

مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آیا۔ خاص ۱۴ اگست کو جشن آزادی منانے میں کوئی حرج نہیں۔ تمام قومی وملی، خاندانی اور قبائلی تہوار اور رسومات کا انعقاد جائز ہے، البتہ اگر کوئی تہوار شرعی اُصولوں کے خلاف ہو، تو اسے منانا جائز نہیں۔

یوم آزادی منانا دنیوی عمل ہے، شریعت نے اس سے منع بھی نہیں کیا، لہٰذا شریعت کی حدود وقیود میں رہ کر اس کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مملکت کی سالگرہ منائی جا سکتی ہے، تو انسانوں کی سالگرہ بھی منائی جا سکتی ہے، تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ انسانوں کی سالگرہ منانا نصاریٰ کا مذہبی تہوار ہے، جس کی مخالفت ضروری ہے اور مذہبی اُمور میں ان کی مشابہت جائز نہیں۔ جبکہ یوم آزادی اگرچہ کفار بھی مناتے ہیں، مگر یہ محض دنیوی اَمر ہے۔ شریعت کی مخالفت نہ ہو، تو دنیاوی اُمور میں غیر مسلموں سے مشابہت میں کوئی حرج نہیں۔

جشن آزادی کے حوالے سے چند باتیں ملحوظ رکھی جائیں؛ پہلی بات یہ ہے کہ جشن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادی پر اسراف وتبذیر سے بچا جائے، ملک کا قیمتی سرمایہ ضائع نہ کیا جائے، مشاہدہ ہے کہ ہر سال اربوں روپیہ جشن آزادی کی نذر کر دیا جاتا ہے۔اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جشن آزادی منانے میں کئی غیر شرعی اُمور سر انجام دیے جاتے ہیں، مثلاً میوزک، ڈھول، باجے، آلات موسیقی پر ملی ترانے، لڑکوں اور لڑکیوں کا ناچ گانا، تصویر کشی اور مرد وزن کا اختلاط، وغیرہ۔اس طرح جشن منانے کی قطعاً اجازت نہیں، یہ شریعت کی مخالفت ہے، اس سے روکنا ضروری ہے۔

سوال: یزید بن معاویہ کے متعلق روایات کا جائزہ مطلوب ہے۔

جواب: ذیل میں چند روایات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے، جن کی بنا پر یزید بن معاویہ کو مطعون کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو؛

کیا واقعہ حرہ میں خواتین کی عصمت دری ہوئی؟:

واقعہ حرہ میں خواتین کی عصمت دری ثابت نہیں۔

❁ مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَنْهَبَ مُسْرِفُ بْنُ عُقْبَةَ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَزَعَمَ الْمُغِيرَةُ أَنَّهُ افْتُضَّ فِيهَا أَلْفُ عَذْرَاءَ.

''مسرف (مسلم) بن عقبہ نے تین دن اہل مدینہ کو لوٹا۔(راوی کہتے ہیں کہ) مغیرہ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عزتیں لوٹی گئیں۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي: 475/6، تاريخ ابن عساكر: 108/58)

سند منقطع ہے۔مغیرہ بن مقسم کا اس موقع پر مدینہ میں موجود ہونا ثابت نہیں۔نہ ہی مسلم بن عقبہ سے لقاء وسماع ممکن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ مصعب بن عبداللہ زبیری رحمہ اللہ سے منقول ہے:

لَمَّا هَجَمَ أَهْلُ الشَّامِ عَلَى الْمَدِينَةِ فِي بُيُوتِهِمْ وَنَهَبُوهُمْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ دَارَ الْمَرْأَةِ الَّتِي تَوَارٰى فِيهَا ابْنُ مُطِيعٍ، فَرَأَى الْمَرْأَةَ فَأَعْجَبَتْهُ فَوَاثَبَهَا، فَامْتَنَعَتْ مِنْهُ، فَصَرَعَهَا فَاطَّلَعَ ابْنُ مُطِيعٍ عَلٰى ذٰلِكَ، فَدَخَلَ فَخَلَّصَهَا مِنْهُ، وَقَتَلَ الشَّامِيَّ.

”جب اہل شام نے مدینہ والوں کے گھروں پر چڑھائی کی اور انہیں لوٹا، تو ایک شامی آدمی اس عورت کے گھر گھس گیا، جہاں ابن مطیع چھپ کر بیٹھا تھا۔ اس شامی نے عورت کو دیکھا، تو اس کی طرف مائل ہوا اور اس پر زبردستی کی، عورت نے اس سے بچاؤ کیا، تو اس نے پھر زبردستی کی، ابن مطیع کو پتہ چلا، تو اس نے آ کر عورت کو شامی سے بچایا اور شامی کو قتل کر دیا۔“

(الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر : 21/5)

سند سخت منقطع ہے۔ مصعب بن عبداللہ زبیری رحمہ اللہ ۱۵۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور واقعہ حرہ ۶۳ ہجری میں ہوا۔ وہ اپنی پیدائش سے ایک صدی پہلے کا واقعہ کیسے بیان کر سکتے ہیں؟

❁ ام ہیثم بنت یزید سے منقول ہے:

رَأَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ تَطُوفُ، فَعَرَضَ لَهَا أَسْوَدُ، فَعَانَقَتْهُ وَقَبَّلَتْهُ، فَقُلْتُ : يَا أَمَةَ اللّٰهِ، أَتَفْعَلِينَ هٰذَا بِهٰذَا الْأَسْوَدِ، قَالَتْ : هُوَ ابْنِي وَقَعَ عَلَيَّ أَبُوهُ يَوْمَ الْحَرَّةِ، فَوَلَدْتُّ هٰذَا.

”میں نے ایک قریشی خاتون کو طواف کرتے دیکھا، تو اس کے سامنے ایک سیاہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رنگ فام نوجوان آیا، خاتون نے اسے گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ میں نے کہا: اللہ کی بندی! آپ اس سیاہ فام کے ساتھ کیا کر رہی ہیں؟ تو اس نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے، حرہ والے دن اس کے باپ نے مجھ سے (زبردستی) زنا کیا تھا، جس کے نتیجہ میں میں نے اسے جنم دیا۔''

(المُنتظَم لابن الجوزي : 15/6)

سند سخت ضعیف ہے۔ ام ہیثم بنت یزید اور خالد کندی دونوں مجہول ہیں۔

کیا یزید تارک نماز اور شرابی تھا؟:

یزید بن معاویہ کا نماز چھوڑنا اور شراب پینا ثابت نہیں۔

❀ یحییٰ بن فلیح بن سلیمان (؟) سے منسوب ہے:

إِنَّ أَبَا عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَفَدَ عَلٰى يَزِيدَ فَأَكْرَمَهٗ وَأَحْسَنَ جَائِزَتَهٗ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَامَ إِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ ...... فَقَالَ : أَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أُكْرَمَ، وَاللّٰهِ لَرَأَيْتُ يَزِيدَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ يَتْرُكُ الصَّلَاةَ سُكْرًا، فَأَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰى خُلْعَانِهٖ بِالْمَدِينَةِ فَخَلَعُوهُ .

''(عبداللہ بن احمد) ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ رحمہ اللہ وفد کی صورت میں یزید بن معاویہ کے پاس آئے۔ یزید نے ان کی عزت وتکریم کی اور خوب مہمان نوازی کی۔ جب عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ مدینہ واپس آئے، تو منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔...... انہوں نے کہا: کیا میں اپنی عزت نہیں چاہتا؟ (یعنی عزت چاہتا ہوں) اللہ کی قسم! میں نے دیکھا، یزید بن معاویہ نشے کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز ترک کر دیتا ہے۔تو تمام اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی۔“

(دلائل النّبوة للبيهقي : 474/6، تاريخ ابن عساكر : 18/27)

سند سخت ضعیف، بلکہ جھوٹی ہے۔

① یحییٰ بن فلیح بن سلیمان کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② اس کا عبداللہ بن احمد ابی عمرو سے سماع بھی ثابت نہیں ہوسکا۔

اس روایت میں عبداللہ بن احمد ابی عمرو بن حفص ہے، نہ کہ ابوعمرو بن حفص۔ کیونکہ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے عبداللہ بن احمد کے ترجمہ میں یہ روایت ذکر کی ہے۔مؤرخین بھی یزید کی بیعت توڑنے کی بات عبداللہ بن احمد کی طرف منسوب کرتے ہیں، نہ کہ ابوعمرو بن حفص کی طرف۔

سب سے پہلے میری سنت کو بدلنے والا؟:

❁ ابوالعالیہ رفیع بن مہران رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَمَّا كَانَ زَمَنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بِالشَّامِ غَزَا النَّاسُ فَغَنِمُوا وَكَانَتْ فِي غَنَائِمِهِمْ جَارِيَةٌ نَفِيسَةٌ فَصَارَتْ لِرَجُلٍ فِي قِسْمِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ يَزِيدُ فَانْتَزَعَهَا وَأَبُو ذَرٍّ يَوْمَئِذٍ بِالشَّامِ فَاسْتَعَانَ الرَّجُلُ بِأَبِي ذَرٍّ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فَقَالَ : رُدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ فَتَلَكَّأَ يَزِيدُ فَقَالَ : أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي أُمَيَّةَ، ثُمَّ وَلَّى فَلَحِقَهُ فَقَالَ : أَذْكُرُكَ اللّٰهَ أَهُوَ أَنَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : اَللّٰهُمَّ لَا، فَرَدَّ عَلَى الرَّجُلِ جَارِيَتَهٗ .

”جب شام میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی حکومت تھی، تو لوگوں نے غزوہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا، مال غنیمت میں ایک خوبصورت لونڈی تھی، جو ایک شخص کے حصہ میں آئی۔ یزید رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی طرف پیغام بھیج کر وہ لونڈی ہتھیالی۔ ان دنوں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ اس شخص نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مدد مانگی، تو ابوذر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ (یزید رضی اللہ عنہ کے پاس) گئے اور فرمایا: اس شخص کو اس کی لونڈی واپس کر دیجیے، یزید رضی اللہ عنہ نے ٹال مٹول کی، تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ ایسا ہی کر رہے ہیں، تو سن لیجئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”سب سے پہلے میری امت میں میری سنت کو بدلنے والا بنوامیہ کا ایک شخص ہوگا۔“ پھر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے، یزید رضی اللہ عنہ بھی پیچھے ہو لیے اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مل کر پوچھا: آپ کو اللہ کا واسطہ! کیا (بنوامیہ کے) اس شخص سے مراد میں ہوں؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً نہیں، تو یزید رضی اللہ عنہ نے وہ لونڈی اسی شخص کو واپس لوٹا دی۔“

(دلائل النبوة للبيهقي : 466/6، تاريخ ابن عساكر : 250/65)

سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ إِرْسَالٌ بَيْنَ أَبِي الْعَالِيَةِ وَأَبِي ذَرٍّ .

”اس سند میں ابوالعالیہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان ارسال (انقطاع) ہے۔“

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ابوالعالیہ کے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع کی نفی کی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ ابن معین بروایة الدّوري : 3467)

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں شام گئے تھے۔ (مستدرک حاکم:5468، وسندہ حسن)، جبکہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پا چکے تھے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَعْرُوفُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ بِالشَّامِ زَمَنَ عُثْمَانَ وَعَلَيْهَا مُعَاوِيَةُ وَمَاتَ يَزِيدُ فِي زَمَنِ عُمَرَ وَلَا يُعْرَفُ لِأَبِي ذَرٍّ قُدُومُ الشَّامِ زَمَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''مشہور یہ ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام میں تھے اور شام پر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ جبکہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہی وفات پا گئے تھے، نیز عہد عمر رضی اللہ عنہ میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا شام میں تشریف لانا معروف ومعلوم نہیں۔''

(التّاریخ الأوسط :45/1)

❀ تاریخ اصبہان (۱/۱۳۲) والی سند سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ الاوائل لابن ابی عاصم (۶۳) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۳۵۸۷۷) والی سند منقطع ہے۔ ابو العالیہ کا سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں، اس روایت میں سماع کی صراحت بھی نہیں۔

❀ ابو مسلم جذمی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالشَّامِ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَغَزَا الْمُسْلِمُونَ، فَغَنِمُوا وَأَصَابُوا جَارِيَةً نَفِيسَةً فَصَارَتْ لِرَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فِي سَهْمٍ ....

''یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور میں سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ شام میں تھے، مسلمانوں نے غزوہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ اس میں ایک خوبصورت لونڈی بھی ان کے ہاتھ لگی، جو ایک مسلمان کے حصے میں آئی ......۔''

(المَطالب العالية لابن حَجَر : 4463)

سند ضعیف ہے۔ عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی مختلط ہیں، محمد بن اسماعیل بن ابی سمینہ کا ان سے قبل از اختلاط روایت لینا ثابت نہیں ہوا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ عبدالوہاب نے اختلاط کے بعد کوئی روایت بیان نہیں کی، لہٰذا ان کا اختلاط مضر نہیں۔ درست نہیں، کیونکہ ان کی بنیاد امام ابو داود رحمہ اللہ کے قول پر ہے، جسے حافظ عقیلی رحمہ اللہ (۷۵/۳) نے ذکر کیا ہے۔ یہ قول ثابت نہیں، حافظ عقیلی رحمہ اللہ کے استاذ حسین بن عبداللہ ذارع کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کی تمام سندوں کو ضعیف و منقطع قرار دیا ہے۔

(البداية والنّهاية :649/11)

کیا یزید نے قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کا حکم دیا؟

❁ ضحاک بن عثمان حزامی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلَى الْكُوفَةِ سَاخِطًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِّوِلَايَةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَكَتَبَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ إِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَهُوَ وَالِيهِ عَلَى الْعِرَاقِ : إِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ سَارَ إِلَى الْكُوفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهٖ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وابْتُلِيتَ بِهٖ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ، وَعِنْدَهَا يُعْتَقُ أَوْ يَعُودُ عَبْدًا كَمَا يُعْتَبَدُ الْعَبِيدُ، فَقَتَلَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ، وَبَعَثَ بِرَأْسِهٖ إِلَيْهِ، فَلَمَّا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحُمَامِ ....

”سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما جب یزید کی امارت سے ناراض ہو کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، تو یزید بن معاویہ نے امیر عراق عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا: ”مجھے پتہ چلا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کو روانہ ہو چکے ہیں۔ اب تم پر برا وقت آ چکا ہے، تمہارے شہر پر آزمائش آ گئی ہے اور گورنروں کے حوالے سے تمہاری آزمائش ہے۔ ان حالات میں یا تو آزادی حاصل کی جاتی ہے یا دوبارہ غلامی اختیار کی جاتی ہے۔“ تو عبید اللہ بن زیاد نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور آپ کا سر مبارک یزید کی طرف بھیجا، جب یزید کے سامنے سر رکھا گیا، تو اس نے حسین بن حمام کے اشعار پڑھے......۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 115/3)

سند ضعیف اور غیر ثابت ہے۔

① محمد بن ضحاک بن عثمان ”مجہول الحال“ ہے، صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے ''الثقات'' (۹/ ۵۹) میں ذکر کیا ہے۔

② ضحاک بن عثمان حزامی نے یزید کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهُ ثِقَاتٌ إِلَّا أَنَّ الضَّحَّاكَ لَمْ يُدْرِكِ الْقِصَّةَ .

''اس کے راوی ثقہ ہیں، البتہ ضحاک اس واقعہ کے وقت موجود نہیں تھا۔''

(مَجمع الزّوائد : 193/9)

حافظ رحمہ اللہ نے راویوں کی توثیق امام ابن حبان رحمہ اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے کی ہے، جبکہ راوی مجہول الحال ہے۔ دوسری بات ضحاک اس دور میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا، وہ یزید کے بارے میں کیسے بیان کرسکتا ہے۔

یزید کو امیر المومنین کہنے والے پر کوڑے:

نوفل بن الفرات (ابی الفرات/ ابی عقرب) سے منسوب ہے:

كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَذَكَرَ رَجُلٌ يَزِيدَ، فَقَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: تَقُولُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ؟ وَأَمَرَ بِهِ فَضُرِبَ عِشْرِينَ سَوْطًا .

''میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین یزید نے کہا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا تو یزید کو ''امیر المومنین'' کہہ رہا ہے؟ پھر اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے بیس کوڑے مارے جائیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سِيَر أعلام النُّبلاء للذّهبي : 40/4، تهذيب التّهذيب لابن حجر :361/11)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن ابی سری عسقلانی کثیر الغلط راوی ہے۔

② نوفل بن ابی عقرب کی متقدمین ائمہ سے توثیق ثابت نہیں۔

③ محمد بن ابی سری عسقلانی سے نیچے سند بھی معلوم نہیں۔

④ لیث بن سعد رحمہ اللہ نے یزید کو''امیر المومنین'' بھی کہا ہے۔

(تاريخ خليفة بن خياط، ص 253، وسندهٗ صحيحٌ)

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے عمومی طور پر تین باتیں سننے میں آتی ہیں۔

① یزید بن معاویہ قاتل حسین ہے۔ یہ بے بنیاد اور بے حقیقت دعویٰ ہے۔ یہ دعویٰ دراصل قاتلین حسین کا ہے۔ وہ یہ جرم کسی دوسرے کے نام کرنا چاہتے ہیں۔

② یزید نے قتل حسین کا حکم دیا تھا۔ یہ دعویٰ بھی بے ثبوت ہے۔

③ یزید کے دور میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور یزید نے مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا۔ یہ بھی کمزور بات ہے۔ اس واقعہ کو صدیاں بیت گئی ہیں۔ اس وقت کے حالات کا صحیح جائزہ معلوم نہیں ہوسکتا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو کیفر دار تک پہنچانے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پیش ہوئے، ان کے مابین جنگیں ہوگئیں، لیکن اس وقت مجرموں کو قرار واقع سزا نہیں مل سکی۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض ان جنگوں میں مارے گئے اور بعض جنگ نہروان میں مارے گئے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض فرار ہوگئے ہوں۔ اسی طرح جناب علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور آگئی۔ مگر یہ ثابت نہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کو کیفر دار تک پہنچایا تھا۔

کبھی قاتلوں کو سزا مل جاتی ہے، کبھی نہیں ملتی۔ اس سے کسی پر طعن نہیں کی جا سکتی۔

یزید کا قتل حسین رضی اللہ عنہ پر راضی ہونا بھی ثابت نہیں، تو یزید پر طعن کیوں؟

یاد رہے کہ یزید کے دربار میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش کیا جانا ثابت نہیں۔ متقدمین ائمہ مسلمین میں سے کسی نے یزید کو قاتل حسین رضی اللہ عنہ قرار نہیں دیا، نہ ہی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یزید پر طعن کیا۔

افسوس ہے کہ یزید کو مطعون کیا جاتا ہے، جبکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قاتل کے نام پر عید بابا شجاع الدین منائی جاتی ہے، دنیا میں ایسے ناانصاف بھی موجود ہیں۔

سوال: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زنا سے منسوب کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت قرآن کریم میں نازل کر دی۔ اب اس برأت کے بعد اگر کوئی انہیں زنا سے منسوب کرے، تو وہ بالاتفاق کافر ہے، کیونکہ اس نے نصوص قرآنیہ کو جھٹلایا ہے۔

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ مَنْ نَسَبَ عَائِشَةَ إِلَى الزِّنَا كَانَ كَافِرًا وَهُوَ مَا صَرَّحَ بِهِ أَئِمَّتُنَا وَغَيْرُهُمْ لِأَنَّ فِي ذٰلِكَ تَكْذِيبُ النُّصُوصِ الْقُرْآنِيَّةِ وَمُكَذِّبُهَا كَافِرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَبِهِ يُعْلَمُ الْقَطْعُ بِكُفْرِ كَثِيرِينَ مِنْ غُلَاةِ الرَّوَافِضِ لِأَنَّهُمْ يَنْسِبُونَهَا إِلٰى ذٰلِكَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ.

”جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زنا سے منسوب کیا، وہ کافر ہے، ہمارے ائمہ اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیگر اہل علم نے اس بات کی صراحت کی ہے، کیونکہ اس سے قرآنی نصوص کی تکذیب لازم آتی ہے اور نصوص کی تکذیب کرنے والے کے کفر پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس سے یہ بات بھی قطعی طور پر معلوم ہوئی کہ بہت سے غالی روافض کافر ہیں، کیونکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زنا سے منسوب کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کہاں بھٹکے ہوئے ہیں!''

(الصّواعق المُحرقة : 193/1)

سوال: بعض لوگ مندرجہ ذیل حدیث کو اموات کے وسیلہ کے جواز پر پیش کرتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

ابْغُونِي فِي ضُعَفَائِكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ.

''مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرنا۔ آپ کو تو رزق ہی کمزور و نادار لوگوں کی وجہ سے دیا جاتا ہے، انہی کی وجہ سے آپ کی مدد کی جاتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 198/5، سنن أبي داوٗد : 2594، سنن النّسائي : 3181، سنن التّرمذي : 1702، وسندہٗ صحیحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (104/2) نے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

جواب: کمزور اور نادار لوگ جو صالحین ہوں، ان کی نیکی اور دعا کی وجہ سے معاشرہ میں آسودگی آتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ ایک حدیث میں ہے:

إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ.

''اللہ تعالیٰ اس اُمت کی مدد ان کمزوروں کی دعا، نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کرتا ہے۔''

(سنن النّسائي : 3178، حلية الأولياء للأصبهاني : 26/5، وسندهٗ صحيحٌ)

اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس حدیث سے فوت شدگان کا توسل ثابت کرے، تو اس کا یہ عمل دیانتِ علمی کے خلاف ہے۔ اس سے فوت شدگان کے توسّل کا جواز ثابت کرنا شرعی نصوص کی تحریف ہے۔ اس سے تو زندہ لوگوں کی دعا کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے اور اسے اہل سنت والجماعت اہل الحدیث جائز اور مشروع ہی سمجھتے ہیں۔

سوال: جو مریض سخت تکلیف میں ہو، اس کی جان نہ نکل رہی ہو، تو جان کی آسانی کے لیے بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت چیلوں کو پھینکنا کیسا ہے؟

جواب: یہ بدعقیدگی ہے، بلاشبہ صدقہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں، مگر صدقہ کا گوشت چیلوں اور گدوں کو ڈالنا بے اصل ہے۔ صدقہ کا گوشت کسی ضرورت مند کو دے دیا جائے، تو درست ہے۔

سوال: روزہ کشائی کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: بعض علاقوں میں روزہ کشائی کی رسم کی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب کوئی بچہ اپنا پہلا روزہ رکھتا ہے، تو افطاری کے وقت اس کے گلے میں ہار پہنائے جاتے ہیں، اس کی طرف سے دیگیں پکا کر لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہیں، مساجد میں افطاری بھیجی جاتی ہے۔ اسے روزہ کشائی کا نام دیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تکلف ہے، جسے اسلام میں داخل کر دیا گیا، اس پر سخت نکیر ہونی چاہیے، تاکہ یہ رسم لوگوں میں رواج نہ پائے۔

سوال: اذان کے آخری کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کے جواب میں ''محمد رسول اللہ'' کا اضافہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کا جواب اسی طرح دینا چاہیے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ آخری کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کے جواب میں یہی الفاظ دہرائے جائیں گے، ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کا اضافہ ثابت نہیں، لہٰذا اس کا اضافہ کرنا دین میں زیادتی ہے۔

سوال: الوداع کرتے وقت ''خدا حافظ'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: آتے اور جاتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیے، اس سنت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا کلمہ ایجاد کرنا اور اسے شعار بنانا جائز نہیں۔ البتہ اس کے ساتھ اگر کوئی دعائیہ کلمہ کہہ لیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ ''خدا حافظ'' بھی اسی قبیل سے ہے، جس کا معنی ہے: ''اللہ حفاظت کرنے والا ہے یا اللہ حفاظت کرے۔'' تو اگر سلام وغیرہ کے ساتھ الوداعی کلمہ ''خدا حافظ'' کہہ لیا جائے، تو درست ہے، مگر ''السلام علیکم'' کو ترک کر کے ''خدا حافظ'' کو رواج دینا اور شعار بنا لینا درست نہیں۔

سوال: ماتم حسین رضی اللہ عنہ کی مجالس کا انعقاد کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام کی تاریخ آلام ومصائب سے لبریز ہے، مسلمانانِ امت نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی شہادت اور دیگر اصحاب رسول ﷺ کی شہادتوں اور وفاتوں کا غم ابھی بھولے نہیں تھے کہ دس محرم الحرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۱ ھ کو نواسۂ رسول، گوشہ بتول، نو جوانانِ جنت کے سردار، گلستانِ رسالت کے پھول سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مظلومانہ شہادت کے غم سے دوچار ہونا پڑا۔

مصیبت و پریشانی میں غمناک ہونا اور اشک غم بہانا فطری امر ہے۔ بے صبری، جزع فزع، نوحہ وبین اور سینہ کوبی باتفاق مسلمین حرام اور ممنوع ہے۔ مصائب و آلام پر صبر واستقلال کا مظاہرہ کرنے والوں کی قرآنِ مقدس یوں مدح سرائی کرتا ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ * الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ * اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ (البقرة: ۲/۱۵۵۔۱۵۷)

”(اے نبی!) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں، وہ لوگ کہ جو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ”ہم اللہ کے عاجز ودرماندہ بندے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“ کہتے ہیں، انہی پر رب کریم کی مغفرت ورحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

بے صبری اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو!

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

”وہ ہم میں سے نہیں، جس نے رخسار پیٹے، گریباں پھاڑا اور جاہلی عصبیت کو ہوا دینے والی آواز بلند کی۔“

(صحيح البخاري: 1294، صحيح مسلم: 103)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کے (بعض) لوگ جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑیں گے، حسب ونسب میں فخر، نسب میں طعن وعیب، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا، نوحہ کرنے والی عورت توبہ کے بغیر مر جائے، روز قیامت اسے اٹھایا جائے گا، تو اس پر گندھک کی قمیص اور خارش کی چادر ہو گی۔''

(صحیح مسلم: 934)

❁ علامہ طرطوشی (۵۲۰ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا الْمَاتَمُ، فَمَمْنُوعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ .

''ماتم کے ممنوع ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(الحوادث والبِدَع، ص 175)

جوں ہی محرم الحرام کا چاند نظر آتا ہے، ایک فرقہ بے شمار بدعات، خرافات، ہفوات، ترہات او منکرات کا ارتکاب کرتا ہے، جیسا کہ ماتم زنی، سینہ کوبی، نوحہ، بین، مرثیہ خوانی کے لیے مجالس ومحافل کا انعقاد، عزاداری، تعزیہ (قبر حسین رضی اللہ عنہ کی شبیہ)، تابوت (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جنازے کی شبیہ)، تعزیہ اٹھانا (تعزیہ کو امام باڑہ یا تعزیہ خانہ سے گشت کرانے یا دفن کے لیے لے جانا)، تعزیہ کی زیارت، طلب حاجات کے لیے اس کے ساتھ عرضیاں باندھنا، اسے جھک کر سلام کرنا، اس کے سامنے رکوع اور سجدہ کرنا، چومنا چاٹنا، اس پر منت منوتی کے چڑھاوے چڑھانا، بچوں کو اس کے ساتھ بطورِ قیدی باندھنا، کاغذ کی روٹی کتر کر باندھنا، اس کی تزیین وآرائش کرنا، علم عباس نکالنا، آگ پر ماتم کرنا، زنجیروں، ٹوکوں اور تلواروں سے خود کو لہولہان کرنا، سر پیٹنا، چہرہ پیٹنا، سر پر راکھ ڈالنا، گریبان چاک کرنا، ننگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاؤں چلنا، پاؤں میں بیڑیاں ڈالنا، کالا لباس پہننا، سر پر چھلے مارنا، ذوالجناح (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی شبیہ) نکالنا، اس پر سواری نہ کرنا، بچوں کو اس کے نیچے سے گزارنا، چھ محرم کو علی اصغر کا جھولا نکالنا، سات محرم کو قاسم بن حسن کی مہندی نکالنا، علم عباس، تعزیہ اور ذوالجناح کو سجدہ کرنا، جسے سجدۂ تعظیمی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نیاز دینا، سلسبیل لگانا، بعض علاقوں میں جلوس کے ساتھ ڈھول، شرنا اور دیگر آلات لہو ولعب لے جانا، مردوزن کا اختلاط، دسویں محرم کو شامِ غریباں، جھوٹے قصے کہانیاں، بے سند اور من گھڑت روایات کا بیان، قرآن وحدیث کی مخالفت، اللہ اور اس کے رسولوں کی شان میں تنقیص، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض کا اظہار اور ان کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنا، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا انکار اور ان پر تنقید، بعض اہل بیت کی شان میں غلو اور بعض کی شان میں تقصیر، قرآن وحدیث کی باطل تاویلات، اہل سنت والجماعت کی توہین اور ان پر الزام تراشی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر کذب وافترا وغیرہ۔ یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں:

﴿أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوٓءُ عَمَلِهِۦ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ﴾ (فاطر: ۸)

''جس کے لیے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگا ہے، (کیا آپ اسے بچا سکتے ہیں؟)، اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۞ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

(الکھف : ۱۸/۱۰۳ـ۱۰۴)

''اے نبی! کہہ دیجیے آپ کو اعمال میں خسارا پانے والوں کی خبر نہ دیں؟ (یہ) وہ لوگ (ہیں) جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ہی ختم ہو گئی، حالاں کے وہ اپنے تئیں اچھا کر رہے تھے۔''

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے شیطان لوگوں میں دو طرح کی بدعات پھیلا رہا ہے، ایک دس محرم کے دن غم و نوحہ کی بدعت، یعنی جسم پیٹنا، چیخ و پکار، رونا، پیاسے رہنا، مرثیہ پڑھنا اور اسی طرح کے دیگر اعمال مثلاً سلف صالحین کو گالم گلوچ، ان پر لعن طعن، انہیں شریک جرم باور کرانا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جھوٹے افسانے بیان کرنا۔ یہ کام شروع کرنے والے کا مقصد فتنہ گری اور امت میں تفرقہ پروری تھا۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام نہ واجب ہیں اور نہ مستحب، بلکہ بیتے مصائب پر جزع و فزع اور نوحہ گری اللہ و رسول کے حرام کردہ بڑے گناہوں میں سے ہیں۔''

(منہاج السّنۃ : 2/322-323)

سوال: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کے ساتھ ''ومغفرتہ'' کا اضافہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: صحیح احادیث میں ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کے الفاظ آئے ہیں، ''ومغفرتہ'' کا اضافہ ثابت نہیں۔

✿ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَاهُمْ يَوْمًا فِي مَجْلِسٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ : سَلَامٌ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ، فَقَالَ : مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ : عَطَاءٌ، فَقَالَ : انْتَهِ إِلٰى وَبَرَكَاتُهُ، قَالَ : ثُمَّ تَلَا : ﴿رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ﴾ .

''ایک دن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے ہاں ایک مجلس میں تشریف لائے، اہل مجلس پر سلام کہا، تو عطاء رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں جواب دیا: ''سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ (اس وقت نابینا ہو چکے تھے، اس لیے انہوں) نے پوچھا: یہ جواب دینے والا کون ہے؟ میں (عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ) نے عرض کیا : عطاء۔ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا : ''وبرکاتہ'' پر رک جایئے۔ (یعنی ومغفرتہ کا اضافہ مت کیجئے۔) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے (بطور دلیل) یہ آیت تلاوت کی :﴿رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ﴾(هود : ٧٣)۔''

(تفسير ابن أبي حاتم :11031، شُعب الإيمان للبيقهي : 8487، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ''ومغفرتہ'' کا اضافہ کیا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً نکیر فرمائی اور دلیل کے طور پر قرآنی آیت پیش کہ اللہ تعالیٰ نے ''وبرکاتہ'' تک کے الفاظ ذکر کیے ہیں، اس سے آگے بڑھنا اور اپنی طرف سے الفاظ کا اضافہ کرنا درست نہیں۔

جن روایات میں ''ومغفرتہ'' کا اضافہ منقول ہے، وہ ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

❀ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا إِذَا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا قُلْنَا : وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ .

”جب نبی کریم ﷺ ہمیں سلام کرتے، تو ہم بایں الفاظ جواب دیتے تھے: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔“

(التّاريخ الكبير للبخاري: 330/1، الكامل لابن عدي: 440/8)

سند باطل ہے۔

① محمد بن حمید رازی ”متروک وکذاب“ ہے۔

② ابراہیم بن المختار ضعیف ہے۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(شعب الإيمان، تحت الحديث: 8491)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(فتح الباري: 6/11)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ يَسْتَغْفِرُونَ لِذَوَائِبِ النِّسَاءِ وَلِحَى الرِّجَالِ وَيَقُولُونَ: سُبْحَانَ الَّذِي زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللِّحٰى وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ.

(الغرائب الملتقطة لابن حجر: 289/6)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① الحسین بن داود بن معاذ بلخی ''متروک ووضاع'' ہے۔

② حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

③ حسن بصری کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ عَائِشَةَ.

''حسن بصری نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا۔''

(لسان الميزان: 4446، ت أبو غدة)

❀ اسی معنی ایک موقوف روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(تاريخ دِمشق لابن عَساكر: 343/36)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ منکر و باطل روایت ہے۔ محمد بن معاذ بن فہد نہاوندی ''متروک'' ہے۔ محمد بن منہال کی حدیثوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ملتی۔

❀ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ جِدًّا وَإِنْ كَانَ مَوْقُوفًا فَأَوَّلْتُ النَّهَاوَنْدِيَّ نَسِيَهُ فِيمَا نَسِيَ فَإِنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمِنْهَالِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے، مگر سخت منکر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہاوندی کا سہو ہے، کیونکہ محمد بن منہال کی حدیثوں میں اس کی کوئی اصل نہیں، واللہ اعلم!''

سوال: لَا نِكَاحَ بَيْنَ الْعِيدَيْنِ ''دو عیدوں کے درمیان نکاح جائز نہیں۔'' روایت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس معنی کی حدیث پر اطلاع نہیں ہو سکی۔ یہ خود رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک کے بھی خلاف ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں ہی رخصتی کی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ، وَبَنٰى بِي فِي شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّي؟

''رسول اللہ ﷺ نے شوال میں میرے ساتھ شادی کی، میری رخصتی بھی شوال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہوئی، تو ازواج رسول میں وہ کون سی بیوی ہے، جو مجھ سے زیادہ خوش نصیب اور آپ ﷺ کی نظر میں پسندیدہ تھی؟''

(صحیح مسلم: 1423)

❁ علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی رحمہ اللہ (1252ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ : وَالْبِنَاءُ وَالنِّكَاحُ بَيْنَ الْعِيدَيْنِ جَائِزٌ وَكُرِهَ الزِّفَافُ، وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَزَوَّجَ بِالصِّدِّيقَةِ فِي شَوَّالٍ وَبَنٰى بِهَا فِيهِ .

''بزازیہ میں ہے: عیدین کے درمیان شادی اور رخصتی کرنا جائز ہے، البتہ زفاف کو ناپسند کیا گیا ہے اور مختار قول یہ ہے کہ وہ بھی ناپسندیدہ نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں نکاح کیا تھا اور شوال ہی میں رخصتی ہوئی تھی۔''

(فتاویٰ شامی: 8/3)

سوال: مندرجہ ذیل اثر کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت مبارکہ: ﴿اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فِي كُلِّ أَرْضٍ مِثْلُ إِبْرَاهِيمَ وَنَحْوُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْخَلْقِ .

''ہر زمین میں ابراہیم علیہ السلام کی مثل اور اِس زمین کے اوپر والی مخلوق موجود ہے۔''

(تفسير الطّبري : 469/23، المستدرك للحاكم : 23/38، الأسماء والصّفات للبيهقي : 832، وسندهٗ صحيحٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: حافظ بیہقی رحمہ اللہ (الاسماء والصفات :۸۳۲) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:۶/۲۹۳) نے اس اثر کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَحْمُولٌ إِنْ صَحَّ نَقْلُهُ عَنْهُ عَلٰى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَهُ عَنِ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''اگر اس اثر کی سند صحیح ہے، تو اسے اس معنی پر محمول کیا جائے گا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات اسرائیلی روایات سے اخذ کی ہے، واللہ اعلم!''

(البداية والنّهاية :43/1)

❁ نیز اسرائیلی روایات کے بارے میں مؤقف یوں بیان کرتے ہیں:

أَخْبَارُهُمْ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ ؛ فَمِنْهَا مَا عَلِمْنَا صِحَّتَهُ بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيلُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ سُنَّةِ رَسُولِهِ، وَمِنْهَا مَا عَلِمْنَا كَذِبَهُ، بِمَا دُلَّ عَلٰى خِلَافِهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَيْضًا، وَمِنْهَا مَا هُوَ مَسْكُوتٌ عَنْهُ، فَهُوَ الْمَأْذُونُ فِي رِوَايَتِهِ، بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَهُوَ الَّذِي لَا يُصَدَّقُ وَلَا يُكَذَّبُ، لِقَوْلِهِ : فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ.

''اسرائیلی روایات کی تین اقسام ہیں؛ ① جن کے صحیح ہونے کا علم ہمیں کتاب اللہ یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہو چکا ہے، ② جن کا جھوٹا ہونا معلوم ہو کہ اس کے خلاف کتاب وسنت میں ثابت ہو، ③ جن کے بارے میں کوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کن بات نہ ہو، انہیں بیان کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے : بنی اسرائیل سے روایت بیان کرلیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسرائیلی روایات کی اسی قسم کی تصدیق و تکذیب نہ کرنے کو کہا گیا ہے، فرمان نبوی ہے: بنی اسرائیل کی نہ تصدیق کرو، نہ تکذیب۔''

(تفسیر ابن کثیر : 528/3)

سوال: مختار ثقفی کے بارے میں کیا رائے ہونی چاہیے؟

جواب: مختار بن ابی عبید ثقفی عام الہجرہ میں پیدا ہوا، اس کی زندگی کے مختلف ادوار ہیں۔ آخر میں اس نے دعویٰ نبوت کر دیا تھا۔

❀ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيرًا .

''ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا۔''

(صحيح مسلم : 2545)

❀ شارح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْكَذَّابِ هُنَا الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَبِالْمُبِيرِ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ اس حدیث میں کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید اور مبیر سے مراد حجاج بن یوسف ہے، واللہ اعلم!''

(شرح النووي : 100/16)

❀ اسود بن یزید رحمہ اللہ (۷۵ھ) نے مختار ثقفی کو ''کذاب'' کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(طَبَقات ابن سعد : 95/6، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟ اس بارے میں کچھ ثابت نہیں، نیز سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ وصیت ثابت نہیں کہ انہیں رات کو دفن کیا جائے۔

سوال: مندرجہ ذیل آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی؟

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾(القصص : ٥٦)

”اے نبی! آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور وہ ہدایت یافتگان سے بخوبی واقف ہے۔“

جواب: یہ آیت کریمہ بالاتفاق ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِب، وَكَذَا نَقَلَ إِجْمَاعُهُمْ عَلٰى هٰذَا .

”مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ امام زجاج رحمہ اللہ (معانی القرآن واعرابہ: ١٤٩/٤) وغیرہ نے بھی مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے۔“

(شرح النّووي : 41/1)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَمْ تَخْتَلِفِ النَّقَلَةُ فِي أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ .

”ناقلین کا کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔“

(فتح الباري : 8/506)

سوال: ابو طالب کا نام کیا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے چچا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب تھا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ آپ کا نام عمران تھا۔ یہ دنیا کی بے حقیقت بات ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

اِسْمُهٗ عِنْدَ الْجَمِيعِ عَبْدُ مَنَافٍ وَّشَذَّ مَنْ قَالَ : عِمْرَانُ، بَلْ هُوَ قَوْلٌ بَاطِلٌ نَقَلَهُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِي كِتَابِ الرَّدِّ عَلَى الرَّافِضِيِّ أَنَّ بَعْضَ الرَّوَافِضِ زَعَمَ أَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ﴾(آل عمران : ۳۳)، أَنَّ آلَ عِمْرَانَ هُمْ آلُ أَبِي طَالِبٍ وَأَنَّ اسْمَ أَبِي طَالِبٍ عِمْرَانُ وَاشْتُهِرَ بِكُنْيَتِهٖ .

”اس بات پر اتفاق ہے کہ ابو طالب کا نام عبد مناف ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ان کا نام عمران ہے، ان کی بات شاذ، بلکہ باطل ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے روافض کے رد میں اپنی کتاب (منهاج السنة) میں لکھا ہے: بعض روافض کے نزدیک اللہ کے فرمان : ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ﴾ (آل عمران:۳۳) ”اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب فرما لیا ہے۔“ میں آل عمران سے مراد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آل ابی طالب ہیں اور ابو طالب کا نام عمران تھا، اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔''

(فتح الباري : 194/7)

سوال: قبر پر اذان کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، احادیث میں اس کی کوئی اصل نہیں اور صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور سلف صالحین کے زمانہ میں بھی اس کا وجود نہیں ملتا۔

اگر یہ کار خیر ہوتا یا میت کے لئے نفع مند ہوتا، تو صحابہ ضرور ایسا کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کے معانی، مفاہیم ومطالب اور تقاضوں کو سمجھتے اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے تھے، ان کا قبر پر اذان نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اُمور خیر میں سے نہیں ہے، ورنہ وہ اس خیر کے زیادہ حق دار تھے۔

ائمہ اربعہ سے بھی اس کا جواز یا استحباب منقول نہیں، احناف کی امہات الکتب میں تو اس کا ذکر ہی نہیں ملتا، البتہ بعض حنفی علماء نے اس کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور اس کے بدعت ہونے پر صراحت کی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ .

''میری اور خلفائے راشدین کی سنت لازم پکڑیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 4607، سنن التّرمذي : 2676، مسند الإمام أحمد : 126/4)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵)،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ضیا مقدسی رحمہ اللہ (إتباع السنّة واجتناب البدع : ٢) نے "**صحیح**"، **حافظ بزار** رحمہ اللہ (جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البرّ : ٢٣٠٦) نے «ثَابِتٌ صَحِيحٌ» **اور حافظ ابن عبد البر** رحمہ اللہ (جامع بیان العلم وفضله : ٢٣٠٦) نے «ثَابِتٌ» کہا ہے۔

❁ **امام حاکم** رحمہ اللہ **(١/٩٥) فرماتے ہیں:**

صَحِيْحٌ، لَيْسَ لَهٗ عِلَّةٌ .

"یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں۔"

حافظ ذہبی رحمہ اللہ **نے ان کی موافقت کی ہے۔**

❁ **حافظ ابونعیم اصبہانی** رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:**

هٰذَا حَدِيثٌ جَيِّدٌ مِّنْ صَحِيحِ حَدِيثِ الشَّامِيِّينَ .

"یہ شامیوں کی صحیح مرویات میں سے جید حدیث ہے۔"

(المسند المستخرج علٰی صحیح الإمام مسلم :36/1)

❁ **حافظ بغوی** رحمہ اللہ (شرح السنّة : ١٠٢) نے "**حسن**" **کہا ہے۔**

❁ **حافظ ابن کثیر** رحمہ اللہ **لکھتے ہیں:**

صَحَّحَهُ أَيْضًا الْحَافِظُ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْأَصْفَهَانِيُّ وَالدَّغُوْلِيُّ، وَقَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ الْأَنْصَارِيُّ : هُوَ أَجْوَدُ حَدِيْثٍ فِي أَهْلِ الشَّامِ وَأَحْسَنُهٗ .

"اسے حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ **اور حافظ دغولی** رحمہ اللہ **نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ الاسلام انصاری** رحمہ اللہ **کہتے ہیں: شامیوں کی مرویات میں سے یہ حدیث**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیداور عمدہ ترین ہے۔''

(تُحفة الطّالب بمعرفة أحاديث مختصر ابن الحاجب : 36)

سوال: سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے گستاخ کا کیا انجام ہے؟

جواب: سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے محبوب ہیں، لہٰذا ان سے محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اہل سنت تمام صحابہ کا ادب واحترام کرتے ہیں، ہر صحابی کو اس کا حق دیتے ہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت اور ان کا احترام ضروری ہے، ان کی جناب میں گستاخی کرنا بے ادبی اور عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

❁ مخضرم تابعی، ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ (۱۰۵ھ) کہتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا، وَلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، إِنَّ جَارًا لَّنَا مِنْ بَنِي الْهُجَيْمِ قَدِمَ مِنَ الْكُوفَةِ فَقَالَ : أَلَمْ تَرَوْا هٰذَا الْفَاسِقَ ابْنَ الْفَاسِقِ؟ إِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُ، يَعْنِي الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ : فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنِهٖ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهٗ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ کو برا نہ کہیں، بنوہجیم سے تعلق رکھنے والا ہمارا ایک پڑوسی جو کوفہ سے آیا تھا، اس نے کہا: دیکھو اس فاسق ابن فاسق کو یعنی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو، نعوذ باللہ! اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں دو آسمانی انگارے لگے اور اس کی بینائی ختم ہو گئی۔''

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل : 972، المعجم الكبير للطبراني : 119/3، وسنده صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا اسلاف امت مصائب وآلام میں قبروں کا رُخ کرتے تھے، تا کہ ان کے وسیلے سے دعائیں مانگیں؟

جواب: اسلافِ اُمت اپنی ضرورتیں پوری کرانے کے لیے قبروں کا قصد ہرگز نہیں کرتے تھے، ان سے ایسا کرنا قطعاً ثابت نہیں، اگر یہ دین ہوتا، تو اسلاف ضرور کرتے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

هَلْ يُمْكِنُ لِبَشَرٍ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَنْ يَأْتِيَ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ بِنَقْلٍ صَحِيحٍ أَوْ حَسَنٍ أَوْ ضَعِيفٍ أَوْ مُنْقَطِعٍ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا كَانَ لَهُمْ حَاجَةٌ قَصَدُوا الْقُبُورَ فَدَعَوْا عِنْدَهَا، وَتَمَسَّحُوا بِهَا فَضْلًا أَنْ يُصَلُّوا عِنْدَهَا أَوْ يَسْأَلُوا اللّٰهَ بِأَصْحَابِهَا أَوْ يَسْأَلُوهُمْ حَوَائِجَهُمْ، فَلْيُوقِّفُونَا عَلٰى أَثَرٍ وَّاحِدٍ أَوْ حَرْفٍ وَّاحِدٍ فِي ذٰلِكَ.

”کیا روئے زمین پر کسی انسان کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ سلف صالحین میں سے کسی ایک سے کوئی ایک صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع روایت بیان کرے کہ جب ان کو کوئی ضرورت ہوتی تھی تو وہ قبروں کی طرف جاتے اور ان کے پاس دُعا کرتے اور ان سے لپٹتے ہوں۔ ان سے قبروں کے پاس نماز پڑھنے، اہل قبور کے طفیل اللہ سے دُعا مانگنے یا اہل قبور سے اپنی حاجت روائی کی التجا کرنے کا ثبوت تو دُور کی بات ہے۔ مشرکین ہمیں کوئی ایک ایسی روایت یا اس بارے میں کوئی ایک لفظ دکھا دیں۔“

(إغاثة اللّهفان من مَصايد الشّيطان: 318/1)

سوال: کیا قبروں کو پختہ کرنا شیعہ کا مذہب ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: روافض کے نزدیک قبروں پر عمارتیں بنانا اور انہیں پختہ کرنا جائز ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

❁ مشہور شیعہ محمد حسن حائری نے لکھا ہے:

قَالَتِ الْإِمَامِيَّةُ : يَجُوْزُ بِنَاءُ الْقُبُوْرِ لِلْأَنبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ، وَتَشْيِيْدِهَا وَحِفْظِهَا .

''امامیہ (شیعہ کا ایک گروہ) کا کہنا ہے کہ انبیا اور اولیا کی قبروں پر تعمیر کرنا، انہیں پختہ کرنا اور ان کی حفاظت کرنا جائز ہے۔''

(البراهين الجلية، ص 41)

صحابہ کرام، تابعین کے دَور میں قبروں پر قبوں کا نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔ البتہ صحیح احادیث اور صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ان کی مذمت ضرور ثابت ہے:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ .

''رسول اللہ ﷺ نے قبر پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور تعمیر سے منع فرمایا۔''

(صحيح مسلم : 970)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’رسول اللہ ﷺ کو جب ابو جہل کی ہلاکت کی خوشخبری ملی، تو آپ نے (بطور شکر) دو رکعت نماز پڑھی۔‘‘

(سنن ابن ماجه: 1391)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① سلمہ بن رجاء متکلم فیہ ہے۔

② شعثاء کی توثیق نہیں ملی۔

سوال: مسجد میں اپیل کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں اپیل کرنا جائز ہے۔ احادیث میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کے جواز پر بَذْلُ الْعَسْجَدِ لِسُؤَالِ الْمَسْجِدِ نامی رسالہ بھی تحریر کیا ہے۔

سوال: کیا چار انبیائے کرام زندہ ہیں؟

جواب: بعض کہتے ہیں کہ چار انبیائے کرام پر موت نہیں آئی، وہ ابھی زندہ ہیں، خضر اور الیاس علیہما السلام زمین میں زندہ ہیں اور عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام آسمان پر زندہ ہیں۔

یہ بے حقیقت اور بے اصل بات ہے، البتہ اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت نزول فرمائیں گے۔

چار پیغمبروں کے زندہ ہونے کے حوالے سے دو اسرائیلی روایات آتی ہیں۔ دونوں کی سندیں سخت ضعیف ہیں۔

❁ ایک روایت کعب احبار رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

(تاریخ ابن عساکر: 207/9)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ضعیف ہے۔

① مکحول شامی کا کعب احبار سے سماع معلوم نہیں۔

② ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن سلیمان خراسانی کی توثیق معلوم نہیں۔

③ ابوحصین، محمد بن اسماعیل بن محمد تمیمی مجہول ہے۔

④ علی بن عاصم واسطی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ دوسری روایت تفسیر ثعلبی (۲۲/ ۴۱۸) میں آتی ہے، یہ جھوٹی اور اسرائیلی روایت ہے۔

① احمد بن حسن بن یزید قزوینی، ابن ماجہ کی توثیق نہیں ملی۔

② سعید بن ابی سعید بصری کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

③ علاء بجلی مجہول الحال ہے، سوائے ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔

④ زید مولیٰ عون طفاوی کون ہے؟ معلوم نہیں۔

⑤ واقعہ کی خبر دینے والا آدمی مبہم و نا معلوم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کوئی حدیث منقول نہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تعظیمی القاب ملانا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تعظیمی القاب لگانا مستحب ہے، مگر تعظیمی القاب وہی لگائے جائیں گے، جو کتاب وسنت میں ثابت ہیں، اپنی مرضی سے القاب بنانا درست نہیں، مثلاً ''اللہ کریم''، ''اللہ جل جلالہ''، ''اللہ پاک'' وغیرہ۔ اس طرح کے تعظیمی القاب اللہ کے لیے استعمال کرنا جائز اور مستحب ہیں، کہ جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہوں یا صفت کا ترجمہ ہوں۔ ''اللہ صاحب'' یا ''اللہ میاں'' یا ''اللہ سائیں'' وغیرہ کہنے سے احتراز کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے، کیونکہ یہ نہ اللہ کے صفاتی نام ہیں اور نہ صفاتی ناموں کا ترجمہ۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ معراج کی رات عرش الٰہی پر بیٹھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا معراج کی شب آسمانوں کی سیر کرنا ثابت ہے، مگر کسی صحیح روایت میں یہ ثابت نہیں کہ نبی ﷺ عرش الٰہی پر بیٹھے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کے لیے ''نور عرشہ'' کے الفاظ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: اسلاف امت میں ان الفاظ کا استعمال نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں کیا گیا، حالانکہ وہ سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے اور آپ ﷺ کی تعظیم بجالانے والے تھے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کو ''یا صاحب الزمان'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: یہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں غلو ہے۔ ایسے الفاظ کا استعمال کرنا درست نہیں۔ اسلاف امت سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ مردوں کو زندہ کرتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے بارے میں ایسا کچھ ثابت نہیں۔

سوال: کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حیض نہیں آتا تھا؟

جواب: ایسا کچھ ثابت نہیں، اس بارے میں مروی تمام روایات باطل، ضعیف اور غیر ثابت ہیں۔ یہ سیدہ کے حق میں غلو ہے۔

سوال: کیا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''گدھا'' کہا؟

جواب: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''گدھا'' کہنا ثابت نہیں۔

❀ شرح معانی الآثار للطحاوی (1/ 289) میں مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے ہیں، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مِنْ أَيْنَ تُرٰى أَخَذَهَا الْحِمَارُ .

''اس گدھے نے یہ کہاں سے سیکھ لیا؟''

① یہ شاذ (ضعیف) ہے، کیونکہ صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔

② عبدالوہاب بن عطاء خفاف (حسن الحدیث) نے عثمان بن عمر جیسے ثقات و اوثق کی مخالفت کی ہے۔

③ یہ بات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شان سے بعید ہے۔

سوال: کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دروازے کو اکیلے اٹھایا، کہ جسے بہت سے آدمی مل کر نہیں اٹھا سکتے تھے؟

جواب: یہ قصہ جمیع سندوں سے ضعیف ہے۔

سوال: کیا ولید بن عقبہ صحابی تھے؟

جواب: ولید بن عقبہ صحابی رسول تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

سوال: کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایام جاہلیت میں اپنی بیٹی کو زندہ درگور کیا؟

جواب: کسی روایت میں ایسی بات ثابت نہیں۔ یہ قصہ بے سروپا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت سے اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

پھر قرائن بھی اس کے خلاف ہیں، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی کی لخت جگر تھیں، جو بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بنیں۔ جبکہ حفصہ رضی اللہ عنہا یقیناً ایام جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں، مگر وہ زندہ رہیں۔

سوال: سود کو حلال سمجھنے والے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سود کی پوری حقیقت جاننے کے باوجود اسے حلال سمجھنے والا مرتد ہے، اس سے توبہ کرائی جائے گی، توبہ کر لے، تو درست، ورنہ ارتداد کی وجہ سے واجب القتل ہے، اس کی سزا کی ذمہ داری ریاست اسلامیہ پر ہے۔

سوال: مساجد کے باہر تصاویر آویزاں کرنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ تصویر مٹانے کے لیے تشریف لائے تھے۔ تصویر بنانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5347)

❁ حیان بن حصین ابو ہیاج اسدی رحمہ اللہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهٗ .

''میں آپ کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں، جس کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ کہ کوئی مورتی دیکھیں، تو اسے مٹا دیں اور کوئی بلند قبر دیکھیں، تو اسے برابر کر دیں۔''

(صحيح مسلم : 969)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا .

’’اور کوئی تصویر دیکھیں، تو اسے ختم کردیں۔‘‘

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ سے مغرب سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرنا ثابت ہے؟

جواب: نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرنا رسولِ کریم ﷺ کی قولی، فعلی اور تقریری سنت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ .

’’رسول اللہ ﷺ نے مغرب سے پہلے دو رکعت ادا فرمائیں۔‘‘

(صحيح ابن حبّان : 1588؛ قيام اللّيل للمروزي : 64، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ مقریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

’’یہ سند امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح ہے۔‘‘(اختصار قيام اللّيل : 64)

سوال: بعض جگہ اظہار افسوس کے لیے ایک منٹ یا چند منٹ کا سکوت کیا جاتا ہے، اس کا کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ نبی کریم ﷺ، صحابہ، تابعین اور ائمہ دین میں سے کسی سے افسوس کے وقت کچھ وقت کی خاموشی اختیار کرنا ثابت نہیں۔ یہ غیر مسلموں کا طریقہ کار ہے، جسے بعض مسلمان اختیار کیے ہوئے ہیں۔

سوال: امیر مہدی کے ساتھ ’’علیہ السلام‘‘ کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: ’’علیہ السلام‘‘ کا لفظ انبیائے کرام کے لیے ہی استعمال کرنا چاہیے۔ امیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مہدی یقیناً نبی نہیں ہیں، لہٰذا ان کے لیے ''علیہ السلام'' کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نقل کرتے ہیں:

''شیخ ابو محمد جوینی رحمہ اللہ (۴۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''سلام'' صلاۃ کے معنی میں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ صلاۃ اور سلام کو جمع کیا ہے، لہٰذا انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی غائب کو اس لفظ کے ساتھ متصف نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا: ابو بکر، عمر اور علی علیہم السلام۔ البتہ زندوں اور مردوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ بولے جا سکتے ہیں، پس السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جا سکتا ہے، واللہ اعلم!''

(شرح النّووي : 128/4)

علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''جو بات اکثر علما نے کی ہے، وہی صحیح ہے کہ (غیر نبی کے لیے ''الصلاۃ'' وغیرہ کا لفظ استعمال کرنا) مکروہ تنزیہی ہے، علما نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں ان کے شعار کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن ممانعت کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ سلف صالحین ''صلاۃ'' مستقل طور پر انبیائے کرام کے لیے خاص سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہم ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم محمد عزوجل نہیں کہہ سکتے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزیز وجلیل ہیں۔ اسی طرح ابو بکر وعلی رضی اللہ عنہما کے ناموں کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ'' نہیں کہہ سکتے، باوجود اس کے کہ اس کا معنی درست ہے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة : 612/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر سمیت دریا کو پار کیا؟

جواب: اس بارے میں مروی تمام روایات بلحاظ سند ضعیف و نا قابل حجت ہیں۔

سوال: خانہ کعبہ پر سیاہ غلاف ڈالنے کی ابتدا کب ہوئی؟

جواب: عہد نبوی میں کعبہ پر چادریں یا غلاف ہوتا تھا۔

(صحيح البخاري : 1846، صحيح مسلم : 1357)

مگر اس غلاف یا چادروں کا رنگ کیا تھا؟ اس کا علم نہیں۔ سیاہ غلافوں کی ابتدا کب ہوئی؟ اس کا علم نہیں ہو سکا، ممکن ہے کہ بعض عباسی خلفا نے سب سے پہلے ایسا کیا ہو، جیسا کہ تاریخی روایات میں آیا ہے۔

سوال: کیا مدینہ کی مٹی ''خاک شفا'' ہے؟

جواب: مدینہ کی زمین خاک شفا نہیں۔ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ صحیح مسلم (۲۱۹۴) والی حدیث کے بارے میں علما فرماتے ہیں کہ اس سے پوری زمین مراد ہے۔

سوال: کیا بعض انبیائے کرام کے والدین مشرک تھے؟

جواب: بعض انبیا کے والدین مشرک بھی ہوئے ہیں۔ روافض کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے آباء و اجداد کافر نہیں ہوتے۔ جبکہ ائمہ مسلمین میں کوئی بھی اس عقیدہ کا قائل نہیں۔ کئی انبیا کے والدین کافر تھے۔ اس پر نصوص ہیں۔ اس لیے بعض لوگ ان نصوص کو اپنے خلاف پا کر پر تکلف تاویلات پر اُتر آتے ہیں۔

سوال: ''جذب'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ''جذب'' باطنی صوفیا کی گمراہ کن اصطلاح ہے، اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں۔ اسلاف امت اس سے ناواقف تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا سورت فلق اور سورت ناس کا نزول اس وقت ہوا، جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا اور بطور علاج نازل ہوئیں، اس اعتبار سے تو یہ سورتیں مدنی ہونی چاہییں؟

جواب: سورت فلق اور سورت ناس مکی ہیں۔ اس پر کوئی معتبر روایت نہیں کہ یہ سورت نبی کریم ﷺ کے جادو کے علاج کے لیے نازل ہوئیں۔ اس بارے میں مروی جمیع روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا، تو آپ ﷺ پر سورت فلق اور سورت ناس نازل ہوئیں، آپ ﷺ ان میں سے ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

(طبقات ابن سعد : 198/2)

جھوٹی روایت ہے۔

① عمر بن حفص ابو حفص عبدی بالاتفاق ”ضعیف ومتروک“ ہے۔ اس کی توثیق میں ادنیٰ کلمہ بھی مذکور نہیں۔

② جویبر بن سعید ازدی بھی ”ضعیف ومتروک“ ہے۔

③ ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

❀ دلائل النبوۃ للبیہقی (۶/ ۲۴۸) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① محمد بن سائب کلبی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② ابو صالح باذام مولیٰ ام ہانی ''ضعیف ومختلط'' ہے۔اس کا اعتراف ہے کہ اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بعداز اختلاط روایت کیا ہے۔

سوال: آیت کریمہ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ ......﴾ (الحجر: ۲۴) کی تفسیر میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو نماز کی پچھلی صفوں میں ہوتے تھے، تاکہ قریب سے عورتوں کو دیکھ سکیں۔اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ترمذی (۳۱۲۲) میں آتی ہے۔سند ضعیف وغیر ثابت ہے۔ عمرو بن مالک نکری کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ روایت بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کی ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

سوال: کیا زرد رنگ کا جوتا پہننا باعث فضیلت ہے؟

جواب: زرد رنگ کا جوتا پہننا باعث فضیلت نہیں، اس بارے میں کوئی مرفوع روایت معلوم نہیں، البتہ موقوف مروی ہے، وہ بھی ضعیف وغیر ثابت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ لَمْ يَزَلْ فِي سُرُورٍ مَا دَامَ لَابِسَهَا .

”جس نے زرد رنگ کا جوتا پہنا، وہ تب تک خوش رہے گا، جب تک زرد جوتا پہنے رکھے گا۔“

(معجم ابن الأعرابي : 968، المُعجم الكبير للطّبراني : 10612)

سند باطل ہے۔ابن العذراء کی بیان کردہ روایات کا اعتبار نہیں۔

❁ الضعفاء الکبیر للعقیلی (۳/۴۴٦) میں ابن العذراء کی متابعت فضل بن ربیع نے کی ہے،مگر یہ متابعت مفید نہیں۔

❁ اس کے بارے میں حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ مِنْ وَجْهٍ يَثْبُتُ .

”کسی ثابت سند سے اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔“

(الضعفاء الكبير : 445/3)

اس حدیث کو اہل علم نے باطل قرار دیا ہے۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ كِذْبٌ مَوْضُوعٌ .

”یہ حدیث جھوٹی اور گھڑنتل ہے۔“

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”کذب“ کہا ہے۔

(ديوان الضّعفاء :5091)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الأجوبة المَرضية : 856/2)

تنبیہ:

بعض نے زرد جوتا پہننے سے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کی ہے، مگر اس کی سند نہیں مل سکی۔

سوال: کیا کسی روایت میں ہے کہ جو کام بدھ کے روز شروع کیا جائے، وہ ضرور پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے؟

جواب: اس معنی کی کسی باسند روایت پر دسترس نہیں ہو سکی۔

سوال: مدینہ میں چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت میں روایت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مدینہ میں مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت میں مروی روایت ضعیف و غیر ثابت ہے۔

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً، لَا يَفُوتُهُ صَلَاةٌ، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ، وَبَرِيءَ مِنَ النِّفَاقِ .

”جس نے میری مسجد (مسجد نبوی) میں بہ تسلسل چالیس نمازیں ادا کیں، اس کے لیے جہنم اور عذاب سے بچاؤ کا پروانہ لکھ دیا گیا۔ نیز نفاق سے بھی بری ہو گیا۔“

(مسند الإمام أحمد : ۱۵۵/۳)

سند ضعیف ہے۔ نبیط بن عمر ”مجہول الحال“ ہے۔ اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات: ۴۸۳/۵“ میں ذکر کیا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَانٌ لِأُمَّتِي مِنَ الْغَرَقِ إِذَا رَكِبُوا فِي السَّفِينَةِ أَنْ يَقُولُوا : ﴿بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا، إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(هود : ٤١)، ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾(الأنعام : ٩١) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ .

”میری امت کے لیے باعث امان ہوگا، اگر وہ کشتی پر سوار ہوتے ہوئے ان آیات کی تلاوت کریں: ﴿بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا، إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(هود : ٤١)، ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ......﴾ (الأنعام : ٩١)“

(عمل اليوم والليلة لابن السّنّي : 500)

جواب: مذکورہ بالا روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے۔

① جبارہ بن مغلس ”متروک و کذاب“ ہے۔

جبارہ بن مغلس کی متابعت سیف بن الحجاج کوفی نے کی ہے، مگر یہ مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات : ۸/۳۰۰“ میں ذکر کیا ہے۔

② یحییٰ بن العلاء رازی بجلی ”متروک و وضاع“ ہے۔

③ مروان بن سالم غفاری ”متروک و منکر الحدیث“ ہے۔

④ طلحہ بن عبید اللہ عقیلی ”مجہول“ ہے۔

⑤ طلحہ بن عبید اللہ کا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

❁ اس معنی کی ایک روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(تفسير ابن أبي حاتم : 14072، المعجم الكبير للطّبراني : 12661)

یہ سند بھی باطل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① نہشل بن سعید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

سوال: کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان تین سو آیات نازل ہوئیں؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں تین سو آیات کا نازل ہونا ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ ثَلَاثُمِائَةِ آيَةٍ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 185/7، تاریخ ابن عَساکر : 364/42)

سند سخت ضعیف ہے۔

① جویبر بن سعید ''متروک'' ہے۔

② سلام بن سلیمان مدائنی ''ضعیف'' ہے۔

③ محمد بن حبش مامونی کی توثیق نہیں ملی۔

④ اسماعیل بن محمد بن عبدالرحمٰن مدائنی کی توثیق معلوم نہیں۔

⑤ ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے:

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مَا نَزَّلَ فِي عَلِيٍّ .

''جتنی آیات اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل کیں، اتنی کسی کی شان میں نازل نہیں کیں۔''

(تاریخ ابن عَساکر : 363/42)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ضعیف ہے۔

① حصین بن مخارق ''متروک'' ہے۔

② عمر بن حسن بن علی اشنانی ''ضعیف'' ہے۔

سوال: کیا ملک الموت فرشتے کا نام ''اسماعیل'' ہے؟

جواب: ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات غیر ثابت ہیں۔

❁ علی بن حسین بن علی رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کے مرض الموت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ملک الموت کے ساتھ جو فرشتہ آیا، اس کا نام اسماعیل تھا، یہ بات نبی کریم ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے بتائی۔

(دلائل النُّبوة للبيهقي : 267/7)

جھوٹی روایت ہے۔

① قاسم بن عبد اللہ بن عمر بن حفص ''متروک ووضاع'' ہے۔

② علی بن حسین بن علی رحمہ اللہ کی مرسل ہے۔

❁ اسی معنی کی ایک روایت محمد بن علی بن حسین بن علی رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

(دلائل النّبوة للبيهقي : 210/7)

یہ سند بھی جھوٹی ہے۔

① حسین بن حمید بن ربیع لخمی ضعیف ہے۔

② عبد الواحد بن سلیمان حارثی کی توثیق نہیں۔

③ ابو سعید احمد بن محمد بن عمرو احمسی مجہول الحال ہے۔

④ سیار بن حاتم کی منکر روایات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک سے زائد واسطے ہیں، لہٰذا سند ''معضل'' (سخت منقطع) ہے۔

تنبیہ:

بعض نے ملک الموت کا نام ''عزائیل'' بھی کہا ہے، مگر کتاب وسنت میں روح قبض کرنے والے فرشتے کو ''ملک الموت'' کہا گیا ہے، اس کا نام ''عزرائیل'' یا ''اسماعیل'' ذکر نہیں کیا، لہٰذا اسے ''ملک الموت'' ہی کہنا چاہیے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ، وَأَمَرَنِي رَبِّي بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيرِ وَالْأَوْثَانِ وَالصُّلُبِ، وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَلَفَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِهِ ؛ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِي جَرْعَةً مِنْ خَمْرٍ، إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيدِ مِثْلَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَغْفُورًا لَهُ أَوْ مُعَذَّبًا، وَلَا يَسْقِيهَا صَبِيًّا صَغِيرًا ضَعِيفًا مُسْلِمًا إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيدِ مِثْلَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْفُورًا لَهُ، أَوْ مُعَذَّبًا، وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَخَافَتِي إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنْ حِيَاضِ الْقُدُسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آلات موسیقی، بتوں، صلیبوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاہلی رسم ورواج کو ختم کروں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم اٹھا کر فرمایا ہے: میرے بندوں میں سے جو بندہ ایک گھونٹ شراب پیئے گا، میں روز قیامت اسے اتنی ہی مقدار میں پیپ پلاؤں گا، خواہ اس کی بخشش ہوگئی ہو یا وہ عذاب میں ہو۔ اور جو شخص چھوٹے بچے یا کمزور مسلمان کو شراب پلائے گا، اسے بھی میں روز قیامت اتنی ہی مقدار میں پیپ پلاؤں گا، خواہ اس کی بخشش ہوئی ہو یا وہ عذاب میں مبتلا ہو۔ جو میرے خوف سے شراب ترک کر دے گا، میں روز قیامت اسے پاکیزہ حوض میں سے پلاؤں گا۔''

(مسند الإمام أحمد: 22307، مسند الطّيالسي: 1230)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① علی بن یزید الہانی ضعیف ہے۔

② فرج بن فضالہ ''ضعیف'' ہے۔

❀ بعض سندوں میں فرج بن فضالہ کی متابعت عبید اللہ بن زحر نے کی ہے۔ عبید اللہ بن زحر بھی ضعیف ہے۔

سوال: حدیث: ''حکمران زمین میں اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: اس معنی کی کئی روایات ہیں، ان میں سے کوئی بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

سوال: کیا وطن کا دفاع ناگزیر ہے؟

جواب: وطن عزیز پاکستان کسی نعمت سے کم نہیں، اسے اندرونی و بیرونی نقصان سے بچایا جائے۔ اس مملکت خداداد کا دفاع ناگزیر ہے۔ اس کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کیا جائے۔اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اسے ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔وطن سے محبت طبعی امر ہے،وطنیت کے فتنے سے بچتے ہوئے جائز حد تک اس سے محبت مشروع ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑتی،تو مدینہ کی محبت کی وجہ سے سواری (اونٹنی) کو تیز کرتے اور اگر کسی چوپائے (گدھے یا خچر) پر سوار ہوتے،تو اسے دوڑاتے۔''

(صحيح البخاري : 1802، 1886)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِينِ إِلَيْهِ .

''(یہ حدیث دلیل ہے کہ)وطن سے محبت اوراس کے لیے تڑپ رکھنا مشروع ہے۔''

(فتح الباري : 3/621)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾(الأنفال : 60)

''کفار کے خلاف بقدر استطاعت قوت وطاقت تیار کرو۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس کی بھی تم طاقت رکھتے ہو،مثلاً عقلی و بدنی قوت اور مختلف اقسام کا اسلحہ،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نیز ہر وہ چیز جو کفار کے خلاف مددگار ثابت ہوسکتی ہو۔اس قوت میں وہ تمام صنعتیں بھی شامل ہیں، جن میں مختلف اقسام کا اسلحہ اور دفاعی ہتھیار تیار ہوتے ہیں۔اسی طرح مشین گنز، بندوقیں، جنگی جہاز، بری و بحری سواریاں، قلعے، مورچے، خندقیں، دفاعی ہتھیار، سیاسی بصیرت جو مسلمانوں کے لیے ترقی اور دشمن کی شر انگیزیوں سے بچاؤ کا باعث بنے اور تیر اندازی، شجاعت و بہادری اور جنگی منصوبہ بندی کی تعلیم حاصل کرنا بھی شامل ہیں۔''

(تفسير السعدي، ص 324)

بنیادی طور پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم مسلمان ہیں، پاکستان مسلم ریاست ہے، اس کا دفاع بحیثیت مسلمان صحیح اسلامی عقائد و اعمال سے کیا جائے۔محض ظاہری اسباب پر نظر رکھنا مسلمان کا شیوہ نہیں۔پاکستان ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔عقائد و اعمال کی خرابی نعمت سے محرومی کا سبب بن سکتی ہے۔اصل طاقت ایمان ہے، جس سے دشمن مرعوب ہوتا ہے۔ایک مسلم نوجوان شجاعت و بہادری کا پیکر بنتا ہے۔اگر عقیدہ و عمل کی دولت نہ ہو، تو کتنے ہی ظاہری اسباب ہوں، دشمن زیر نہیں ہوسکتا۔ایمان و عمل صالح کے ساتھ ساتھ دشمن سے زیادہ یا کم از کم اس کے برابر طاقت جمع کرنا ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ نے شاہِ روم کو خط لکھا، اسلام کی دعوت دی، خط پڑھا، تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اس کا دل دہل گیا اور مرعوب ہو گیا۔اس خوف و دبدبے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مسلمان اور ان کے قائد محمد رسول اللہ ﷺ میں ایمانی قوت تھی، جس نے میلوں دور شاہِ روم پر رعب طاری کر دیا۔اُس وقت نبی کریم ﷺ بے سر و سامان تھے، نبوت کے ابتدائی ایام تھے، اسلام کسمپرسی کے حالات سے دوچار تھا۔اسلحہ تو دور کی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، سلطنت بھی نہیں تھی۔ چند ساتھی ایمان لائے تھے۔

اس لیے مسلمان کی اصل طاقت ایمان باللہ ہے، نہ کہ ظاہری اسباب۔ یہی وجہ تھی کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کئی غزوات لڑے گئے۔ فتوحات ہوئیں، پوری پوری سلطنتیں ہاتھ لگیں، مال غنیمت حاصل ہوا، اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، لیکن حیرات کی بات ہے کہ ان سب کے باوجود مسلمانوں کا بہت کم نقصان ہوا۔

غزوہ ہند:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

”میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ رکھے گا، ایک وہ، جو غزوہ ہند کرے گا اور دوسرا، جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر (دجال کے خلاف) جہاد کرے گا۔“

(التاريخ الكبير للبخاري: 73/6، الجهاد لابن أبي عاصم: 288، وسندهٗ حسنٌ)

ہندوسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے، جس میں بھارت، پاکستان اور افغانستان وغیرہ شامل ہیں۔ جب کبھی بھارت اور پاکستان کے حالات میں کشیدگی آتی ہے، تو یہ حدیث ان حالات پر چسپاں کردی جاتی ہے۔ یہ حدیث کی معنوی تحریف ہے۔

غزوہ ہند کے حوالے سے شارحین حدیث نے کچھ واضح نہیں کیا، البتہ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ غزوہ ہند بنوامیہ کے دور میں ہو چکا ہے۔

رہا مسئلہ عیسیٰ علیہ السلام کے جہاد کا، تو وہ قرب قیامت دجال کے خلاف ہوگا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں جن دو غزوات کا ذکر ہے، وہ تلواروں اور نیزوں سے لڑے جائیں گے، نہ کہ توپوں اور ٹینکوں سے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ .

''اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائے گا۔''

(صحيح مسلم : 2897)

سوال: کیا یزید نے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سر کو چھڑی سے مارا؟

جواب: اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ جَعَلَ يَزِيدُ يَطْعَنُ بِالْقَضِيبِ .

''جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا، تو یزید چھڑی سے مارنے لگا۔''

(البداية والنّهاية لابن كثير :559/11)

سند ضعیف ہے۔

① سالم بن ابی حفصہ ضعیف رافضی ہے۔

(اتّحاف المهرة لابن حجر : 290/8)

② سالم کا حسن بصری رضی اللہ عنہ کا سماع نہیں مل سکا۔

③ حسن بصری رحمہ اللہ اور یزید کی ملاقات پر دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

❁ یہی بات ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

(البداية والنّهاية لابن كثير :559/11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سند بھی ضعیف و منقطع ہے۔

① خالد بن یزید بن اسد ضعیف ہے۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ.

''قوی نہیں ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 3/359)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ عِنْدِي ضَعِيفٌ.

''میرے نزدیک یہ ضعیف ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرجال: 3/433)

② ابو جعفر باقر رحمہ اللہ اس واقعہ کے وقت موجود نہیں تھے، نیز سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے سماع کا مسئلہ ہے۔

❀ اسی معنی کی روایت قاسم بن بخیت سے بھی مروی ہے۔

(البداية والنّهاية لابن كثير: 11/559)

جھوٹی سند ہے۔

① ابو مخنف لوط بن یحییٰ ''متروک و کذاب'' ہے۔

② ابو حمزہ ثمالی ''ضعیف و متروک'' ہے۔

③ عبد اللہ بن احمد بن جعفر ثمالی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ قاسم بن بخیت کون ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے پاس کوفہ میں لایا گیا، یزید کے پاس شام میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا پہنچنا ثابت نہیں۔

سوال: روایت: ''جب آپ اُمور میں پریشان ہو جائیں، تو اہل قبور سے مدد لے لیا کریں۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ حدیث نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا گیا ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ كَلَامٌ مَوْضُوعٌ مَكْذُوبٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ .

''علما کا اتفاق ہے کہ یہ گھڑنتل اور جھوٹا کلام ہے۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم: 2/196)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ جس کا کوئی مرشد نہ ہو، اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: مرشد صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ علمائے حق سے تعلق رکھنا بہت ضروری ہے۔ اہل علم کے ذریعہ عام لوگ کئی گمراہیوں اور فتنوں سے بچ سکتے ہیں، دوسرے لفظوں میں متقی و پرہیزگار علمائے حق کو مرشد بنانا جائز ہے۔

مگر صوفیا کے ہاں جو مرشد ہوتے ہیں، وہ گمراہ باطنی صوفیا ہیں، ان کا اپنا مرشد شیطان ہوتا ہے، یہ لوگوں کو بدعقیدگی، بے دینی، گمراہی اور بدعملی کی طرف لگاتے ہیں۔ ان کو مرشد ماننا بہت بڑی ضلالت و رسوائی ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ علمائے حق کے ساتھ رہیں، ان سے سیکھیں اور عمل کریں۔ بے دین اور ملحد فکر صوفیا سے بچ کر رہیں، کہ یہ شیطان کے دوست ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْجُهَّالُ الَّذِينَ يُحْسِنُونَ الظَّنَّ بِقَوْلِ هٰؤُلَاءِ وَلَا يُفْهِمُونَهُ وَيَعْتَقِدُونَ أَنَّهُ مِنْ جِنْسِ كَلَامِ الْمَشَايِخِ الْعَارِفِينَ الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِكَلَامٍ صَحِيحٍ لَا يَفْهَمُهُ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَهٰؤُلَاءِ تَجِدُ فِيهِمْ إِسْلَامًا وَإِيمَانًا وَمُتَابَعَةً لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بِحَسَبِ إِيمَانِهِمُ التَّقْلِيدِيِّ وَتَجِدُ فِيهِمْ إِقْرَارًا لِهٰؤُلَاءِ وَإِحْسَانًا لِلظَّنِّ بِهِمْ وَتَسْلِيمًا لَهُمْ بِحَسَبِ جَهْلِهِمْ وَضَلَالِهِمْ؛ وَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يُثْنِيَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ إِلَّا كَافِرٌ مُلْحِدٌ أَوْ جَاهِلٌ ضَالٌّ، وَهٰؤُلَاءِ مِنْ جِنْسِ الْجَهْمِيَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ : إِنَّ اللّٰهَ بِذَاتِهٖ حَالٌّ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَلٰكِنَّ أَهْلَ وَحْدَةِ الْوُجُودِ : حَقَّقُوا هٰذَا الْمَذْهَبَ أَعْظَمَ مِنْ تَحْقِيقِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْجَهْمِيَّةِ .

’’کچھ جاہل ایسے ہیں، جو ان (باطنی صوفیا) کے اقوال کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں اوران (کی حقیقت) کو نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ یہ ان عارف باللہ مشائخ کے کلام کی جنس میں سے ہے، کہ جو صحیح کلام کرتے ہیں، مگر اکثر لوگ ان کو سمجھ نہیں سکتے۔ ان لوگوں میں آپ دیکھیں گے کہ یہ اسلام، ایمان، کتاب وسنت کا اتباع تقلیدی ایمان کے مطابق کرتے ہیں۔ یہ ان صوفیا کا اقرار کرتے ہیں اوران کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں، اپنی جہالت وضلالت کی وجہ سے ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی تعریف کافر ملحد یا جاہل گمراہ ہی کرسکتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ ان جہمیہ کی جنس ہیں، جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے ہر جگہ حلول کیے ہوئے ہے۔ مگر جہمیہ وغیرہ سے زیادہ، وحدۃ الوجود کے قائلین اس مذہب کو حق سمجھتے ہیں۔"

(مجموع الفتاوی: 367/2)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَمَا تَكُونُوا يُوَلَّى عَلَيْكُمْ.

"جیسے تم، ویسے تمہارے حکمران ہوں گے۔"

(معجم الشّیوخ لابن جمیع، ص 149، مسند الشهاب للقضاعي: 577، الطّیوریات لابن طاهر: 1318)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

② مبارک بن فضالہ کا عنعنہ ہے۔

③ کرمانی بن عمرو "مجہول الحال" ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے "الثقات: ۹/ ۲۹" میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي سَنَدِهٖ إِلٰي مُبَارَكٍ مَجَاهِيلُ.

"سند میں مبارک بن فضالہ تک مجہول راوی ہیں۔"

(الکشاف المَقاصد الحسنة، ص 520)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ ابواسحاق سبیعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَمَا تَكُونُوا كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ .

''جیسے تم، ویسا تم پر حکمران مسلط ہوگا۔''

(شعب الإيمان للبيهقي : 7006)

سند ضعیف و مرسل ہے۔

① یحییٰ بن ہاشم سمسار ''متروک و وضاع'' ہے۔

② ابواسحاق سبیعی کی مرسل ہے۔

❁ کعب احبار رحمہ اللہ کا قول ہے:

إِنَّ لِكُلِّ زَمَانٍ مَلِكًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى نَحْوِ قُلُوبِ أَهْلِهِ، فَإِذَا أَرَادَ صَلَاحَهُمْ بَعَثَ عَلَيْهِمْ مُصْلِحًا، وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَتَهُمْ بَعَثَ فِيهِمْ مُتْرَفِيهِمْ .

''ہر زمانہ کا بادشاہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح کا حکمران بھیجتا ہے، جس طرح کے لوگوں کے دل ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو ان پر مصلح کو حکمران بنا دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے، تو ان پر ظالم کو حکمران بنا دیتا ہے۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 30/6، شعب الإيمان للبيهقي : 7004)

سند ضعیف ہے۔ سمیط سدوسی کا کعب احبار رحمہ اللہ سے سماع نہیں۔

❁ امام عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ كَعْبٍ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سمیط نے کعب احبار سے سماع نہیں کیا۔“

(الثقات : 625)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ، سَأَلُوا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا : سَلْ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا عَلَمَ رِضَاهُ عَنَّا وَعَلَمَ سَخَطِهِ؟ فَسَأَلَهُ فَقَالَ : يَا مُوسٰى، أَبْلِغْهُمْ أَنَّ رِضَايَ عَنْهُمْ أَنْ أَسْتَعْمِلَ عَلَيْهِمْ خِيَارَهُمْ وَأَنَّ سُخْطِي عَلَيْهِمْ أَنْ أَسْتَعْمِلَ عَلَيْهِمْ شِرَارَهُمْ .

”بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ رب تعالیٰ سے پوچھ دیں کہ اس کے راضی ہونے یا ناراض ہونے کی کیا نشانی ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا، تو اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! لوگوں کو بتا دیں کہ میری لوگوں سے راضی ہونے کی نشانی یہ ہے کہ میں ان پر اچھے انسان کو حکمران بناتا ہوں اور میری ناراضی کی علامت یہ ہے کہ میں ان پر برے ترین آدمی کو حکمران بنا دیتا ہوں۔“

(شعب الإيمان للبيهقي : 7003)

سند سخت ضعیف ہے۔

① نہشل بن سعید وردانی ”متروک“ ہے۔

② اسماعیل بن یحییٰ بن حازم سلمی کی توثیق نہیں ملی۔

③ یہ اسرائیلی روایت ہے، جو کہ مستند ذریعہ ہے۔

❁ تہذیب الآثار [مسند عمر] للطبری (۱۳۲۶) والی سند یونس بن عبید عبدی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تنبیہ:

أَعْمَالُكُمْ عُمَّالُكُمْ ''تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمران ہیں۔'' یہ حدیث نہیں ہے۔

❁ منصور بن ابی الاسود رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی : ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾(الأنعام : ١٢٩) مَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ فِيهِ؟ قَالَ : سَمِعْتُهُمْ يَقُولُونَ : إِذَا فَسَدَ النَّاسُ أُمِّرَ عَلَيْهِمْ شِرَارُهُمْ .

''میں نے امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ سورت انعام (۱۲۹) کی بابت پوچھا کہ آپ نے اسلاف کو اس کی تفسیر میں کیا فرماتے ہوئے سنا۔ کہنے لگے: میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگ (عقیدہ وعمل میں) فساد کا شکار ہو جائیں، تو ان پر برا حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 50/5، وسندهٗ حسنٌ)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یہ حدیث ہے؟

أَنَا أَمْلَحُ وَأَخِي يُوسُفُ أَصْبَحُ .

”میرا رنگ نیلا سفیدی مائل ہے اور میرے بھائی یوسف کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔“

جواب: یہ حدیث نہیں۔ جھوٹی باتوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اس پر سخت وعید آئی ہے۔

سوال: ”اللہ اللہ“ کا ذکر کرنا کیسا ہے؟

جواب: ”اللہ اللہ“ یا اس سے ملتا جلتا ذکر کرنا جائز نہیں، اسے مفرد ذکر کہتے ہیں، یہ بدعت ہے، رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور ائمہ سلف سے ایسا ذکر ثابت نہیں، حالانکہ وہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے تھے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

”جو یہ کہے کہ یہ عام لوگوں کا ذکر ہے، جب کہ خواص کا ذکر اسم مفرد (اللہ) ہے اور خواص الخواص کا ذکر اسم ضمیر (ھو) ہے، ایسا شخص غلطی کھا رہا ہے اور بے راہ روی کا شکار ہے۔ بعض نے اس پر یہ آیت دلیل بنائی ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ﴾ (الأنعام: 91) ”فرما دیجئے کہ اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، بس آپ انہیں اپنی خوش فہمی میں ہنستا کھیلتا چھوڑ دیں۔'' یہ ان کی فحش غلطی ہے، کیوں کہ اس میں لفظ اللہ جواب استفہام کے طور پر امر کے تحت واقع ہوا ہے، استفہام یہ ہے:﴿قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَّهُدًى لِلنَّاسِ﴾ (الأنعام: 91) ''پوچھیے کہ موسیٰ علیہ السلام پر نور و ہدایت پر مبنی کتاب نازل کرنے والی ذات کون تھی؟'' جواب استفہام یہ ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُ﴾(الأنعام : 91) ''فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل کی ہے۔ لہٰذا لفظ اللہ مبتدا ہے اور جملہ استفہام خبر ہے۔ مثال کے طور پر آپ کسی سے پوچھیں کہ: مَنْ جَارُهُ فَيَقُولُ : زَيْدٌ ''اس کا پڑوسی کون ہے؟ وہ کہے کہ زید۔'' لفظ اللہ خواہ ظاہر ہو یا ضمیر، ہر دو صورت جملہ مفید یا کلام تام نہیں ہوسکتا اور نہ اس سے ایمان، کفر، امر و نہی کا تعلق ہے۔ اسلاف امت میں سے کسی نے ''اللہ اللہ'' کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے مشروع نہیں کیا۔ نیز اس سے دل کو معرفت تامہ حاصل ہوتی ہے، نہ کوئی فائدہ ملتا ہے۔ ہاں ایک ہلکا سا خاکہ ضرور ملتا ہے، جس پر نفی یا استفہام کسی کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر اس سے کوئی معرفت تامہ کا فائدہ ملے تو صحیح، ورنہ بے فائدہ ہوگا۔ شریعت میں اذکار وہی ہیں، جو بذات خود کوئی فائدہ دے، نہ کہ کسی دوسرے کے ساتھ مل کر۔ ایسے اذکار کے پابند کچھ لوگ الحاد و وحدت الوجود جیسی گمراہی کا شکار ہو چکے ہیں، جس پر تفصیلی روشنی کسی اور جگہ ڈال دی گئی ہے۔ بعض مشائخ کا کہنا ہے: ''مجھے خدشہ ہے کہ میں نفی و اثبات کے درمیان ہی فوت نہ ہو جاؤں۔'' ایسوں کی اقتدا نہ کی جائے۔ یہ واضح خطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، کیوں اس حالت میں فوت ہو جانے کی صورت میں اسے نیت کے مطابق صلہ ملے گا، اس لیے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میت کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنے کا حکم دیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہوا، وہ جنتی ہے۔ اگر قریب المرگ سہما ہوا ہو، تو اسے کلمہ پیش نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ ڈر ہے کہ کہیں اسی اثنا بری موت نہ مر جائے...... اور ضمیر سے اللہ کا ذکر کرنا سنت سے دوری، بدعت میں دخول اور شیطانی ہتھ کنڈے کا شکار ہونا ہے۔ کیوں کہ یَا ھُوَ، یَاھُوَ یاھُوَ، ھُوَ وغیرہ کا ذکر میں ضمیر کا مرجع وہی ہو گا جسے دل تصور میں لائے۔ دل کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی بھٹکا ہوا۔ فصوص کے مصنف نے ایک کتاب الْھُوَ نامی کتاب بھی لکھی ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ﴾ (آل عمران: 7) ''اس کی تاویل صرف اللہ جانتا ہے۔'' کا معنی ہے کہ اس اسم «ھو» کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔ اگرچہ اس قول کا بطلان واضح ہے، لیکن پھر بھی کچھ لوگوں نے یہ مراد لیا ہے۔ ایک بار مجھے کسی نے جب یہ کہا تو میں اسے جواب دیا کہ بات ایسے ہوتی، تو اللہ یہ فرماتا: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَ ھُوَ﴾ یعنی ضمیر کو علیحدہ ذکر کیا جاتا۔ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ﴾ (الأنعام: 91) سے اللہ اللہ کا ذکر ثابت ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اسم مفرد کا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تمام اہل علم کے ہاں باطل ہے۔ جب کہ درست معنی یہ ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ، جس نے موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا جواب ہے: ﴿قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللَّهُ﴾(الأنعام : 91) ''پوچھیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی، جسے موسی علیہ السلام لے کر آئے تھے اور جو روشن اور سرچشمۂ ہدایت تھی، تم انہیں دفتروں میں لکھتے رہے، ظاہر بھی کرتے تھے، لیکن اکثر حصے کو چھپا لیتے تھے۔ تم ایسی ایسی باتوں کو جان گئے ہو، جنہیں جانتے نہ تھے۔ خود ہی فرما دیں کہ اللہ۔'' یعنی تورات نازل کرنے والا اللہ ہی ہے۔ یہ ان کے رد میں نازل ہوئی، جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر وحی نازل نہیں کی۔ فرمایا: ﴿مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ﴾ (الانعام:91) پھر فرمایا: ﴿قُلِ اللَّهُ﴾ (الانعام:91) اللہ۔ یعنی اسی نے تورات کو نازل کیا۔ پھر فرمایا: ﴿ثُمَّ ذَرْهُمْ﴾ (الانعام:91) ''انہیں دفع کریں'' یعنی ان جھوٹوں کو۔ ﴿فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ) (الانعام:91) ''اپنی سوچوں میں کھیلتا ہوا۔'' سابقہ بحث سے امام سیبویہ اور دیگر ائمہ نحو کی بات سمجھنے میں مدد ملے گی: عرب کی عادت ہے کہ وہ قول کے ساتھ کلام تام، جملہ اسمیہ یا فعلیہ ہی حکایت کرتے ہیں۔ تب ہی تو إِنَّ کے بعد مکسور پڑھتے ہیں۔ لہٰذا باب قول کے بعد اسم مفرد نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی اسم مفرد کے ساتھ ذکر کرنے کا حکم دیا، نہ مسلمانوں کے لیے اسے مشروع کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اسم مفرد ایمان کا فائدہ نہیں دیتا۔ کسی عبادت میں بھی اس کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ ہی یہ اندازِ گفتگو ہی ہے۔''

(الفتاویٰ الکبریٰ: 5/210-212، مجموع الفتاویٰ: 10/226)

سوال: درود تاج پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مارکیٹ میں دستیاب اکثر درود بدعات کا آمیزہ ہوتے ہیں اور غلو سے لبریز ہوتے ہیں، شرک کی بو ان سے آ رہی ہوتی ہے، مقام حیرت و استعجاب یہ ہے کہ بعض مہربانوں نے ان کے فضائل بھی بیان کر رکھے ہیں، جن کا ذخیرہ حدیث میں ذکر تک نہیں۔ انہی بدعی درودوں میں سے ایک ''درود تاج'' بھی ہے۔

سوال: کیا راستے کی دائیں جانب چلنا مستحب ہے؟

جواب: متعدد احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر معاملہ میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے راستے پر چلتے ہوئے بھی دائیں طرف کو اختیار کرنا مستحب ہے، یہ تو تھی شرعی بات۔ اب اگر کسی ریاست میں ٹریفک قوانین اس کے برعکس ہوں یعنی دائیں کے بجائے راستے کے بائیں طرف چلنے کا قانون ہے، تو ریاستی قانون کے مطابق چلنا چاہیے، تاکہ ٹریفک اُصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو اور حادثات سے بچا جا سکے۔

سوال: کیا خواتین تبلیغ کر سکتی ہیں؟

جواب: شرعی پابندیوں میں رہ کر خواتین خواتین کو تبلیغ کر سکتی ہیں۔

سوال: کھڑے ہو کر وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کھڑے ہو کر وضو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ شریعت نے وضو کے لیے کسی ہیئت اور کیفیت کی قید نہیں لگائی، جس کیفیت میں آسانی ہو، اسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سے بھی کھڑے ہوکر وضو کرنا ثابت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهٗ.

''نبی کریم ﷺ لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف گئے اور اس سے وضو کیا اور نہایت احسن طریقہ سے وضو کیا۔''

(صحيح البخاري : 183، صحيح مسلم : 673)

یقیناً لٹکے ہوئے مشکیزے سے کھڑے ہوکر ہی وضو ممکن ہے۔

سوال: کیا وضو کرنے میں دوسروں سے مدد لینا جائز ہے؟

جواب: وضو میں دوسروں سے مدد لینا جائز ہے، مثلاً کسی سے پانی منگوانا یا اعضائے وضو پر پانی بہانے کا کہنا وغیرہ۔ کئی احادیث اور آثار سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال: سویمنگ پولز میں اکثر پانی صاف کرنے کے لیے دوائی ڈالی جاتی ہے، کیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک شخص کینسر کا مریض ہے، ڈاکٹر نے اسے چہرے پر پانی لگانے سے منع کیا ہے، کیا وہ وضو کے وقت چہرے پر مسح کر سکتا ہے؟

جواب: اگر ایسے مریض کے لیے چہرے پر مسح کرنا ممکن ہے، تو مسح کر لے اور اگر مسح کرنا بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے، تو مسح بھی ترک کر سکتا ہے۔ ایسا شخص وضو میں متاثر عضو کے علاوہ باقی اعضا دھو لے اور نماز ادا کر لے۔

اگر وضو کے اکثر اعضا متاثر ہیں اور ان پر پانی نہیں لگایا جا سکتا، تو اسے وضو کرنے کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ضرورت نہیں، بلکہ تیمّم کرکے نماز پڑھ لے۔

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَأَشْرِبُوا أَعْيُنَكُمْ مِنَ الْمَاءِ، وَلَا تَنْفُضُوا أَيْدِيَكُمْ مِنَ الْمَاءِ؛ فَإِنَّهَا مَرَاوِحُ الشَّيْطَانِ .

''جب آپ وضو کریں، تو پانی سے آنکھیں تر کرلیا کریں، ہاتھوں سے پانی مت جھاڑا کریں، کیونکہ یہ شیطان کے پنکھے ہیں۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم :506/1، كتاب المجروحين لابن حبان :203/1)

جواب: روایت جھوٹی ہے۔

① بختری بن عبید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نُسْخَةً فِيهَا عَجَائِبُ .

''یہ اپنے باپ کے واسطہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک نسخہ (کتاب) بیان کرتا ہے، جس میں منکر روایات ہیں۔''

(كتاب المَجروحين :203/1)

یہ روایت بھی اسی واسطہ سے ہے، لہٰذا منکر ہے۔

② عبید بن سلمان کلبی کی توثیق نہیں۔

❀ اسے امام ابو حاتم اور امام دارقطنی رحمہما اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم :501/1، سنن الدّارقطني :102/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ عبید کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

❁ اس روایت کو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم :501/1)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال :238/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال :299/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري :362/1)

❁ اس کی ایک دوسری سند بھی ہے۔

(صفة التّصوف لابن طاهر، نقلًا عن التّلخيص الحبير لابن حجر :296/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو ''مجہول'' کہا ہے۔ کیونکہ اس میں مجہول راوی ہیں۔

سوال: کیا دوران غسل گفتگو کرنا منع ہے؟

جواب: دوران غسل گفتگو کی ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: انجکشن لگانے سے جو خون نکلتا ہے، کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ وضو ٹوٹنے پر کوئی ثابت دلیل معلوم نہیں۔

سوال: اگر قے میں خون آئے، تو وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو برقرار ہے۔

سوال: ایک شخص نے تھوکا، تو ساتھ خون نکل آیا، اب وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو برقرار ہے، خون نکلنے پر وضو نہیں ٹوٹتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: عورت کی چھاتی سے پانی نکل آیا، وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو قائم ہے، ٹوٹنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں۔

سوال: غسل کے بعد منی کے قطرات نکل آئے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: غسل ہو چکا ہے، اب استنجا کر کے وضو کر لے۔

سوال: کیا میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: میاں بیوی کا ایک دوسرے کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر شہوت کی وجہ سے مذی وغیرہ نکل آئے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: کیا جنبی بلا عذر تیمّم کر کے تلاوت کر سکتا ہے؟

جواب: جنبی بغیر عذر تیمّم کر کے تلاوت نہیں کر سکتا۔ تیمّم اس وقت جائز ہے، جب پانی ملنا یا اس سے غسل کرنا ممکن نہ ہو۔

سوال: کیا جنبی بلا عذر تیمّم کر کے حدیث پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اول تو بغیر عذر پانی چھوڑ کر تیمّم کرنے سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ دوم یہ کہ جنبی حدیث پڑھ سکتا ہے، ممانعت قرآن پڑھنے کی ہے، حدیث یا کوئی اور اسلامی کتاب پڑھنا منع نہیں۔

سوال: عورت کو حیض ونفاس کے خون پر جو تکلیف آتی ہے، اس پر کوئی خاص اجر وثواب ہے یا نہیں؟

جواب: اس پر کوئی خاص اجر وثواب منقول نہیں۔ البتہ مومن کو ہر تکلیف پر اجر ملتا ہے، بشرطیکہ وہ صبر واحتساب سے کام لے۔

سوال: کیا حائضہ میت کے پاس بیٹھ سکتی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: حیض ونفاس میں قریب المرگ یا میت کے پاس جاسکتی ہے، شریعت میں اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں، نیز میت کے پاس جانے کے لئے حیض سے پاک ہونا شرط نہیں؛

❁ حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ تَحْضُرَ الْحَائِضُ الْمَيِّتَ.

''آپ حائضہ کا میت کے پاس جانا درست سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 237/3، وسندہٗ حسنٌ)

❁ علمائے احناف کہتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِجُلُوسِ الْحَائِضِ وَالْجُنُبِ عِنْدَهٗ وَقْتَ الْمَوْتِ .

''حائضہ اور جنبی قریب المرگ کے پاس بیٹھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔''

(فتاوی عالمگیری : 157/1)

جو لوگ حائضہ کو میت کے گھر جانے سے روکتے ہیں، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ تو ہم پرستی ہے، جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ جب حائضہ میت کو غسل دے سکتی ہے، تو میت کے پاس اور اہل میت کے گھر بالاولیٰ جاسکتی ہے۔

یاد رہے کہ ایامِ مخصوصہ میں عورت قبرستان کی زیارت کے لیے جاسکتی ہے۔

سوال: ایام مخصوصہ کے بعد لگنے والے زعفرانی رنگ کے دھبوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ حیض نہیں، عورت بدستور پاک ہے۔

❁ سیدہ امِ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا .

''ہم طہر کے ایام میں زرد اور مٹیالے رنگ کے پانی کو حیض نہیں سمجھتی تھیں۔''

(صحيح البخاري : 326، سنن أبي داوٗد : 307)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَتْهَا بَعْدَ الْغُسْلِ، فَإِنَّهَا تَسْتَثْفِرُ، وَتَوَضَّأُ، وَتُصَلِّي .

''غسل ماہواری کے بعد زرد رنگ کا خون دیکھیں، تو زیر جامہ پہن کر وضو کریں اور نماز ادا کریں (یہ خون استحاضہ شمار ہوگا)۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 94/1، وسندہٗ حسنٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي التَّرِيَّةِ شَيْءٌ بَعْدَ الغُسْلِ إِلَّا الطُّهُورُ .

''غسل کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی طہر ہی ہے۔''

(سنن الدّارمي : 897، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: کیا حائضہ قرآنی آیات لکھ سکتی ہے؟

جواب: حائضہ نہ قرآن پڑھ سکتی ہے اور نہ لکھ سکتی ہے۔

سوال: حالت حیض میں ناخن تراشنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا بیت الخلا میں جاتے ہوئے سر ڈھانپنا مستحب ہے؟

جواب: بیت الخلا میں جاتے وقت سر ڈھانپنے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں، البتہ بعض آثار سے استحباب معلوم ہوتا ہے، مذاہب اربعہ میں بھی استحباب ذکر ہوا ہے۔

❁ علمائے احناف نے لکھا ہے:

يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ ...... يَدْخُلَ مَسْتُورَ الرَّأْسِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”مستحب ہے کہ بیت الخلا میں جاتے ہوئے سرڈھانپ لیا جائے۔“

(فتاویٰ عالمگیری :50/1، البحر الرّائق لابن نجیم :256/1)

❁ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر خطبہ میں فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اسْتَحْيُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَظَلُّ حِينَ أَذْهَبُ إِلَى الْغَائِطِ فِي الْفَضَاءِ مُغَطِّيًا رَأْسِي اسْتِحْيَاءً مِّنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ .

”مسلمانو! اللہ عزوجل سے حیا کریں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں جب بھی کھلی جگہ قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں، تو اپنے رب سے حیا کرتے ہوئے اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 1127، الزّهد لابن المبارك : 316، الزّهد لأحمد بن حنبل : 1168، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ :96/1)

❁ عبداللہ بن طاوس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَرَنِي أَبِي إِذَا دَخَلْتُ الْخَلَاءَ أَنْ أُقَنِّعَ رَأْسِي .

”میرے والد گرامی (طاوس بن کیسان رحمہ اللہ) نے مجھے حکم دیا کہ میں بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت سر کو ڈھانپ لیا کروں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :101/1، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ غَطّٰى رَأْسَهٗ، وَإِذَا أَتٰى أَهْلَهٗ غَطّٰى رَأْسَهٗ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے، تو اپنا سر ڈھانپ لیتے تھے اور جب بیوی کے پاس جاتے، تو بھی سر ڈھانپ کر جاتے تھے۔“

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 139/7، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 455)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② علی بن حیان جزری مخزومی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

علی بن حیان کی متابعت خالد بن عبد الرحمٰن مخزومی نے کی ہے، جو کہ ”ضعیف ومتروک“ ہے۔اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 555/7)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ”منکر“ قرار دیا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(المجموع : 94/2، خلاصة الأحكام : 149/1)

❁ حبیب بن صالح طائی شامی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ لَبِسَ حِذَاءَهٗ، وَغَطّٰى رَأْسَهٗ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے، تو جوتا پہن لیتے اور سر ڈھانپ لیتے تھے۔“

(طَبَقات ابن سعد :383/1، السّنن الکبریٰ للبیهقي : 456)

سند ضعیف و منقطع ہے۔

① حبیب بن صالح تبع تابعی ہیں، براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ لہٰذا سند معضل (سخت منقطع) ہے۔

② ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم غسانی ”ضعیف، متروک و منکر الحدیث“ ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :150/1)

سوال: کیا اپنے بول و براز کو دیکھنا منع ہے؟

جواب: شرعاً کوئی حرج نہیں۔

سوال: مینڈک کے پیشاب اور پاخانہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مینڈک حرام ہے، لہٰذا اس کا پیشاب اور پاخانہ بھی ناپاک ہے۔

سوال: کیا مسجد میں ہیٹر لگانے کے لیے چندہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: مساجد میں ہر ممکن سہولت مہیا کرنی چاہیے اور اس کے لیے چندہ وغیرہ بھی کرنا پڑے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا مسجد کا نام تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

سوال: مسجد کا زائد سامان فروخت کرنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: مسجد کا زائد یا ناکارہ سامان فروخت کیا جا سکتا ہے، مگر اس کی رقم مسجد میں ہی لگانی چاہیے۔

سوال: ایک شخص نے حالت جنابت میں اذان کہی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اذان صحیح ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جنبی سوائے تلاوت کے تمام اذکار کر سکتا ہے، اذان بھی ذکر ہے، لہٰذا جنبی کی اذان صحیح ہے۔

سوال: دوران اذان سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

جواب: دوران اذان کوئی سلام کرے، تو سلام کا جواب دیا جائے گا۔ اذان کے دوران کلام کرنا منع نہیں۔

سوال: اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کے بعد درود اور دعا ثابت ہے، مگر ان میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں۔

سوال: اقامت میں حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: اقامت میں دائیں بائیں منہ نہیں پھیرنا چاہیے، یہ التفات اذان میں ثابت ہے، اقامت میں نہیں۔

سوال: دوران نماز اپنے ہی ستر پر نظر پڑ گئی، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز صحیح ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ جماعت میں پاؤں ملانے سے مراد قریب قریب ہو کر کھڑا ہونا ہے، حقیقت میں پاؤں کے ساتھ پاؤں مَس کرنا نہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: جماعت میں پاؤں ملانے سے مراد پاؤں سے پاؤں کو چپکانا اور خالی جگہ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پُر کرنا ہے، بغیر قرینہ کے لفظ کو حقیقی معنی سے مجازی معنی کی طرف پھیرنا جائز نہیں۔

❀ علامہ، عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ (م:1414ھ) فرماتے ہیں:

''یہاں الزاق کو مجازی معنی پر محمول کرنا محتاجِ قرینہ ہے۔ الزاق کی یہ تفسیر کرنا کہ دو نمازیوں کے درمیان تیسرے آدمی کی جگہ نہ چھوڑی ہو، اس پر کوئی شرعی وعقلی دلیل نہیں۔ یہاں اس معنی پر محمول کرنے کے لیے ادنیٰ سا قرینہ اور کوئی کمزور ترین شائبہ بھی موجود نہیں۔ ایک صاحب نے سنت کو بدعت بنا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ باہم خالی جگہ چھوڑنا، آپس میں نہ ملنا اور الزاق پر عمل نہ کرنا سنت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی، بل کہ اس قدر جری ہیں کہ اپنی خانہ ساز بات ائمہ اربعہ کے حوالے سے بیان کر دی۔ میں کہتا ہوں کہ سنت رسول ﷺ یا صحابہ کرام کے عمل سے کون سی دلیل ہے، جو انفرادی اور جماعت کی حالت میں نمازی کے دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں یا ایک بالشت برابر فاصلے کی حد بندی کرتی ہے؟ حق تو یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شفقت ونرمی کرتے ہوئے نمازی کے پاؤں کے مابین فاصلے کو معین نہیں کیا، کیوں کہ یہ فاصلہ نمازی کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ کوئی نمازی پتلا، کوئی موٹا، کوئی مضبوط اور کوئی کمزور ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نمازی اپنے پاؤں کو جماعت میں اتنا کھولے گا کہ اس کے لیے بغیر تکلف ومشقت کے خالی جگہ کو ختم کرنا اور ساتھ والے کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا ممکن ہو۔ پھر ہمارے پاس صرف الزاق کا لفظ ہی نہیں، بل کہ 'تراص'، 'سد خلل' اور شیطان کے لیے خالی جگہ چھوڑنے سے ممانعت جیسے الفاظِ نبوی بھی ہیں، جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے ہر ایک الزاق کو حقیقی معنی پر محمول کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر صرف لفظ الزاق ہی ہوتا، تو پھر بھی کیا ہو جانا تھا؟ کیوں کہ خود (کشمیری صاحب) نے اپنی عبارت کے اختتام پر اس کا اعتراف کر لیا ہے کہ الزاق سے مراد باہم اچھی طرح مل جانا اور خالی جگہ نہ چھوڑنا ہے۔ یہی تو ہم کہتے ہیں۔ باہم اچھی طرح ملنا اور خالی جگہ چھوڑنے سے بچنا تب ہی ممکن ہے، جب آدمی اپنے کندھے کو ساتھ والے نمازی کے کندھے سے اور پاؤں کو اس کے پاؤں سے حقیقی طور پر ملا لے۔ نہ جانے (کشمیری صاحب) الصاقِ حقیقی کی اس مثال کے بارے میں کیا کہیں گے کہ عرب کہتے ہیں: بِهِ دَاءٌ ''اسے بیماری چمٹی ہے۔''، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہیں گے: ''جب کوئی اپنے ختنہ کو مقامِ ختنہ کے ساتھ ملائے، تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔'' (کیا یہاں بھی الزاق کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا؟) صحیح و محکم حدیث تعامل کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتی ہے، نہ یہ کہ تعامل، حدیث کے قابل عمل یا ناقابل عمل ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے نزدیک اہل مدینہ کے یا دیگر بلادِ اسلامیہ کے لوگوں کے عمل میں کوئی فرق نہیں۔ باوجود اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام کا عمل، خلفائے راشدین کا عمل اور آپ ﷺ کے بعد تمام صحابہ و تابعین کا عمل باہم مل کر کھڑے ہونے اور درمیان میں خالی جگہ بالکل نہ چھوڑنے ہی پر تھا۔ صدر اول، یعنی صحابہ و تابعین کے مقابلے میں بعد والوں کا عمل ناقابل اعتبار ہے۔ مزید یہ کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے میں ادنیٰ سی مشقت بھی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی۔ ہم حدیث پر عمل کرتے ہوئے اور سنت کے اتباع میں بغیر کسی تکلف ومشقت کے ایسا کرتے ہیں۔ ہم جماعت میں اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی حالت سے زیادہ بھی نہیں رکھتے، لیکن اس سنت پر عمل کرنا صرف انہی لوگوں کے لیے آسان ہے، جو سنت اور صاحب سنت سے محبت رکھتے ہیں اور سنت پر عمل چھوڑنے کے لئیحیلے بہانے نہیں تراشتے۔ رہا مقلد، جس کی بصیرت جواب دے گئی ہے، تو اس کے لیے ہر سنت بوجھ ہے، سوائے اس کے، جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور انہیں صحیح ثابت احادیث پر عمل کرنے اور تاویل وتحریف کو ترک کرنے کی توفیق بخشے۔''

(مِرعاة المَفاتيح : 6/4)

سوال: کیا مرد اور عورت کے رکوع میں فرق ہے؟

جواب: شریعت نے مرد وعورت کے طریقہ رکوع میں کوئی فرق بیان نہیں کیا۔ مرد وعورت کی نماز کا طریقہ ایک جیسا ہے، الا کہ فرق کی دلیل آجائے۔

❀ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري :631)

یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے۔

سوال: رکوع، سجدہ اور سلام کے وقت نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جواب: تشہد کے علاوہ باقی ساری نماز میں نظر مقامِ سجدہ پر ہونی چاہیے، تشہد اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلام کے وقت نظر اُنگشت شہادت پر ہونی چاہیے۔

سوال: اگر کوئی شخص تلاوت کے وقت سجدہ تلاوت کرے اور بعد میں تلاوت جاری رکھنا چاہے، تو کیا وہ تعوذ یا تسمیہ پڑھے گا؟

جواب: تعوذ یا تسمیہ نہیں پڑھے گا، البتہ اگر نئی سورت شروع کر رہا ہے، تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا۔

سوال: کیا امام محراب کے بجائے مسجد کے عام صف میں کھڑے ہو کر امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کرا سکتا ہے۔

سوال: جس نے مصنوعی دانت لگائے ہوئے ہوں، اسے امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، کوئی وجہ کراہت نہیں۔

سوال: اگر کوئی لڑکی بلوغت کے بعد لڑکا بن جائے، تو وہ جماعت میں کس صف میں کھڑا ہو گا؟

جواب: چونکہ اب وہ لڑکا بن چکا ہے، لہٰذا اس کے تمام احکام مردوں والے ہوں گے، وہ مردوں والی صف میں کھڑا ہو گا۔

سوال: اگر کوئی جن انسانی شکل میں متشکل ہو، تو کیا اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب: اگر جن انسانی شکل اختیار کرے، تو اس کی اقتدا صحیح ہے، کیونکہ جنات بھی شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مکلّف ہیں۔

❀ علامہ ابو البقاء عبد اللہ بن حسین عکبری رحمہ اللہ (٦١٦ھ) سے جنات کی اقتدا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں نماز پڑھنے کا سوال ہوا، تو آپ رحمہ اللہ فرمایا:

نَعَمْ لِأَنَّهُمْ مُكَلَّفُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ إِلَيْهِمْ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''جی ہاں (نماز صحیح ہے) کیونکہ (ہماری طرح) وہ بھی شریعت کے مکلّف ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنات کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں، واللہ اعلم!''

(آكام المَرجان للشّبلي، ص 99)

سوال: بیت الخلاء میں کیسے داخل ہوں گے؟

جواب: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت مستحب یہ ہے کہ بایاں پاؤں پہلے داخل کیا جائے اور نکلتے وقت دایاں قدم پہلے باہر نکالیں۔ یہ بالاتفاق مستحب ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْأَدَبُ مُتَّفَقٌ عَلَى اسْتِحْبَابِهِ .

''بیت الخلا کے اس ادب کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے۔''

(المَجموع : 2/77)

سوال: امام نے قرأت میں غلطی کی، تو مقتدی عورت نے لقمہ دیا، امام نے لقمہ قبول کرلیا، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز صحیح ہے۔

سوال: چادر یا رومال سر پر ڈال کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نماز میں جمائی آئے، تو منہ سے ہاہ ہاہ کی آواز نکلی، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں جمائی آئے، تو اسے حتی الوسع روکنا چاہیے اور اگر بلا اختیار منہ سے آواز نکل آئے، تو نماز صحیح ہے۔

یاد رہے کہ جمائی سستی اور کاہلی کی علامت ہے، یہ شیطان کی طرف سے ہے، وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سست کرتا ہے، جمائی سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ جب جمائی آئے، تو منہ پر ہاتھ رکھنا چاہیے اور جتنا ممکن ہو، اس پر قابو پانا چاہیے، نیز آواز نکالنے سے بچنا چاہیے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چھینک کو اللہ پسند کرتا اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، جسے چھینک آئے وہ الحمد للہ کہے اور سننے والا ہر مسلمان «يرحمك الله» (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) کہے، رہی جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے، جمائی آئے تو اسے روکنے کی حتی المقدور کوشش کریں، جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان مسکراتا ہے۔''

(صحيح البخاري: 6223)

❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چھینک اللہ کی طرف سے ہے اور جمائی شیطان کی طرف سے، جب کسی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ وہ منہ پر اپنا ہاتھ رکھے اور جب بندہ ہاہ ہاہ کہہ کر آواز نکالتا ہے تو وہ شیطان ہے جو اس کے پیٹ سے بولتا ہے۔''

(مسند الحمیدی : 1195، صحیحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''علمائے کرام اس کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ چھینک کا سبب محمود و بہتر اور جسم کا ہلکا ہونا ہے جو کہ غذا اور اختلاط کی قلت کی وجہ سے ہے، یہ پسندیدہ اور محبوب عمل ہے، کیونکہ یہ شہوت نفس کو کمزور اور اطاعت کو آسان بناتا ہے اور جمائی اس کے برعکس ہے، واللہ اعلم۔''

(الأذکار، ص 269)

سوال: چوینگم چبا کر نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

جواب: دوران نماز کھانا پینا ممنوع ہے، نماز میں جان بوجھ کر کھانے پینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اعادہ ضروری ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰی أَنَّ الْمُصَلِّيَ مَمْنُوعٌ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَأَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَلٰی مَنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ فِي الصَّلَاةِ عَامِدًا الْإِعَادَةَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز میں کھانا پینا ممنوع ہے اور جن اہل علم سے ہم نے علم محفوظ کیا ہے، ان کا اجماع ہے کہ جس نے نماز میں جان بوجھ کر کھایا یا پیا، اس پر نماز کا اعادہ ضروری ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الأوسط : 248/3، الإشراف : 52/2، الإجماع : 101/1)

سوال: نماز میں عورت کے کچھ بال کھلے رہ گئے، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں عورت کو مکمل سر ڈھانپنا چاہیے، سارے بالوں پر دوپٹہ ہونا چاہیے، البتہ معمولی بال کھلے رہ گئے، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ جدید سہولت ہے، جس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، یہ شرعی قواعد کے خلاف بھی نہیں، اس لیے اس کی کراہت یا ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

سوال: گانے بجانے والی جگہ پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جگہ پاک صاف ہے، تو نماز ہو جائے گی۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ؛ فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَفِي مَعَاطِنِ الْإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ .

''رسول اللہ ﷺ نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے: ① کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ ② جانور ذبح کرنے کی جگہ ③ قبرستان ④ راستے ⑤ غسل خانہ ⑥ اونٹوں کے باڑے میں ⑦ اور بیت اللہ کی چھت پر۔''

(سنن التّرمذي : 346، سنن ابن ماجه : 746)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔ زید بن جبیرہ ''ضعیف، متروک و منکر الحدیث'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

”اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔“

(المُهذّب في اختصار السّنن : 766/2)

❁ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 338/2)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ .

”اس کی سند قوی نہیں ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 347)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ”غیر محفوظ“ کہا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 155/4)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 322/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(البدر المنير : 441/3)

تنبیہ:

یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 347، سنن ابن ماجه : 747)

یہ روایت بھی قابل حجت نہیں؛

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① اسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت قرار دینا درست نہیں، بلکہ صحیح یہی ہے کہ یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو ہی ترجیح دی ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 347، السّنن الكبرٰى : 466/2)

② امام ابو حاتم رحمہ اللہ سے سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی حدیثوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

جَمِيعًا وَاهِيَيْنِ .

”دونوں حدیثیں ہی ضعیف ہیں۔“

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 338/2)

سوال: کیا قنوت نازلہ منسوخ ہے؟

جواب: قنوت نازلہ مشروع ہے، اس کا منسوخ ہونا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ انہوں نے قنوتِ نازلہ میں یہ دُعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ ....

”اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے، تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں......۔“

(السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 201/2، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ اور ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 471/4) نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے (شرح معاني الآثار : 249/1) میں بسند صحیح نقل کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ.

''میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی، دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے تکبیر کہی اور قنوت کرنے لگے۔ بعد میں تکبیر کہہ کر رکوع چلے گئے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 250/1، وسندہٗ صحیحٌ)

اگر قنوت نازلہ منسوخ ہوتی، تو کبار صحابہ اسے ادا نہ فرماتے۔

سوال: عشاء سے پہلے خاص چار رکعت سنت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز عشاء سے پہلے خاص چار رکعت سنت کسی حدیث میں منقول نہیں۔ نبی کریم ﷺ، صحابہ، تابعین اور ائمہ دین میں سے کسی سے پڑھنا ثابت نہیں۔

سوال: مختصر نماز تسبیح کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ، غَدَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي صَلَاتِي، فَقَالَ: كَبِّرِي اللّٰهَ عَشْرًا، وَسَبِّحِي اللّٰهَ عَشْرًا، وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِي مَا شِئْتِ، يَقُولُ: نَعَمْ نَعَمْ.

''ایک صبح سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دیجئے، جو نماز میں کہہ سکوں، فرمایا: دس دفعہ اللہ اکبر، دس دفعہ سبحان اللہ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دس دفعہ الحمدللہ کہیں، پھر مانگتی جائیں، وہ دیتا جائے گا۔‘‘

(سنن التّرمذي: 481، سنن النّسائي: 1299، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ’’حسن غریب‘‘ ابن خزیمہ رحمہ اللہ (850) امام ابن حبان رحمہ اللہ (2011) نے ’’صحیح‘‘ اور امام حاکم رحمہ اللہ (1/ 318) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ’’صحیح‘‘ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

بعض اہل علم نے اس سے مختصر نماز تسبیح کا اثبات کیا ہے، جبکہ مختصر نماز تسبیح کا کوئی بھی قائل نہیں۔

❀ محدث محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْعِرَاقِيُّ: إِيرَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ فِي بَابِ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ فِيهِ نَظَرٌ، فَإِنَّ الْمَعْرُوفَ أَنَّهٗ وَرَدَ فِي التَّسْبِيحِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ لَا فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ.

’’حافظ عراقی کہتے ہیں: اس حدیث کو صلاۃ التسبیح کے باب میں ذکر کرنا محل نظر ہے، معلوم شد کہ یہ نماز کے بعد کی تسبیح ہے، نہ کہ نماز تسبیح۔‘‘

(تحفة الأحوذي: 1/350)

سوال: ڈاڑھی منڈوانے والے کا نماز تراویح کی امامت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ڈاڑھی منڈوانا اعلانیہ کبیرہ گناہ ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو کسی نماز کا امام نہیں بنانا چاہیے، نہ نفل کا، نہ فرض کا۔

سوال: کیا تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں؟

جواب: ائمہ محدثین کے نزدیک نماز تہجد اور تراویح میں کوئی فرق نہیں، یہ ایک نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے دو نام ہیں۔بعض حضرات کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد دونوں علیحدہ نمازیں ہیں۔تو ان کی یہ بات محل نظر ہے۔

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهٗ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلٰى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ، بَلْ طَوَّلَ التَّرَاوِيحَ، وَبَيْنَ التَّرَاوِيحِ وَالتَّهَجُّدِ فِي عَهْدِهٖ لَمْ يَكُنْ فَرْقٌ فِي الرَّكْعَاتِ، بَلْ فِي الْوَقْتِ وَالصِّفَةِ، أَيِ اَلتَّرَاوِيحَ تَكُونُ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِخِلَافِ التَّهَجُّدِ، وَإِنَّ الشُّرُوعَ فِي التَّرَاوِيحِ يَكُونُ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَفِي التَّهَجُّدِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ .

”ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں نماز تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں، بلکہ عہد رسالت میں رکعات کے اعتبار سے تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، البتہ وقت اور طریقے میں کچھ فرق تھا کہ تہجد کے برعکس تراویح مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی تھی۔اسی طرح تراویح رات کے اول حصے میں پڑھی جاتی تھی اور نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی تھی۔“

(العَرف الشّذي :1/166)

❀ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ، لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ، قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ : فَقَالَ : «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ»، قَالَ : فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ، لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، جَمَعَ أَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَّفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ : قُلْتُ : وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ : السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ .

''ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔فرمایا: نماز عشا با جماعت کرنے پر قیام اللیل کا ثواب ملتا ہے۔ چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ 'فلاح' سے محروم نہ رہ جائیں۔ راوی نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔ پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داود : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التّرمذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

نبی کریم ﷺ نے ساری رات قیام فرمایا، یہ قیامِ رمضان تھا، اس رات الگ سے نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تہجد ادا کرنے کا وقت ہی نہیں تھا۔معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دونام ہیں۔

سوال: سنن راتبہ رہ جائیں،تو کیا ان کی قضا دی جا سکتی ہے؟

جواب: فرض سے پہلے یا بعد کی سنتیں رہ جائیں،تو بعد میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔ ان کی قضا مسنون ہے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا، تو ان کے بارے میں پوچھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَهُمَا هَاتَانِ.

”ابو امیہ کی دختر! آپ نے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبد قیس کے کچھ لوگ آئے تھے،انہوں نے مجھے ظہر کے بعد والی دو رکعت سے مصروف کر دیا، میں وہی دو رکعت پڑھ رہا ہوں۔“

(صحيح البخاري: 1233، صحيح مسلم: 833)

❁ اس حدیث کے تحت علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ فَوَائِتَ النَّوَافِلِ تُقْضٰى وَلَا تُتْرَكُ.

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ نوافل رہ جائیں،تو ان کی قضا دی جائے،نہ کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔“

(أعلام الحديث: 655/1)

❁ نیز حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ السُّنَنَ الرَّاتِبَةَ إِذَا فَاتَتْ يُسْتَحَبُّ قَضَاؤُهَا وَهُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَنَا .

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن راتبہ رہ جائیں، تو ان کی قضا مستحب ہے، ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے۔''

(شرح النّووي : 6/121)

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ النَّوَافِلَ الْمُؤَقَّتَةَ تُقْضٰى كَمَا تُقْضَى الْفَرَائِضُ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جن نوافل کا وقت مقرر ہے، (وہ رہ جائیں، تو) فرائض کی طرح ان کی بھی قضا دی جائے۔''

(شرح مشكاة المَصابيح : 4/1121)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ السُّنَنَ الرَّوَاتِبَ تُقْضٰى، وَأَنَّ قَضَاءَ هَا جَائِزٌ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَبَعْدَ الْفَجْرِ مِثْلُهٗ، لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سنن رواتب (رہ جائیں، تو ان) کی قضا دی جائے گی، نیز دلیل ہے کہ عصر کے بعد نوافل کی قضا دینا جائز ہے، اسی طرح فجر کے بعد بھی، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔''

(التّنبيه على مشكِلات الهِداية : 2/694)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رات کے آخری پہر پڑاؤ ڈالا، سو گئے، نماز فجر لیٹ ہو گئی، نیند سے بیدار ہوئے، تو سورج طلوع ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے وضو کیا، فجر کی دو سنتیں ادا کیں، پھر نماز فجر پڑھائی۔

(صحيح مسلم: 680)

❁ شارح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ لِقَضَاءِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ إِذَا فَاتَتْ.

”یہ حدیث دلیل ہے کہ سنن راتبہ رہ جائیں، تو ان کی قضا دی جائے۔“

(شرح النّووي: 183/5)

سوال: اگر ایک رکعت میں دو مرتبہ سورت فاتحہ پڑھ لی، تو کیا سجدہ سہو ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

سوال: سورت فاتحہ کی ایک آیت دو مرتبہ پڑھ لی، تو کیا سجدہ سہو ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: نابالغ بچے نے آیت سجدہ تلاوت کی، تو کیا سننے والا سجدہ کرے گا؟

جواب: نابالغ کی تلاوت پر بھی سجدہ تلاوت کیا جائے گا۔

سوال: اگر سجدہ تلاوت رہ گیا، تو کیا فدیہ واجب ہوگا؟

جواب: سجدہ تلاوت مسنون مستحب ہے، جب سجدہ والی آیت پڑھی یا سنی جائے گی، اسی وقت سجدہ کرنا مسنون ہے، اگر رہ جائے یا جان بوجھ کر نہ کرے، تو بعد میں سجدہ تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں، نیز اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہر سجدہ تلاوت رہ جانے پر پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت صدقہ کی جائے۔ یہ بے اصل بات ہے اور شرعی احکام میں زیادتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: سفر سے واپسی میں ایئرپورٹ پر نماز قصر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسافر جب تک اپنے علاقے میں نہ پہنچ جائے، وہ سفر میں ہے، وہ قصر بھی کرسکتا ہے اور دو نمازوں کو جمع بھی کرسکتا ہے۔

سوال: کیا عورت حالت حیض میں سفر کرسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، سفر کرسکتی ہے۔

سوال: کیا شوہر سسرال میں قصر کرسکتا ہے؟

جواب: مسافر اپنے گھر کے علاوہ جہاں بھی سفر کی نیت سے گیا ہے، وہ قصر کرسکتا ہے، سسرال اس کی مستقل اقامت گاہ نہیں ہے۔

سوال: خطیب کا دوران خطبہ دائیں بائیں التفات کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان لمحہ بھر کے لیے بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: مسنون ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا .

''نبی کریم ﷺ (جمعہ کے) دو خطبے ارشاد فرماتے تھے، دونوں کے درمیان (لمحہ بھر کے لیے) بیٹھتے تھے۔''

(صحيح البخاري: 928، صحيح مسلم: 861)

سوال: جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطی ظہر کے پڑھنا ناجائز ہے۔ یہ بعد والوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدعت ہے، اسلاف سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔

❀ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَثُرَ ذٰلِكَ مِنْ جَهَلَةِ زَمَانِنَا أَيْضًا وَمُنْشَأُ جَهْلِهِمْ صَلَاةُ الْأَرْبَعِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ بِنِيَّةِ الظُّهْرِ، وَإِنَّمَا وَضَعَهَا بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ عِنْدَ الشَّكِّ فِي صِحَّةِ الْجُمُعَةِ.

''ہمارے زمانہ میں بہت سے جاہلوں کی طرف سے احتیاطی ظہر کا کہا گیا ہے، اپنی جہالت کی وجہ سے یہ جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے چار رکعت ادا کرتے ہیں۔ یہ متاخرین کی وضع کردہ نماز ہے کہ جب جمعہ کے صحیح ہونے میں شک ہو جائے (تو احتیاطی چار رکعت ظہر پڑھ لی جائے)۔''

(البحر الرّائق : 151/2)

سوال: جمعہ کو ''مبارک'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: جمعہ کے ساتھ ''مبارک'' کا لفظ احادیث وآثار میں منقول نہیں، لہٰذا اس سے اجتناب بہتر ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَقِيَ أَخَاهُ عِنْدَ الْانْصِرَافِ مِنْ يَوْمِهِ فَلْيَقُلْ : يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ، فَإِنَّهَا فَرِيضَةٌ أَدَّيْتُمُوهَا إِلٰى رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ.

''جو شخص جمعہ کے بعد اپنے بھائی کو ملے، تو وہ یہ کہے: يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ آپ اور مجھ سے قبول کرے۔“ کیونکہ یہ ایک فریضہ ہے، جسے آپ نے اللہ عزوجل کے لیے سرانجام دیا ہے۔“

(تاريخ أصبهان لأبي نعيم :464/1)

سند جھوٹی ہے۔

① نہشل بن سعید ”متروک وکذاب“ ہے۔

② ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

سوال: عیدین کے موقع پر تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ کہنا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔

❀ امام مالک رحمہ اللہ کو اس بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا:

مَا زَالَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا مَا نَرٰى بِهٖ بَأْسًا .

”ہمارے ہاں یہ عمل شروع سے رائج ہے، ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔“

(الثّقات لابن حبّان : 90/9، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَقِيَنِي يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ : تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ .

”عید کے دن میری ملاقات یونس بن عبید رحمہ اللہ سے ہوئی، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ“

(الدُّعاء للطّبراني : 929، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس عنوان پر وُصُولُ الْأَمَانِيِّ بِأُصُولِ التَّهَانِئِ نامی رسالہ بھی رکھا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: عیدین کی نماز کہاں ادا کی جائے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ عیدین کی نماز آبادی سے باہر عید گاہ میں ادا کی جائے۔ مجبوری کی صورت میں مسجد وغیرہ میں بھی نماز عید ادا کی جا سکتی ہے۔

❁ علمائے احناف لکھتے ہیں:

الْخُرُوجُ إِلَى الْجَبَّانَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَ يَسَعُهُمْ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ، عَلٰى هٰذَا عَامَّةُ الْمَشَايِخِ وَهُوَ الصَّحِيحُ .

''نماز عید کے لیے صحرا کی طرف نکلنا مسنون ہے، اگرچہ جامع مسجد میں سارے نمازیوں کی گنجائش ہو۔ اکثر مشائخ کا یہی فتویٰ ہے اور یہی صحیح ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری: 150/1)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ صحرا میں نماز عید ادا کرنے کے لیے نکلے تھے۔

(الأوسط لابن المنذر: 2141، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْمَأْثُورِ فِي الْعِيدَيْنِ أَنْ تَكُونَ الصَّلَاةُ فِي الْجَبَانَةِ إِلَّا لِعُذْرٍ مِنْ مَطَرٍ أَوْ نَحْوِهِ .

''سنت سے یہی ثابت ہے کہ عیدین کی نماز صحرا میں ادا کی جائے گی، الا کہ بارش وغیرہ کا کوئی عذر ہو۔''

(السّيل الجرّار، ص 196)

سوال: کعبہ میں نماز کا کیا حکم ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(جواب): خانہ کعبہ کے اندر نماز جائز ہے، کسی بھی سمت منہ کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی، لہٰذا بیت اللہ کے کسی بھی کونے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔''

(صحيح البخاري : 1599)

(سوال): ایک شخص پاگل ہو گیا، بعد میں آفاقہ ہو، تو اس عرصہ میں جتنی نماز چھوڑیں، ان کا کیا ہوگا؟

(جواب): مجنون جب تک حالت جنون میں ہے، شرعی احکام کا مکلّف نہیں، لہٰذا اگر اسے کئی دن تک جنون طاری رہا، تو حالت جنون میں رہ جانے والی نمازوں کی قضا کی ضرورت نہیں۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند علي بن الجعد : 741، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ اگر جنون دن کے ایک حصہ میں ہوا تھا اور بعد میں آفاقہ ہو گیا، تو دن بھر کی تمام نمازوں کی قضا دے گا۔

سوال: میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: شرعی نصوص میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

سوال: میت کی آنکھوں سے لینس نکالنا کیسا ہے؟

جواب: محض تکلف ہے، لینس نکالنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: عید پر نیا لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: مستحب ہے۔ جب جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا مسنون ہے، تو عید پر بالاولیٰ جائز و مسنون ہے، کیونکہ عید، جمعہ سے زیادہ اہم موقع ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يَلْبَسُ فِي الْعِيدَيْنِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ .

''آپ رضی اللہ عنہ عیدین میں عمدہ ترین لباس پہنتے ہیں۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 281/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 439/2)

سوال: ایک شخص کسی کمپنی میں ملازمت کرتا ہے، وہ کمپنی سہولت دیتی ہے کہ اس کا کوئی بھی ملازم یا ملازم کے اہل خانہ کا کوئی فرد فوت ہو، تو کمپنی اس کے تجہیز و تکفین کے خرچہ اٹھاتی ہے، کیا کمپنی سے اس مد میں پیسے لینا جائز ہے؟

جواب: یہ رقم کمپنی کی طرف سے اپنے ملازم کے لیے تحفہ وعطیہ ہے، اسے وصول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: میت کے کفن پر عطر لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر میت کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے اور اس پر پانی بہانا ممکن نہ ہو، تو غسل کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر میت کو غسل دینا ممکن نہ ہو، تو بغیر غسل کفن و دفن کرنا درست ہے۔

سوال: میت کو کفن میں لپیٹنے کے بعد کفن پر نجاست لگ گئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نجاست والی جگہ کو دھولیا جائے، کفن تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: اگر میت کو بغیر غسل دیے دفن کر دیا گیا، تو کیا اگلے دن اسے غسل کے لیے قبر سے نکالا جا سکتا ہے؟

جواب: جب دفن کر دیا جائے، تو بغیر شدید ضرورت کے باہر نکالنا درست نہیں۔ اس لحاظ سے جس میت کو بغیر غسل دفنا دیا گیا، اسے غسل کے لیے باہر نکالنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: کیا خنثیٰ مشکل میت کو بھی غسل دیا جائے گا؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: قریب المرگ پر سورت یٰس کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں، اس بارے میں حدیث ضعیف ہے۔

❁ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْرَءُ وا عَلٰی مَوْتَاکُمْ یٰس .

”قریب المرگ لوگوں پر سورت یٰس کی قرأت کریں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 26/5؛ سنن أبي داوٗد : 3121؛ السّنن الكبرٰی للنّسائي : 10914؛ سنن ابن ماجه : 1448)

سند ضعیف ہے۔

① بعض سندوں میں ابوعثمان کے مجہول والد کی زیادت ہے۔ یہ المزید فی متصل الاسانید ہے۔

② ابوعثمان نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الأذکار، ص 144)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَ بِهٖ مَنْ حَضَرَتْهُ الْمَنِيَّةُ لَا أَنَّ الْمَيِّتَ يُقْرَأُ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب المرگ مراد لیا ہے۔ نہ کہ میت پر قرآن پڑھا جانا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کریں (یہ بھی قریب المرگ کے لئے ہے، میت کے لئے نہیں)۔''

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث : 3002)

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

(الرّوح، ص 11)

❀❀❀❀❀❀❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نماز جنازہ کو اس لیے مؤخر کرنا کہ زیادہ لوگ شریک ہو جائیں، کیسا ہے؟

جواب: اس غرض سے تھوڑی تاخیر ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا عورت نماز جنازہ پڑھا سکتی ہے؟

جواب: عورت کسی نماز میں مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔ البتہ اگر کوئی مرد موجود نہ ہو، تو عورت عورتوں کو نماز جنازہ پڑھا سکتی ہے، واللہ اعلم!

سوال: نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرا جائے گا یا دونوں طرف؟

جواب: نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا:

اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ ثُمَّ يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ وَلَا يَقْرَأُ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى ثُمَّ يُسَلِّمَ فِي نَفْسِهٖ عَنْ يَمِينِهٖ .

''نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ آدمی تکبیر کہے، پھر سورت فاتحہ پڑھے، پھر نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ پر درود پڑھے، پھر میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرے، پہلی تکبیر کے علاوہ قرأت نہ کرے، پھر اپنے دل میں اپنی دائیں طرف سلام پھیر دے۔“

(المنتقى لابن الجارود : 540، وسندہٗ صحیحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي التَّسْلِيمَةِ الْوَاحِدَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَصَحُّ مِنْهُ .

”جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کے بارے میں اس سے زیادہ صحیح (مرفوع) روایت کوئی نہیں۔“

(المستدرك : 1331)

صحابہ کا کسی عمل کو سنت کہنا مرفوع کے حکم میں ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ : سُنَّةٌ، حَدِيثٌ مُسْنَدٌ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ صحابی کا ”سنت“ کہنا مرفوع کے حکم میں ہے۔“

(المستدرك : 358/1)

ثابت ہوا کہ جنازہ پر ایک سلام پھیرنا نبی کریم ﷺ کا عمل ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلَى الْجِنَازَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ، فَإِذَا فَرَغَ سَلَّمَ عَلٰى يَمِينِهٖ وَاحِدَةً .

”آپ رضی اللہ عنہ جب نمازِ جنازہ پڑھتے تو رفع الیدین کرتے، پھر تکبیر کہتے، پھر جب فارغ ہوتے، تو اپنے دائیں جانب ایک سلام پھیرتے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنف ابن أبي شيبة: 3/307، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ نماز جنازہ میں ایک سلام پھیرتے تھے۔

(مسند ابن الجعد: 102، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ ایک طرف سلام پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 3/307، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام حسن بصری رحمہ اللہ ایک سلام پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 3/307، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام مکحول رحمہ اللہ صرف دائیں طرف سلام پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 3/307، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بھی جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 3/307، مسند ابن الجعد: 117، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَيَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَّاحِدَةً.

”آپ رحمہ اللہ جنازے پر چار تکبیریں کہتے، ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے، پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھتے، پھر ایک ہی سلام پھیر دیتے۔“

(سيرة الإمام أحمد بن حنبل لأبي الفضل صالح بن أحمد، ص 40)

تنبیہ:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَسَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً .

''رسول اللہ ﷺ نے ایک میت پر نمازِ جنازہ پڑھائی، اس پر چار تکبیریں کہیں اور پھر ایک طرف ہی سلام پھیرا۔''

(سنن الدّارقطني : 1817، المستدرك للحاكم : 360/1، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 43/4)

سند سخت ضعیف ہے۔

① حفص بن غیاث کا عنعنہ ہے۔

② ابوالعنبس کا باپ مروان نخعی مجہول ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول'' کہا ہے۔

(المهذّب في اختصار السنن : 1387/3، المغني : 6176)

③ مروان نخعی کا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہوسکا۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس روایت ''موضوع (من گھڑت)'' کہا ہے۔

(زاد المَعاد لابن القيم : 490/1)

تنبیہ:

❁ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

مَنْ سَلَّمَ عَلَى الْجِنَازَةِ تَسْلِيمَتَيْنِ فَهُوَ جَاهِلٌ .

''جو نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرے، وہ جاہل ہے۔''

(مسائل أبي داود : 1030)

سند ضعیف ہے۔ داود بن مخراق ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ دُونَهُ قَلِيلًا .

”یہ محمد بن حسن بن زبالہ (متروک) سے تھوڑا نیچے ہے۔“

(الضّعفاء : 449/2)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (۲۳۶/۸) میں بھی ذکر کیا ہے۔امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کی جرح کے مقابلہ میں ابن حبان رحمہ اللہ کا الثقات میں ذکر کرنا مفید نہیں، لہٰذا راوی کا ضعف ہی راجح ہے۔

دونوں طرف سلام پھیرنے کے دلائل کا جائزہ:

جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنے کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔

❁ ابواسحاق ابراہیم بن مسلم ہجری کہتے ہیں:

أَمَّنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفٰى عَلٰى جِنَازَةِ ابْنَتِهٖ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا، فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ .

”ہمیں سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی نے اپنی بیٹی کے جنازہ کی امامت کرائی، آپ رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں چار تکبیرات کہیں، پھر کچھ دیر ٹھہرے، ہم نے سمجھا کہ پانچویں تکبیر کہیں گے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دیا۔“

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 71/4)

:سند ضعیف ہے۔

① ابواسحاق ابراہیم بن مسلم ہجری ”ضعیف ومنکرالحدیث“ ہے۔

② شریک بن عبداللہ قاضی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ”ضعیف“ ہے، نیز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مدلس ومختلط بھی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَحْتَجَّ بِهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ .

”اکثر محدثین نے اس سے حجت نہیں پکڑی۔“

(السّنن الكبرىٰ : 10/271)

تنبیہ:

جس سند میں شریک بن عبد اللہ کی متابعت ہوئی ہے، وہاں دونوں طرف سلام پھیرنے کے الفاظ نہیں ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ثَلَاثُ خِلَالٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُنَّ، تَرَكَهُنَّ النَّاسُ، إِحْدَاهُنَّ؛ التَّسْلِيمُ عَلَى الْجِنَازَةِ مِثْلُ التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ .

”تین کام ایسے ہیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، مگر لوگوں نے انہیں ترک کر دیا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ نماز جنازہ میں بھی اسی طرح سلام پھیرا جائے، جس طرح (عام) نماز میں سلام پھیرا جاتا ہے۔“

(المعجم الكبير للطّبراني : 10022، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 4/71)

سند ضعیف ہے۔

① ابراہیم نخعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② حماد بن ابی سلیمان مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی، نیز مختلط بھی ہیں،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ زید بن ابی اُنیسہ نے ان سے قبل از اختلاط روایت لی ہے

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ .

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک میت پر نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا۔''

(المعجم الأوسط للطبراني : 4334)

سند ''ضعیف'' ہے۔ خالد بن نافع ''ضعیف'' ہے۔

❁ حریث بن ابی مطر کا بیان ہے:

رَأَيْتُ عَامِرًا صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ، فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهٖ، وَعَنْ شِمَالِهٖ .

''میں نے عامر شعبی رحمہ اللہ کو ایک جنازہ پڑھتے دیکھا، آپ رحمہ اللہ نے دائیں بائیں سلام پھیرا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 307/3)

سند ضعیف ہے۔ حریث بن ابی مطر ''ضعیف'' ہے۔

تنبیہ:

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نمازِ جنازہ میں دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 307/3، وسندهٗ حسنٌ)

① یہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا اجتہاد ہے، جس پر کوئی دلیل نہیں۔ حدیث، آثار صحابہ و تابعین پر عمل اولیٰ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے جنازہ میں ایک طرف سلام بھی ثابت ہے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 307/3، مسند ابن الجعد : 117، وسندهٗ صحيحٌ)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا وہی عمل لیا جائے گا، جو حدیث اور آثار سلف کے موافق ہے۔

فائدہ:

فرض نماز میں ایک سلام کے متعلق مرفوع روایات ساری کی ساری ''ضعیف'' ہیں، البتہ بعض آثارِ صحابہ میں ایک سلام کا ذکر ہے۔ اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ فعل نبوی کے مطابق فرض نماز میں سلام دونوں طرف پھیرا جائے۔

صحابہ کرام و تابعین عظام کے آثار سے فرض نماز میں بھی ایک طرف سلام پر اکتفا کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ محدثین کرام سے اس کی مخالفت ثابت نہیں ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ أَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُجِيزُ صَلَاةَ مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى تَسْلِيمَةٍ، وَأُحِبُّ أَنْ يُسَلِّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ لِلْأَخْبَارِ الدَّالَّةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''جن اہل علم کو میں جانتا ہوں، ان سب کے نزدیک نماز میں ایک سلام پر اکتفا کرنے والے کی نماز صحیح ہے۔ البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ دو سلام کہے جائیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث اسی پر دلالت کناں ہیں۔''

(الأوسط : 223/3)

جب فرض نماز میں ایک طرف سلام پھیرنے پر اکتفا کیا جا سکتا ہے، تو نمازِ جنازہ میں تو بالاولیٰ جائز ہے، اس پر سہاگہ یہ کہ اس میں حدیث و آثار بھی ثابت ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا میت کی چارپائی کو چاروں کونوں سے کندھا دینے پر کوئی خاص اجر منقول ہے؟

جواب: میت کو کندھا دینا مشروع و مستحب ہے۔ مگر ایسی کوئی ثابت روایت نہیں ہے کہ جس میں چارپائی کے چاروں اطراف سے کندھا دینے کے بارے میں کوئی خاص فضیلت یا اجر بیان ہوا ہو۔ اس بارے میں مروی تمام روایات نا قابل حجت ہیں؛

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَمَلَ جَوَانِبَ السَّرِيرِ الْأَرْبَعَ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرْبَعِينَ كَبِيرَةً .

''جس نے میت کی چارپائی کو چاروں کونوں سے اٹھایا، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دے گا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 5920)

روایت سخت ضعیف و منکر ہے۔

① علی بن ابی سارہ ''ضعیف، متروک و منکر الحدیث'' ہے۔

② محمد بن عقبہ سدوسی ''ضعیف'' ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 348/6)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کے ''منکر'' ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(كتاب المَجروحين : 104/2)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''غیر ثابت'' قرار دیا ہے۔

(العِلَل المتناهية : 416/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ميزان الاعتدال : 130/3، المُغني في الضّعفاء : 448/2)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ''غیر ثابت'' قرار دیا ہے۔

(البدر المنير : 224/5)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 260/2)

❁ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَمَلَ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ الْأَرْبَعِ غُفِرَ لَهُ أَرْبَعِينَ كَبِيرَةً .

''جس نے میت کی چارپائی کو چاروں کونوں سے اٹھایا، تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

(تاريخ ابن عَساكر : 81/27)

❁ سند سخت ضعیف ہے۔

① معروف بن عبداللہ خیاط ''ضعیف'' ہے۔

② ابو قصی اسماعیل بن محمد بن اسحاق عذری کی توثیق نہیں ملی۔

③ محمد بن اسحاق بن اسماعیل عذری مجہول ہے۔

④ عبداللہ بن اسحاق بن اسماعیل عذری کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا؛ فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ، وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ .

''جو جنازہ کے ساتھ چلے، اسے چارپائی کے چاروں کونوں سے (ایک ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بار) کندھا ضرور دینا چاہیے، کیونکہ یہ سنت ہے۔اس کے بعد چاہے،تو نفلی طور پر کندھا دے اور چاہے،تو نہ دے۔''

(سنن ابن ماجه: 1478، مسند الطيالسي: 330)

سند منقطع ہے۔ابو عبیدہ کا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لقا اور سماع نہیں ہے۔

❀ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مِنْ تَمَامِ أَجْرِ الْجِنَازَةِ أَنْ يُشَيِّعَهَا مِنْ أَهْلِهَا، وَأَنْ يَحْمِلَ بِأَرْكَانِهَا الْأَرْبَعِ، وَأَنْ يَحْثُوَ فِي الْقَبْرِ .

''جنازے کا مکمل اجر یہ ہے کہ آدمی میت والوں کے گھر سے جنازہ کے ساتھ چلے، چاروں کونوں سے کندھا دے اور قبر پر مٹی ڈالے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 11283)

سند منقطع ہے۔عامر بن جشیب کا سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ .

''اس نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔''

(سؤالات البُرقاني: 343)

عامر بن جشیب کی متابعت جن اہل شام نے کی ہے، وہ مبہم و نامعلوم ہیں۔

تنبیہ:

بعض اہل علم نے اس باب میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے، مگر ثوبان رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں مل سکی، واللہ اعلم!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کافر کے جنازہ اور تدفین میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: کافر کے جنازہ اور کفن و دفن میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ میت کے قریبی رشتہ دار کفن دفن کا بندوبست کریں گے، جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

کافر میت کے اہل خانہ سے تعزیت کی جاسکتی ہے، انہیں صبر کی تلقین کی جاسکتی ہے، البتہ میت کے حق میں دعائے مغفرت نہیں کی جاسکتی۔

سوال: کیا شوہر بیوی کو قبر میں اُتار سکتا ہے، جبکہ بیوی کے محارم موجود ہیں؟

جواب: شوہر بیوی کو قبر میں اُتار سکتا ہے، محارم کی موجودگی میں جب غیر محرم قبر میں اُتار سکتا ہے، تو شوہر بالاولیٰ اُتار سکتا ہے۔

سوال: قبرستان میں جا کر سورت اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں قرآن پڑھنا جائز نہیں، نہ ہی قرآن کی کوئی مخصوص سورت یا آیت پڑھنا ثابت ہے۔ سورت اخلاص پڑھنے کے بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَرَأَ فِيهَا إِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً : ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ الْأَمْوَاتَ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ .

”جو قبرستان سے گزرے اور سورت اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے، تو اسے تمام مردوں کی گنتی کے برابر ثواب دیا جائے گا۔“

(تاريخ قزوين : 297/2)

روایت سخت ضعیف ہے۔ داؤد بن سلیمان غازی کی توثیق ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَذَّبَهٗ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَلَمْ يَعْرِفْهُ أَبُو حَاتِمٍ، وَبِكُلِّ حَالٍ؛ فَهُوَ شَيْخٌ كَذَّابٌ، لَهٗ نُسْخَةٌ مَّوْضُوعَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضٰى، رَوَاهَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَوَيْهِ الْقَزْوِينِيُّ الصَّدُوقُ عَنْهُ.

''امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے کذاب (پرلے درجے کا جھوٹا) کہا ہے، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے مجہول قرار دیا ہے، یہ ہر حال میں کذاب ہے، اس کے پاس علی بن موسیٰ رضی کی سند سے موضوع روایتوں پر مشتمل ایک نسخہ تھا، اس سے آگے علی بن محمد بن مہرویہ قزوینی صدوق بیان کرتا ہے۔''

(میزان الاعتدال: 8/2؛ لسان المیزان لابن حجر: 417/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ و﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ ثُمَّ اَللّٰهُمَّ إِنِّي جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوا شُفَعَاءَ لَهٗ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى.

''جو قبرستان جا کر سورت فاتحہ، سورت اخلاص اور سورت تکاثر پڑھے، پھر یوں کہے: اللہ! جو میں نے تیرے کلام میں سے پڑھا، اس کا ثواب اس قبرستان والے مومن مردوں، مومن عورتوں کو پہنچا، تو وہ تمام اللہ کے ہاں اس کی سفارش کریں گے۔''

(الفوائد لأبي القاسم الزنجي: 58)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند جھوٹی ہے۔

① احمد بن سعید اخمیمی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''وضاع'' کہا ہے۔

(لسان المیزان: 477/1)

② ابوطیب عمران بن موسیٰ عسقلانی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ ابوالقاسم عبدالباقی بن بکر بن حدید مالکی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

④ الحسن بن عمرو بن علی بن زریق ابومحمد کون ہے؟ معلوم نہیں۔

⑤ زہری کا عنعنہ ہے۔

❀ حماد مکی سے مروی ہے:

خَرَجْتُ لَيْلَةً إِلٰى مَقَابِرِ مَكَّةَ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلٰى قَبْرٍ فَنِمْتُ، فَرَأَيْتُ أَهْلَ الْمَقَابِرِ حَلْقَةً حَلْقَةً فَقُلْتُ: قَامَتِ الْقِيَامَةُ؟ قَالُوْا: لَا، وَلٰكِنْ رَجُلٌ مِّنْ إِخْوَانِنَا قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لَنَا، فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهٗ مُنْذُ سَنَةٍ.

''ایک رات میں مکہ کے قبرستان گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، میں نے خواب دیکھا کہ قبروں والے حلقوں میں کھڑے ہیں۔ پوچھا: کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ ایک ہمارے کسی بھائی نے سورت اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا۔ ہم ایک سال سے اسے تقسیم کر رہے ہیں۔''

(مشيخة قاضي المارستان: 707)

سند جھوٹی ہے۔ اس سند میں کئی مجہول راوی ہیں، مندرجہ ذیل راویوں کے حالات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

زندگی نہیں ملے۔

① حماد مکی

② سلمہ بن عبید

③ احمد بن محمد مکی

④ ابو الاحرز

⑤ ابراہیم بن ایوب

⑥ ابو عبید اللہ بن نصیر

❀ حسن بن ہیثم سے منسوب ہے:

كَانَ خِطَابُ يَجِيئُنِي وَيَدُهُ مَعْقُودَةٌ، وَيَقُولُ : إِذَا وَرَدْتَ الْمَقَابِرَ فَاقْرَأْ : ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، وَاجْعَلْ ثَوَابَهَا لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ .

''خطاب بن بشر میرے پاس آئے، ان کے ہاتھ بندھے تھے اور مجھے کہا: قبرستان جائیں اورسورت اخلاص پڑھ کر ثواب قبرستان والوں کو بخش دیجئے۔''

(الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال : 252)

سند ضعیف ہے۔

① حسن بن ہیثم کی توثیق نہیں ملی۔

② یہ اجتہادی خطا ہے، قرآن و حدیث اور سلف امت کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں۔

سوال: قبرستان میں سورت یس پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں سورت یس پڑھنا ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُورَةَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَنْ فِيهَا حَسَنَاتٌ .

”جو قبرستان میں داخل ہو اور سورت یٰس تلاوت کرے، تو اس قبرستان والوں سے اللہ عذاب میں تخفیف کرتا ہے اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔“

(تفسير الثّعلبي : 119/8)

سند جھوٹی ہے۔

① ایوب بن مدرک کو امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے کذاب، امام ابو حاتم رازی، امام نسائی اور امام دارقطنی رحمہم اللہ نے متروک، امام ابو زرعہ رازی، امام یعقوب بن سفیان فسوی، حافظ جوزجانی، امام صالح بن محمد جزرہ اور امام ابن عدی رحمہم اللہ وغیرہم نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى أَيُّوْبُ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ نُسْخَةً مَّوْضُوْعَةً وَّلَمْ يَرَهٗ .

”ایوب بن مدرک نے امام مکحول سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، انہیں دیکھا نہیں۔“ (لسان الميزان لابن حجر :488/1)

② ابو عبیدہ کی توثیق مطلوب ہے۔

③ حسن بصری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَن زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ يٰسٓ غُفِرَ لَهٗ .

''جس نے ہر جمعہ اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اور سورت یٰس پڑھی، تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔''

(الكامل لابن عدي : 260/6، الأمالي للشجري : 2004)

سند جھوٹی ہے۔ عمرو بن زیاد القالی ''وضاع (حدیثیں گھڑنے والا)'' ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بَاطِلٌ لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ .

''یہ حدیث اس سند سے باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔''

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے ایک مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھی، پھر اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچایا، تو اس کے ذمہ والدین کے تمام حقوق ادا ہو جائیں گے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، لِلّٰهِ الْمُلْكُ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَهُ النُّورُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(التّرغیب لابن شاهین: 302)

جواب: من گھڑت روایت ہے۔

① بشر بن حسین ہلالی ''وضاع'' ہے۔

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ بِنُسْخَةٍ مَوْضُوعَةٍ .

''اس نے زبیر بن عدی سے منسوب من گھڑت نسخہ (کتاب) روایت کیا ہے۔''

(کتاب المَجروحین: 1/190)

یہ رویت بھی زبیر بن عدی سے ہے، لہذا من گھڑت ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَدْعُو لِمَوْتَانَا وَنُصَدِّقُ وَنَحُجُّ عَنْهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ إِلَيْهِمْ؟ فَقَالَ : إِنَّهُ لَيَصِلُ إِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُونَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا أُهْدِيَ إِلَيْهِ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ہم اپنے فوت شدگان کے لیے دعا کرتے ہیں، ان کی طرف سے صدقہ اور حج کرتے ہیں، کیا انہیں اس کا ثواب پہنچتا ہے؟ فرمایا: انہیں اس کا ثواب پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، جیسے آپ کو کوئی تھال میں ہدیہ پیش کرے، تو آپ کو خوشی محسوس ہوتی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(هدية الأحياء إلى الأموات : 8، الإكمال لابن ماكولا : 312/2)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① ابراہیم بن حبان بن براء متہم بالکذب ہے۔

② حبان بن براء کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ براء بن نضر کون ہے؟ معلوم نہیں۔

سوال: کیا تعزیت کرنے پر کوئی خاص اجر وثواب منقول ہے؟

جواب: تعزیت مسنون ہے، مگر اس پر خاص اجر وثواب ثابت نہیں، اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

سوال: کیا خط یا فون کال کے ذریعہ تعزیت کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، مصیبت زدہ کے ہاں جانا مشکل نہ ہو، تو خط وکتابت، فون کال اور تمام ذرائع ابلاغ سے تعزیت کی جاسکتی ہے۔

سوال: اگر نماز جنازہ میں مقتدی ایک مرد اور ایک عورت ہو، تو صف بندی کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عبداللہ بن ابی طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُمَيْرِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حِينَ تُوُفِّيَ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ فِي مَنْزِلِهِمْ، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَاءَهُ، وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَّرَاءَ أَبِي طَلْحَةَ، وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهُمْ غَيْرُهُمْ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمیر فوت ہوئے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے گھر میں عمیر کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہوئے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہاں ان کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :508/1، المستدرك للحاكم :365/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

صف بندی کا یہ طریقہ نماز جنازہ کے ساتھ خاص ہے کہ امام کے پیچھے مرد اکیلا کھڑا ہو سکتا ہے، جبکہ عام نمازوں میں صف کے پیچھے اکیلے مرد کی نماز نہیں ہوتی۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ، يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ، فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُدْخِلُ عَلٰى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ .

”قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے، جو مدد مانگ رہا ہوتا ہے، وہ منتظر رہتا ہے کہ اس کے باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا پہنچے۔ جب اسے دعا پہنچتی ہے، تو اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی وجہ سے قبروں میں پہاڑوں جتنی رحمت بھیجتا ہے،میت کے لیے اپنے پیاروں کی طرف سے تحفہ یہ ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔''

(شعب الإيمان للبيهقي : 7527)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① فضل بن محمد بن عبداللہ بن الحارث انطا کی ''کذاب'' ہے۔

② محمد بن جابر بن ابی عیاش مصیصی ''غیر معروف'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهُ، وَخَبَرُهُ مُنْكَرٌ جِدًّا .

''میں اسے نہیں جانتا،اس کی یہ حدیث سخت منکر ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 3/496)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ ہاشم بن محمد عمری کہتے ہیں:

أَخَذَنِي أَبِي بِالْمَدِينَةِ إِلٰى زِيَارَةِ قُبُورِ الشُّهَدَاءِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ، وَكُنْتُ أَمْشِي خَلْفَهٗ، فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَى الْمَقَابِرِ رَفَعَ صَوْتَهٗ وَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ، فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، قَالَ: فَأُجِيبَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: فَالْتَفَتَ أَبِي إِلَيَّ وَقَالَ: أَنْتَ الْمُجِيبُ يَا بُنَيَّ؟ فَقُلْتُ: لَا، فَأَخَذَ بِيَدِي وَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهٖ، ثُمَّ أَعَادَ السَّلَامَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ جَعَلَ كُلَّمَا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَدُّوا عَلَيْهِ، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَخَرَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى سَاجِدًا وَشُكْرًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

”دن جمعہ کا تھا، وقت فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا تھا، میرے والد محترم مجھے مدینہ میں شہدا کی قبروں کی زیارت کے لیے لے کر گئے، میں اُن کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جب والد گرامی قبرستان پہنچے، تو قدرے بلند آواز سے کہا: السلام علیکم! تمہارے صبر کی بدولت تمہارے لیے بہترین ٹھکانہ ہے۔ تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آواز آئی: اللہ کے بندے! وعلیک السلام۔ والد محترم میری طرف متوجہ ہوئے، پوچھا: بیٹا! یہ جواب آپ نے دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کرلیا، پھر شہدا کو سلام کہا اور جتنی بار بھی سلام کہا، شہدا نے سلام کا جواب دیا۔ میرے والد نے ایسا تین مرتبہ کیا، پھر وہ اللہ کے شکر کے لیے سجدے میں گر گئے۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي: 3/125، 309)

جواب: حکایت ثابت نہیں۔ ہاشم بن محمد عمری اور اس کا باپ دونوں نامعلوم ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ يَوْمَ مَاتَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ ضُرِبَ عَلٰى قَبْرِهٖ فُسْطَاطٌ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَتَكَلَّمَ النَّاسُ فَأَكْثَرُوا فِي الْفُسْطَاطِ، فَقَالَ عُثْمَانُ : مَا أَسْرَعَ النَّاسِ إِلَى الشَّرِّ ...... هَلْ عَلِمْتُمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ عَلٰى قَبْرِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فُسْطَاطًا؟ قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : فَهَلْ سَمِعْتُمْ عَائِبًا عَابَهٗ؟ قَالُوا : لَا .

''میں نے دیکھا کہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں جب سیدنا حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو اس دن سخت گرمی تھی، حکم رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ لگایا گیا، لوگوں نے خیمہ لگانے پر سخت تنقید کی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ برائی پر کتنی جلدی آمادہ ہو جاتے ہیں۔...... کیا آپ جانتے نہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ لگایا تھا؟ کہنے لگے: جی ہاں، فرمایا: کیا آپ نے کسی کو اعتراض کرتے سنا تھا؟ کہنے لگے: نہیں۔''

(طَبقات ابن سعد : 113/8)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② محمد بن عقبہ قرظی مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵/۳۵۹'' میں ذکر کیا ہے۔

③ صالح بن جعفر کی تعیین وتوثیق نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے!

❁ داؤد بن ابی صالح حجازی سے منسوب ہے:

أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا، فَوَجَدَ رَجُلًا وَّاضِعًا وَجْهَهٗ عَلَى الْقَبْرِ، فَقَالَ : أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ : نَعَمْ، جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهٗ أَهْلُهٗ، وَلٰكِنِ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهٗ غَيْرُ أَهْلِهٖ .

''ایک دن مروان نے دیکھا کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے ہے، مروان نے کہا: معلوم ہے کیا کر رہے ہو؟ اس نے مروان کی طرف چہرہ موڑا تو وہ سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمایا: جی ہاں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں، کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ دین کا والی دین دار شخص بنے تو اس پر مت رونا۔ اس پر تب رونا جب اس کے والی نا اہل لوگ بن جائیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 422/5، المستدرك للحاكم : 515/4)

جواب: سند ضعیف ہے، داود بن ابی صالح حجازی مجہول ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ”مجہول ہے۔“

(ميزان الاعتدال : 9/2)

فائدہ:

یہ روایت قبر کے ذکر کے بغیر معجم کبیر طبرانی (189/4، ح:3999) اور معجم اوسط طبرانی (94/1، ح:284) میں موجود ہے، لیکن اس کی سند بھی ”ضعیف“ ہے۔

① سفیان بن بشر کوفی نا معلوم اور غیر معروف ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ”میں نہیں پہچانتا۔“

(مَجمع الزّوائد : 130/9)

② مطلب بن عبداللہ بن حنطب ”مدلس“ ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ مطلب بن عبداللہ کا سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

④ اس روایت میں طبرانی رحمہ اللہ کے دو استاذ ہیں، ایک ہارون بن سلیمان ابو ذر ہے، وہ ”مجہول“ ہے، دوسرا احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین، وہ ضعیف ہے۔

❀ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَمِعْتُ مِنْهُ بِمِصْرَ، وَلَمْ أُحَدِّثْ عَنْهُ، لِمَا تَكَلَّمُوا فِيهِ .

''میں نے حجاج سے مصر میں احادیث سنی تھیں، لیکن میں انہیں بیان نہیں کرتا، کیونکہ محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 75/2)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ حَدِيثٍ كَثِيرٍ، أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ أَشْيَاءُ، وَهُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ مَعَ ضُعْفِهِ .

''اس کی بہت سی احادیث تھیں، ان میں سے کئی روایات کو محدثین نے منکر قرار دیا ہے، ضعف کے باوجود اس کی حدیث (متابعات وشواہد میں) لکھی جائے گی۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال :198/1)

فائدہ:

اس کی تیسری سند ابوالحسین یحییٰ بن حسن بن جعفر حسینی کی کتاب ''اخبار المدینۃ'' میں آتی ہے۔(شفاء السّقام للسّبكي، ص 343) یہ بھی ضعیف ہے۔

① عمر بن خالد نا معلوم ہے۔

② مطلب بن عبد اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ مطلب کا سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع کا مسئلہ بھی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ، أَوْ أَحَدِهِمَا، فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا .

”جس ہر جمعہ ایک دفعہ اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی، اسے بخش دیا جائے گا اور نیکو کاروں میں لکھ دیا جائے گا۔“

(المعجم الصغير : 955، المعجم الأوسط للطبراني : 6114)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن محمد بن نعمان بن شبل ”متروک ووضاع“ ہے۔

② یحییٰ بن العلاء بجلی ”متہم بالوضع“ ہے۔

③ عبدالکریم بن ابی المخارق ”ضعیف“ ہے۔

④ محمد بن نعمان بصری ”مجہول“ ہے۔

(الضّعفاء للعقيلي : 4/146)

❁ مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا (۲۴۹) اور شعب الایمان للبیہقی (۷۵۲۲) میں یہ روایت محمد بن نعمان بصری (مجہول) سے معضل بھی مروی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَزُورُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ كُلَّ جُمُعَةٍ فَتُصَلِّي وَتَبْكِي عِنْدَهُ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ اپنے دادا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی قبر پر جاتیں، دعا کرتیں اور رو پڑتیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المستدرك للحاكم :370/1، 28/3)

جواب: سند حسن ہے۔

عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے، قبر پر دعا کرتے ہوئے آنسو نکل آنا فطری ہے، البتہ واویلا کرنا، جزع فزع کرنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا جائز نہیں۔

زیارت قبور کے لیے شریعت نے کوئی دن خاص نہیں کیا، البتہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں کوئی دن یا وقت مقرر کر لیتا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْتِي عَلَى الْمَيِّتِ أَشَدُّ مِنْ أَوَّلِ لَيْلَةٍ فِي قَبْرِهٖ فَارْحَمُوا مَوْتَاكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ، قِيلَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يَتَصَدَّقُ بِهٖ عَنْ مَيْتِهٖ، قَالَ : فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً، وَأَلْهَاكُمُ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِينَ مَرَّةً، وَيُهْدِي ثَوَابَهٗ لِمَيِّتِهٖ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلٰى مَيِّتِهٖ سَبْعِينَ مَلَكًا مَعَ كُلِّ مَلَكٍ حُلَّةٌ وَهَدْيَةٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَيُنَوِّرُ لَهٗ فِي قَلْبِهٖ، وَيُوَسَّعُ لَهٗ فِي لَحْدِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ .

''میت پر قبر میں پہلی رات سب سے سخت ہوتی ہے، لہٰذا کچھ صدقہ کر کے اپنے فوت شدگان پر رحم کریں۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یہ استطاعت نہیں کہ وہ اپنی میت کی طرف سے صدقہ کر سکے، فرمایا: پھر اسے چاہیے کہ دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورت فاتحہ، ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس دس مرتبہ سورت تکاثر اور سورت اخلاص پڑھے۔ پھر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور اس کا ثواب اپنی میت کو ادا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس میت کے پاس ستر فرشتے بھیجے گا، ہر فرشتے کے پاس جنتی لباس اور جنتی تحفہ ہوگا، اس کے دل کو منور کر دیا جائے گا اور اس کی قبر کو تا حد نگاہ کھول دیا جائے گا۔''

(هدية الأحياء إلى الأموات للهكّاري : 17)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① مامون بن احمد سلمی مشہور ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② ربیع بن صبیح سی ء الحفظ ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

③ ابوعبداللہ محمد بن صاحب نامعلوم ہے۔

④ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ایوب طرماخی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

❀ محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

بَلَغَنِي أَنَّ آخِرَ مَنْ يَمُوتُ مَلَكُ الْمَوْتِ، يُقَالُ لَهُ : يَا مَلَكَ الْمَوْتِ مُتْ مَوْتًا لَا تَحْيَا بَعْدَهُ أَبَدًا .

''مجھے یہ بات پہنچی کہ سب سے آخر میں جس پر موت طاری ہوگی، وہ ملک الموت ہے، اسے کہا جائے گا: اے ملک الموت! تو بھی مر جا، اس کے بعد تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی زندہ نہیں ہوگا۔''

(الأهوال لابن أبي الدنيا : 58)

جواب: سند ضعیف و منقطع ہے۔

① محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کو یہ بات کس نے پہنچائی؟ معلوم نہیں۔

② اسماعیل بن رافع بن عویمر ضعیف الحفظ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّي هٰذِهٖ؛ جِلِّيَانٌ مِنَ اللّٰهِ جَلَاهُ لِنَبِيِّهٖ كَمَا جَلَا لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهٖ .

''اللہ عزوجل نے میرے لیے دنیا کو بلند کیا، تو میں اسے اور قیامت تک اس میں رونما ہونے والے واقعات دیکھنے لگا، جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشف ہوا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ پہلے انبیا پر کشف کیا۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 141/2، حلية الأولياء لأبي نعيم : 101/6)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① سعید بن سنان ابومہدی حمصی ''متروک'' ہے۔

② بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ الفتن لنعیم بن حماد (۱/ ۲۷) میں بقیہ کی متابعت ہوئی ہے، لیکن یہ کتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باسند صحیح امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ سے ثابت نہیں۔

۞ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجامع الكبير : 176/2)

سوال: دفن کے بعد قبر پر سورت بقرہ کی تلاوت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے سرہانے اور پائینتی (پاؤں کی جانب) سورت بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت ثابت نہیں ہے، اس بارے میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں، ان کی تحقیق پیش خدمت ہے:

۞ عبدالرحمٰن بن العلاء بن لجلاج نے اپنے باپ سے بیان کیا:

''مجھ سے میرے والد لجلاج ابو خالد نے کہا: اے بیٹا! جب میں مر جاؤں تو میرے سرہانے سورت بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا، بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 221/19، مَجمع الزّوائد : 44/3)

سند ''ضعیف'' ہے۔

عبدالرحمٰن بن العلاء ''مجہول الحال'' ہے۔ اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵/۱۰۰'' میں ذکر کیا ہے۔

۞ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهٖ.

''اس (میت) کے سرہانے سورت بقرہ کی ابتدائی اور اس کے پاؤں کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورت بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔“

(المعجم الكبير للطّبراني : 240/12، ح : 13613)

سند سخت ”ضعیف“ ہے۔

① یحییٰ بن عبداللہ بابلتی ”ضعیف“ ہے۔

② ایوب بن نہیک ”ضعیف“ ہے۔

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے ”منکر الحدیث“ اور امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ”ضعیف الحدیث“ کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم :259/1)

③ راجح یہی ہے کہ عطاء بن ابی رباح کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں، سماع کی صراحت کسی راوی کا وہم وخطا ہے۔

تنبیہ:

❁ یہ روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنن کبریٰ بیہقی (۵۶/۴) میں موقوفاً بھی آئی ہے۔ اس کی سند بھی ”ضعیف“ ہے، عبدالرحمٰن بن العلاء ”مجہول الحال“ ہے۔

❁ عامر شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا مَاتَ لَهُمْ مَيِّتٌ اخْتَلَفُوا إِلٰى قَبْرِهٖ يَقْرَؤُونَ عِنْدَهُ الْقُرْآنَ .

”انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا، تو وہ اس کی قبر کے ارد گرد قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔“

(الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال : 123، مصنّف ابن أبي شيبة : 236/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ضعیف ہے۔

① مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے، آخری عمر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا، نیز یہ ''تلقین'' بھی قبول کرتا تھا۔

② حفص بن غیاث ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَحْمَدَ، سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ، فَقَالَ: لَا .

''میں نے سنا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے قبر کے پاس تلاوت کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا: (جائز) نہیں۔''

(مسائل أبي داوٗد، ص 158)

تنبیہ:

بعض کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں رجوع کر لیا تھا، وہ اس روایت سے دلیل پیش کرتے ہیں:

''امام ابوبکر خلال رحمہ اللہ کہتے ہیں، مجھے حسن بن احمد الوراق نے خبر دی، وہ کہتے ہیں، مجھے علی بن موسیٰ الحداد نے بیان کیا جو کہ صدوق ہیں، میں امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن قدامہ جوہری کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا، جب میت کو دفن کیا گیا تو ایک نابینا شخص قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے بیٹھا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس سے کہا، قبر کے پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے، راوی کہتے ہیں، جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن قدامہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا، آپ مبشر حلبی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ثقہ ہے، کہا، کیا میں اس سے روایت لے سکتا ہوں؟ فرمایا، ہاں! انہوں نے کہا، مجھے خبر دی مبشر حلبی نے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن العلاء بن لجلاج سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے والد نے وصیت کی تھی، جب مجھے دفن کر چکو تو میرے سرہانے سورۂ بقرہ کا اول و آخر تلاوت کرنا، کیونکہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے یہی وصیت فرمائی تھی، تو امام احمد رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا: فوراً پلٹ جاؤ اور اس (نابینا) شخص کو کہو کہ وہ قرآنِ مجید پڑھے۔''

(القراءة عند القبور، ص 88، الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال : 122)

سند ضعیف ہے۔

① حسن بن احمد وراق کے حالات نہیں مل سکے۔

② علی بن موسیٰ حداد کی توثیق نہیں مل سکی۔ حسن بن احمد وراق نامعلوم و مجہول کا اسے ''صدوق'' کہنا مفید نہیں۔

❀ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(القراءة عند القبور، ص 88، الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال : 122)

یہ بھی ضعیف ہے۔ عثمان بن احمد بن ابراہیم موصلی کی توثیق نہیں۔

❀ امام عباس بن محمد دوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ مَا يُقْرَأُ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ : مَا أَحْفَظُ فِيهِ شَيْئًا .

''میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ قبر کے پاس کیا پڑھا جائے؟ فرمایا: اس بارے میں مجھے کوئی نص معلوم نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ ابن معین بروایة الدّوري : 5414)

ثابت ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ قبر پر تلاوتِ قرآن کے قائل نہیں تھے۔

الحاصل:

دفن کے بعد قبر پر سورت بقرہ کی ابتدائی و آخری آیات کی تلاوت بے ثبوت عمل ہے، شریعت میں اس کا کوئی جواز نہیں، ویسے بھی مطلق طور پر قبرستان میں تلاوت ممنوع ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

رُشَّ عَلٰی قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءُ رَشًّا، قَالَ : وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلٰی قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ، بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰی انْتَهٰی إِلٰی رِجْلَيْهِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی کے چھینٹے مارے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر چھینٹے مارنے والے سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے سر کی دائیں جانب سے چھینٹے مارنے شروع کیے اور پاؤں تک لے گئے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 577/3)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② حسین بن فرج بغدادی ''ضعیف'' ہے۔

③ حسن بن جہم بن جبلہ اصبہانی ''مجہول'' ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی حیثیت کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

”جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہوئے، ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح بیان کی، لوگوں نے بھی دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تسبیح بیان کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی، لوگوں نے بھی بڑائی بیان کی، پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تسبیح کیوں بیان کی، فرمایا:

لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ .

”اللہ کے اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی، اب اللہ عزوجل نے اسے فراخ کردیا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 360/3، ح: 14934، 377/3، ح: 15094)

جواب: سند حسن ہے، محمود (محمد) بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن جموح ثقہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر دی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ذکر شروع کردیا۔ اس میں یہ بیان نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ نے اس ذکر کا ثواب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ایصال کیا، لہٰذا یہ حدیث مروجہ ایصال ثواب کی دلیل نہیں بن سکتی۔

یاد رہے کہ یہ قبر کی تنگی عذاب قبر نہیں ہے، یہ معاملہ ہر نیک و بد کے ساتھ ہوتا ہے، پھر ہر شخص کے اعمال کے مطابق قبر کشادہ یا تنگ ہوجاتی ہے اور عذاب یا انعام شروع ہوجاتے ہیں۔

سوال: کیا مردہ سلام کا جواب لوٹاتا ہے؟

جواب: قبر والے نہ زندوں کا سلام سنتے نہ انہیں دیکھتے پہچانتے ہیں۔ بعض اہل علم کا یہ کہنا کہ مردے زندوں کا سلام سنتے ہیں اور زائرین کو دیکھتے و پہچانتے ہیں، کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں۔ اس قسم کے دلائل اور ان پر تحقیقی تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّمُرُّ بِقَبْرٍ، كَانَ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهٗ وَرَدَّ عَلَيْهِ.

''قبر والا دنیا میں جس شخص کا واقف تھا، وہ اگر اس کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔''

(مصنّفات أبي العبّاس الأصمّ: 419 (11)، فوائد أبي القاسم تمّام: 139، المعجم الشيوخ لابن جميع الصيداوي: 333، تاريخ بغداد: 139/7، تاريخ ابن عساكر: 38/10، 65/27، سير أعلام النبلاء للذهبي: 590/13)

روایت جھوٹی ہے۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم ''ضعیف'' اور ''متروک'' ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى تَضْعِيفِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ.

''عبدالرحمن بن زید کے ضعیف ہونے پر محدثین کرام کا اتفاق ہے۔''

(العلل المتناهية: 1523)

اس نے اپنے باپ سے جھوٹا نسخہ روایت کیا ہے۔ مذکورہ روایت بھی اس نسخہ سے ہے۔

❁ اس روایت کا ایک موقوف شاہد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ: نَا مَعْنُ ابْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ: أَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ: نَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: [إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَّعْرِفُهٗ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَعَرَفَهٗ، وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَّا يَعْرِفُهٗ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ].

''جب کوئی شخص کسی جاننے والے کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچان بھی لیتا ہے، لیکن جب وہ ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس سے اس کی جان پہچان نہیں تھی اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔''

(شعب الإيمان للبيهقي : 8857، الصارم المُنكي لابن عبد الهادي : 224)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن قدامہ جوہری ''ضعیف'' ہے۔

❀ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مجمع الزوائد :275/1)

② زید بن اسلم کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

''زید بن اسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔''

(تاريخ الدّوري : 1146)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا عَلِمْنَا زَيْدًا سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ہمارے مطابق زید بن اسلم کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔“

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 12/590)

③ ہشام بن سعد جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ اس کا ایک اور موقوف شاہد ہے:

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، قَالَ : مَرَّ أَبُو هُرَيْرَةَ وَصَاحِبٌ لَّهٗ عَلٰى قَبْرٍ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : سَلِّمْ ! فَقَالَ الرَّجُلُ : أُسَلِّمُ عَلٰى قَبْرٍ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : [إِذَا كَانَ رَاٰكَ فِي الدُّنْيَا يَوْمًا قَطُّ، إِنَّهٗ لَيَعْرِفُكَ الْآنَ].

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی سے فرمایا: سلام کہیں۔ اس نے عرض کیا: کیا میں قبر پر سلام کہوں؟ فرمایا: اگر اس قبر والے نے دنیا میں ایک دن بھی تمہیں دیکھا ہوگا تو وہ اب تمہیں ضرور پہچان لے گا۔“

(الصّارم المُنكي لابن عبد الهادي، ص 224)

سند جھوٹی ہے۔

① یحییٰ بن علاء رازی ”کذاب“ اور ”وضاع“ ہے۔

② محمد بن عجلان کا عنعنہ ہے۔

③ زید بن اسلم کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ اس سلسلہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت یوں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا : حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ عَوْنٍ : حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادِ بْنِ سَمْعَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ، وَيَجْلِسُ عِنْدَهٗ، إِلَّا اسْتَأْنَسَ، وَرَدَّ عَلَيْهِ، حَتّٰى يَقُومَ» .

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی قبر پر جاتا ہے اور وہاں بیٹھ جاتا ہے تو قبر والا اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور جب تک وہ بیٹھا رہتا ہے، اس کی باتوں کا جواب بھی دیتا رہتا ہے۔''

(الصّارم المُنكي لابن عبد الهادي، ص 224)

جھوٹی روایت ہے۔عبداللہ بن زیاد بن سمعان ''متروک وکذاب'' ہے۔

❀ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ مَّرَّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ، كَانَ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهٗ، وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ .

''جو اپنے کسی ایسے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جو دنیا میں اسے جانتا تھا اور اسے سلام کہے تو وہ ضرور اسے پہچان لے گا اور سلام کا جواب دے گا۔''

(الاستذكار لابن عبد البرّ :234/1)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① فاطمہ بنت ریان مستملی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② ابوعبداللہ عبید بن محمد کی توثیق نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(أهوال القبور، ص 86)

لہٰذا متاخرین اہل علم کا اس روایت کی تصحیح کرنا محل نظر ہے۔

❀ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَلِّمُوا عَلٰى إِخْوَانِكُمْ هٰؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ، فَإِنَّهُمْ يَرُدُّونَ عَلَيْكُمْ.

''اپنے ان شہید بھائیوں کو سلام کہا کرو، کیونکہ یہ تمہیں جواب دیتے ہیں۔''

(الكامل لابن عدي: 1582/4)

جھوٹی روایت ہے۔

① یحییٰ بن عبد الحمید حمانی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البدر المنير: 224/3)

② عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم ''ضعیف'' اور ''متروک'' ہے۔

اس نے اپنے باپ سے ایک جھوٹا نسخہ بھی روایت کیا ہے، یہ روایت بھی وہ اپنے باپ سے بیان کر رہا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشْهَدُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَاءُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأْتُوهُمْ وَزُورُوهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، إِلَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رُدُّوا عَلَيْهِ .

”میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ روزِ قیامت اللہ کے ہاں شہید شمار ہوں گے۔تم ان کے پاس آیا کرو اور ان کی قبروں کی زیارت کیا کرو۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے دن تک جو بھی ان کو سلام کہے گا، یہ اس کا جواب دیں گے۔“

(المستدرك للحاكم : 271/2، الرقم : 2977)

سند سخت ضعیف ہے۔امام حاکم رحمہ اللہ کے استاذ ابوالحسین عبیداللہ/عبداللہ بن محمد، قطیعی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحْسِبُهُ مَوْضُوعًا . ”میرے خیال میں یہ روایت من گھڑت ہے۔“

(تلخيص المستدرك : 271/2)

معجم کبیر طبرانی (364/20) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن علاء ”متروک وکذاب“ ہے۔

② ابو بلال اشعری کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(سنن الدارقطني :220/1)

اس روایت میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر وہم یا تصحیف ہے، کیونکہ طبرانی کی سند سے یہی روایت حلیۃ الاولیاء (108/1) میں موجود ہے، جسے عبید بن عمیر ”مرسل“ بیان کرتے ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔اسی طرح طبقات ابن سعد (121/3) میں بھی عبید بن عمیر یہ روایت ”مرسل“ ہی بیان کرتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: میاں بیوی کا جھگڑا چل رہا تھا، تو شوہر نے غصے میں آ کر کہا کہ ''اگر تم میری بات نہیں مان رہی، تو میں تمہیں۔۔۔'' اتنی بات کہی تھی کہ بیوی نے شوہر کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور وہ آگے طلاق کے الفاظ نہیں بول سکا، کیا اس طرح طلاق ہوئی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت حال کے مطابق طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ اگرچہ شوہر نے طلاق کا ارادہ کیا تھا، مگر طلاق کے الفاظ نہیں بول سکا، لہٰذا طلاق نہیں ہوئی۔

سوال: بیوی کے مطالبہ پر شوہر نے (I talaaq you) کہہ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیوی کے مطالبہ پر دی گئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: ایک شخص نے بیوی سے کہا: (It's all over) ''سب کچھ ختم ہو گیا۔'' کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی؟

جواب: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں، ان الفاظ سے اگر شوہر نے طلاق مراد لی ہے، تو طلاق واقع ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

سوال: ''اپنا مطبخ لے کر چلی جاؤ۔'' کہنے سے طلاق واقع ہوئی؟

جواب: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں، شوہر کی نیت وارادہ کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

سوال: شوہر بیوی سے کہے: ''نکاح سالم نہیں رہا۔'' کیا طلاق واقع ہوئی؟

جواب: یہ طلاق کے غیر صریح الفاظ ہیں، طلاق کا حکم نیت پر منحصر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اپنی بیوی کو ''طلاقن'' کہہ کر مخاطب کیا، کیا حکم ہے؟

جواب: اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔

سوال: بیوی پاس موجود ہے، پھر بھی طلاق لکھ کر دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: لکھی ہوئی طلاق کا وہی حکم ہے، جو زبانی طلاق کا ہے، بیوی پاس موجود ہو، یا نہ ہو، خواہ بیوی پڑھ لے یا نہ پڑھے، بہر صورت بیوی کی طرف نسبت کر کے طلاق لکھ دی، تو وہ واقع ہو جائے گی۔

سوال: ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ ''اگر آج آندھی آئی، تو تجھے طلاق۔'' پھر اسی روز آندھی آ گئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنے سے طلاق ہو جاتی ہے، مگر طلاق کا وقوع اس وقت ہوتا ہے، جب شرط پائی جاتی ہے، نہ کہ اس وقت، جب مشروط طلاق دی تھی۔ اگر شرط نہ پائی جائے، تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بہر حال مذکورہ صورت میں چونکہ شرط پوری ہوگئی، لہٰذا ایک طلاق واقع ہو چکی ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ ''اگر میں فلاں رافضی کی مجلس میں جاؤں، تو میری بیوی کو طلاق۔'' پھر وہ رافضی کی مجلس میں چلا گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ مشروط (معلق) طلاق ہے، چونکہ شرط پائی گئی، لہٰذا طلاق واقع ہوگئی۔

سوال: کیا عدت وفات شوہر کے دوران نہانا، سر دھونا اور تیل لگانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، عدت وفات شوہر کے دوران نہانا، سر دھونا اور تیل لگانا جائز ہے، صرف ظاہری زیب وزینت اور نمود ونمائش منع ہے۔ خوشبودار تیل نہ لگائے۔

سوال: کیا عدت وفات شوہر کے دوران نیا لباس پہنا جا سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): نیا لباس پہن سکتی ہے، مگر وہ زرق برق نہ ہو، جس سے زیب وزینت ظاہر ہوتی ہو۔

(سوال): کیا عدت وفات شوہر میں ایک ہی کمرہ میں رہنا چاہیے یا گھر کے کسی بھی کمرہ میں آجا سکتی ہے؟

(جواب): عدت وفات شوہر میں عورت کے لیے گھر کی چاردیواری میں رہنا ضروری ہے، وہ گھر کے کسی بھی کمرے میں جا سکتی ہے، صحن میں بھی بیٹھ سکتی ہے۔

(سوال): ایک شخص کی بیوی کو اغوا کر لیا گیا، ایک عرصہ تک اسے قید میں رکھا گیا، اس دوران بچہ پیدا ہوا، شوہر نے اسے طلاق بھی نہیں دی، واپس آنے کے بعد وہ بچہ کس کی طرف منسوب ہوگا؟

(جواب): مذکورہ صورت میں بچے کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، اغوا کرنے والے نے زنا کیا، اس کی سزا رجم ہے، زانی سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، آپ اس کو اپنی نگہداشت میں لے لینا، فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اٹھا لیا اور دعوی کیا کہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے، عبد بن زمعہ نے احتجاج کیا کہ یہ بچہ تو میرے باپ زمعہ کی لونڈی سے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، لہٰذا میرے باپ کی اولاد ہے۔ جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا، سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ اسے اپنی پرورش میں لے لوں، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میرے باپ کی لونڈی کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بچہ ہے اور اس نے میرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔ لہٰذا یہ میرے باپ زمعہ ہی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ! یہ لڑکا آپ کے پاس رہے گا، پھر فرمایا: بچہ اس کا ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی رجم ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے محسوس کیا کہ اس لڑکے کی مشابہت عتبہ کے ساتھ ہے، اس لئے ام المومنین، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جو زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس لڑکے کی بہن بنتی تھیں، کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کریں، لہٰذا وہ لڑکا تا وقت وفات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ نہیں سکا۔''

(صحيح البخاري: 2053، صحيح مسلم: 1457)

ذرا غور فرمائیں کہ اس مشابہت کے باوجود نبی کریم ﷺ نے نومولود کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، حالانکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی، مقصود یہ قاعدہ سمجھانا تھا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہو، البتہ زانی کو کوڑے ضرور لگیں گے۔

سوال: ایک عورت نے اپنا دودھ پانی میں ملا کر بچے کو پلایا، کیا اس طرح کے مخلوط دودھ سے رضاعت ثابت ہوسکتی ہے؟

جواب: دودھ میں پانی وغیرہ ملا کر پلایا جائے، تب بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، مگر یاد رہے کہ رضاعت کم از کم پانچ مرتبہ مدت رضاعت یعنی دو سال میں سیر ہو کر دودھ پینے سے حاصل ہوتی ہے، اس سے کم بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''پہلے قرآنِ مجید میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہونے کا حکم نازل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات (کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت قریب) تک قرآنِ کریم میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1452)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بچہ پانچ سے کم دفعہ کسی عورت کا دودھ پی لے، تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ اگرچہ پانچ دفعہ والی آیت کی قرائت اب قرآنِ کریم میں نہیں ہوتی، لیکن حکم باقی ہے۔

❁ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم کے متعلق ان کی بیوی، سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضْعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

''اس کو پانچ دفعہ دودھ پلا دیں، وہ رضاعت کی بنا پر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرح ہو جائے گا۔''

(المؤطّأ للإمام مالك : 605/2، وأصله في صحيح البخاري : 5088، مسند الإمام أحمد : 201/6، 271، والسياق لهٗ)

سوال: کیا خون دینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟

جواب: رضاعت صرف مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ سیر ہو کر دودھ پینے سے حاصل ہوتی ہے۔ خون یا کوئی عضو دینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال: کیا وضع حمل کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں؟

جواب: بیوی اور بچوں کے تمام بنیادی اخراجات بذمہ شوہر ہیں۔ زچگی کے وقت اٹھنے والے اخراجات بھی بنیادی ضرورت ہیں اور ان کا تعلق براہِ راست شوہر کے بچوں کے ساتھ بھی ہے، لہٰذا یہ تمام تر اخراجات بذمہ شوہر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا بیوی اپنے غیر مسلم والدین کی زیارت کے لیے جا سکتی ہے؟

جواب: غیر مسلم اور کافر والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم ہے، صرف دین کے معاملہ میں ان کی بات نہیں ماننی، باقی تمام اُمور میں ان سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم ہے اور کافر والدین کی خدمت و خاطر پر بھی اجر و ثواب ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان: ۱۵)

''اور اپنے والدین کے ساتھ دنیوی اُمور میں نیک برتاؤ رکھو۔''

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو اپنی مشرک ماں سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔

(صحيح البخاري: 2620، صحيح مسلم: 1003)

سوال: میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: میاں بیوی ایک دوسرے کا ستر دیکھ سکتے ہیں، ممانعت یا کراہت ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں؛

❁ سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ، وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ .

''جب آپ بیوی سے مقاربت اختیار کریں، تو باپردہ ہو کر کریں، گدھے اور گدھی کی طرح برہنہ مت ہوں۔''

(سنن ابن ماجه: 1921)

سند ضعیف ہے۔ احوص بن حکیم ''ضعیف'' ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

مَا نَظَرْتُ، أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ .

''میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔''

(سنن ابن ماجه: 662، 1922)

سند ضعیف ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی یا غلام کون ہے؟مبہم ونامعلوم ہے۔

❀ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(المعجم الأوسط للطّبراني: 2197)

سند ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② قتادہ کا عنعنہ ہے۔

❀ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ إِمَامٌ فِي التَّدْلِيسِ .

''قتادہ تدلیس کے امام ہیں۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي: 155/3)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو''غیر ثابت''قرار دیا ہے۔

(علل الدّارقطني: 3444)

سوال: بیوی سے ملاعبت میں انگلی استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شوہر کے لیے بیوی سے ملاعبت (جماع سے پہلے کھیل کود) کے دوران انگلی استعمال کرنا جائز نہیں، یہ عبث فعل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: عورت سے استمناء بالید کرانے کا حکم کیا ہے؟

جواب: استمناء بالید قبیح فعل ہے، کئی ایک ہلاکت خیزیاں اس میں مضمر ہیں، خود کرے یا کسی سے کرائے، بہرصورت جائز نہیں۔

سوال: کیا عورت اپنے شوہر کی خوشنودی کے لیے اپنے پستان بڑے کرسکتی ہے؟

جواب: اگر ایسا ممکن ہے، تو کرسکتی ہے، اس میں مضائقہ نہیں۔

سوال: کیا عورت اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے مصنوعی آلات کا استعمال کر سکتی ہے؟

جواب: یہ غیر فطری عمل ہے، شرعاً ناجائز ہے۔ اس میں کئی طبی نقصانات ہیں۔

سوال: کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو نام سے پکار سکتے ہیں؟

جواب: پکار سکتے ہیں۔

سوال: ایک شخص کا گھر والوں سے جھگڑا ہوا، وہ یہ کہہ کر ''اللہ کی قسم! میں گھر میں قدم نہ رکھوں گا۔'' گھر سے نکل گیا، کچھ گھنٹوں بعد گھر والوں سے صلح ہو گئی، اب وہ گھر آنا چاہتا ہے، تو کیا کرے؟

جواب: اسے چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا .

''میں کسی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعد ازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 3133، صحيح مسلم : 1649)

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ .

”جب آپ کوئی کام کرنے کی قسم کھائیں، پھر (کوئی) دوسرا کام اس سے بہتر دیکھیں، تو بہتر کام کر لیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔“

(صحيح البخاري : 6722، صحيح مسلم : 1652)

سوال: خانہ کعبہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: خانہ کعبہ کی قسم کھانا جائز نہیں، کیونکہ یہ غیر اللہ کی قسم ہے۔

❀ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

”جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھا دے۔“

(الهِداية : 318/2)

❀ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

”کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔“

(البحر الرّائق : 311/4)

سوال: اگر کسی نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو گیا، تو میں روزانہ ایک ہزار مرتبہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

درود پڑھوں گا، کیا حکم ہے؟

(جواب): ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کی نذر صحیح ہے اور کام ہونے کی صورت میں اتنی مرتبہ درود پڑھنا لازم ہو جائے گا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهٖ.

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔''

(صحيح البخاري: 6696، 6700، موطأ الإمام مالك: 476/2)

(سوال): ایک شخص نے مختلف اُمور میں کئی قسمیں کھائیں، کیا اس پر ایک کفارہ ہے یا ہر قسم کا کفارہ الگ الگ ہے؟

(جواب): جب معاملہ مختلف ہے، تو حانث ہونے پر ہر قسم کا مستقل کفارہ ادا کیا جائے گا، البتہ ایک ہی معاملہ میں کئی بار قسمیں اٹھائی ہیں، تو اس پر ایک کفارہ ہوگا۔

(سوال): کیا رجم قرآن سے ثابت ہے؟

(جواب): رجم حق ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود تھا، بعد میں تلاوت منسوخ ہو گئی اور حکم باقی رہا، متواتر احادیث سے ثابت ہے، ہر دور کے علما نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

❁ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ قَرَأْنَا فِيهَا: «اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ».

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے سورت احزاب میں پڑھا تھا :«الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ» ''شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں، تو انہیں قطعی طور پر رجم کر دو، یہ اللہ کی طرف سے ان کی سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

(زوائد عبد اللّٰه بن أحمد : 132/5، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۴۲۸) نے صحیح، امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۳۵۹) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ امام کثیر بن صلت رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''صحابہ جب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے مصحف لکھ رہے تھے، تو اس آیت پر پہنچے، تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ''شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں، تو ان کو قطعی طور پر رجم کر دو کہ یہ اللہ و رسول کی طرف سے سزا ہے۔''

(مسند أبي داود الطّيالسي : 615، مسند الإمام أحمد : 183/5، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ (۴/ ۳٦۷) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ امام طبری رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(تهذيب الآثار [مسند عمر] : 870/2)

❁ ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ أُنْزِلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ وَرَضَعَاتُ الْكَبِيرِ عَشْرًا، فَكَانَتْ فِي وَرَقَةٍ تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِي، فَلَمَّا اشْتَكٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَاغَلْنَا بِأَمْرِهٖ، وَدَخَلَتْ دُوَيْبَةٌ لَنَا فَأَكَلَتْهَا.

”رجم کی آیت اور دس رضاعات کی آیت نازل ہوئی تھیں اور وہ میرے گھر میں ایک ورق پر لکھی ہوئی چار پائی کے نیچے رکھی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو ہم اپنے معاملے میں مشغول ہو گئے اور ہماری ایک بکری آئی، انہیں کھا گئی۔“

(مسند الإمام أحمد : 269/6، وسندہٗ حسنٌ)

رجم متواتر احادیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔خوارج اس کے منکر ہیں۔

سوال: جادوگر نے جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کر دیا، تو کیا اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا؟

جواب: اسے قتل کیا جائے گا۔

سوال: غیر اللہ کی قسم کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ کی قسم کھانا اس کی تعظیم ہے۔جب آپ کسی اور کی قسم کھاتے ہیں تو اسے اللہ کی تعظیم میں شریک بنا لیتے ہیں، یہ توحید کے منافی ہے۔اس لئے اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔نیز یہ حرام، ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْحَلِفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ وَلَا عَلٰى حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ وَهٰذَا أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ.

”کسی بھی صورت یا کسی بھی حال میں غیر اللہ کی قسم اٹھانا جائز نہیں، اس پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اجماع ہے۔‘‘

(التّمهيد لما فى المؤطّا من المَعانى والأسانيد : 336/4)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : السِّرُّ فِي النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللَّهِ أَنَّ الْحَلِفَ بِالشَّيْءِ يَقْتَضِي تَعْظِيمَهُ وَالْعَظَمَةُ فِي الْحَقِيقَةِ إِنَّمَا هِيَ لِلّٰهِ وَحْدَهُ .

’’اہل علم کہتے ہیں کہ کسی چیز کی قسم اٹھانا اس کی تعظیم اور عظمت کا اقرار ہے اور حقیقی عظمت صرف اللہ کے لئے ہے، اس لئے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔‘‘

(فتح الباري : 351/11)

❁ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو باپ کی قسم کھاتے سنا، تو فرمایا:

اَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ .

’’اللہ نے آبا و اجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ جس نے قسم کھانی ہو، وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ خاموش ہو رہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 6646، صحيح مسلم : 1646)

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

’’نہ اپنے آبا کی قسمیں کھاؤ اور نہ ہی بتوں کی۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحیح مسلم : 1648)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ : فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا .

”بلاشبہ اللہ نے آباء واجداد کی قسم اٹھانے سے منع کیا ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے، تب سے میں نے ماں باپ کی قسم نہیں اٹھائی، جان بوجھ کر، نہ نقل کرتے ہوئے۔“

(صحیح البخاري : 6647، صحیح مسلم : 1646)

❁ سیدہ قتیلہ بنت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا:

إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ، وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ تَقُولُونَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، وَتَقُولُونَ : وَالْكَعْبَةِ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا : وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَيَقُولُونَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شِئْتَ .

”آپ غیر اللہ کی پکار کرتے ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں، آپ کہتے ہیں: جو اللہ نے چاہا اور جو آپ نے چاہا، آپ کہتے ہیں، کعبہ کی قسم! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ قسم اٹھانے کا ارادہ ہو، تو یوں کہیں: کعبہ کے رب کی قسم! صحابہ اس کے بعد یوں کہتے تھے کہ جو اللہ نے چاہا، پھر آپ نے چاہا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 371/6، سنن النّسائي : 3773، وسنده حسنٌ)

امانت کی قسم کھانے کی شدید ممانعت وارد ہوئی ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا .

''جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن أبي داوٗد : 3253، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (4363) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (298/4) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

امانت اللہ کی صفت نہیں، بلکہ مخلوق ہے۔ ثابت ہوا مخلوق کی قسم کھانا ممنوع ہے۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهٖ : وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَلْيَقُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''جس نے لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی، تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے۔''

(صحيح البخاري : 4860، صحيح مسلم : 1647)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى مَنْ سَبَقَ لِسَانُهٗ فِي ذٰلِكَ، كَمَا كَانَتْ أَلْسِنَتُهُمْ قَدِ اعْتَادَتْهُ فِي زَمَنِ الْجَاهِلِيَّةِ .

''زمانہ جاہلیت میں چوں کہ ایسی قسمیں عادت بن چکی تھیں، اس لئے فرمایا گیا کہ حسب عادت اگر ایسا کلمہ زبان سے نکل جائے، تو لا الہ الا اللہ پڑھ لیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر ابن کثیر : 30/4)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَ فِي الصَّحَابَة مَنْ هُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْحِلْفِ بِهَا قَبْلَ إِسْلَامِهٖ فَرُبَّمَا سَبَقَ لِسَانُهٗ إِلَى الْحِلْفِ بِهَا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَادِرَ بِقَوْلِ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لِيُكَفِّرَ بِذٰلِكَ مَا سَبَقَ إِلٰى لِسَانِهٖ .

”بعض صحابہ چونکہ نو مسلم ہونے کی وجہ سے غیر اللہ کی قسمیں اٹھانے کے زمانہ کے قریب تھے، اس لئے بسا اوقات ان کے زبان سے ایسی قسم نکل جاتی تھی، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ فورا لا الہ الا اللہ کہہ دیں، سبقت لسانی کا کفارہ بن جائے گا۔“

(الکبائر، ص 101)

✿ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَيْ بِلَا قَصْدٍ بَلْ عَلٰى طَرِيقِ جَرْيِ الْعَادَةِ بَيْنَهُمْ لِأَنَّهُمْ كَانُوا قَرِيبِي عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ) اسْتِدْرَاكًا لِمَا فَاتَهٗ مِنْ تَعْظِيمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي مَحَلِّهٖ وَنَفْيًا لِمَا تَعَاطٰى مِنْ تَعْظِيمِ الْأَصْنَامِ صُورَةً وَأَمَّا مَنْ قَصَدَ الْحَلِفَ بِالْأَصْنَامِ تَعْظِيمًا لَهَا فَهُوَ كَافِرٌ نَعُوذُ بِاللّٰهِ .

”اس سے مراد وہ قسم ہے، جو بلا ارادہ منہ سے نکل جائے، وہ لوگ چوں کہ نئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نئے مسلمان تھے، اس لئے انہیں حکم ہوا کہ ایسی صورت میں فوراً لا الہ الا اللہ پڑھ لیں، یہ بتوں کی اس تعظیم کا کفارہ ہو جائے گا، جو بلا ارادہ منہ سے نکل گئی اور اللہ کی تعظیم کا اقرار ہو جائے گا جو پہلے نہیں ہو سکا۔ رہا جان بوجھ کر غیر اللہ کی قسم اٹھانے کا مسئلہ، تو یہ کفر ہے، اللہ محفوظ رکھے۔''

(حاشية السّندي على سنن النسّائي :645/1)

❁ سعد بن عبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ رَجُلًا عِنْدَهٗ مِنْ كِنْدَةَ، فَأَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: فَجَاءَ الْكِنْدِيُّ فَزِعًا فَقَالَ: جَاءَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَحْلِفُ بِالْكَعْبَةِ، فَقَالَ: لَا، وَلٰكِنِ احْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْلِفْ بِأَبِيكَ، فَإِنَّهٗ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ.

''میں اور کندہ قبیلے کا ایک شخص سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی محفل میں تھے، میں وہاں سے اٹھ کر سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی مجلس میں آ گیا، اتنے میں کندی بھی چلا آیا، وہ ڈرا ہوا تھا، کہنے لگا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ میں کعبہ کی قسم کھاتا ہوں، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہنے لگے کعبہ کی نہیں، رب کعبہ کی قسم کھائیے۔ (ایک دفعہ کی بات ہے کہ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی قسم کھائی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باپ کی قسم مت کھائیے، کیونکہ غیر اللہ کی قسم شرک ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 2/87، 125، السّنن الكبريٰ للبيهقي : 10/29)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : مَنْ قَالَ فِي حَلِفِهٖ : وَاللَّاتِ، وَالعُزّٰى فَلْيَقُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ : هٰذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : إِنَّ الرِّيَاءَ شِرْكٌ .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لات وعزی کی قسم کھا بیٹھے، تو فورا الہ الا اللہ پڑھ لے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ریا شرک ہے۔ ان دونوں احادیث کا مطلب ایک ہی ہے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1535)

❀ قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ .

”طاغوت کی اور آباء کی قسم مت اٹھائیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 12285، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لٰكِنَّهٗ أُرِيدَ أَنْ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكَانَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ جَعَلَ مَنْ حَلَفَ بِهٖ كَمَا اللّٰهِ تَعَالٰى مَحْلُوفًا بِهٖ وَكَانَ بِذٰلِكَ قَدْ جَعَلَ مَنْ حَلَفَ بِهٖ أَوْ مَا حَلَفَ بِهٖ شَرِيكًا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِيمَا يَحْلِفُ بِهٖ، وَذٰلِكَ عَظِيمٌ فَجُعِلَ مُشْرِكًا بِذٰلِكَ شِرْكًا غَيْرَ الشِّرْكِ الَّذِي يَكُونُ بِهٖ كَافِرًا بِاللّٰهِ تَعَالٰى خَارِجًا مِنَ الْإِسْلَامِ .

''مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں، غیر اللہ کی قسم کھانے والا، اسے قسم میں اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔تو گویا غیر اللہ کی قسم کھانے والے نے شرک کا ارتکاب کیا،لیکن یہ شرک وہ نہیں، جس سے انسان کافر ہو جائے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔''

(مشكل الآثار : 297/2)

مطلب یہ کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانے والا،شرک اصغر کا مرتکب ہے، جو کہ حرام وممنوع ہے۔اس سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا، کیونکہ یہ اعتقادی شرک نہیں۔

❀ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَرَادَ بِقَوْلِهٖ : قَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ، شِرْكُ الْأَعْمَالِ وَكُفْرُهَا وَلَيْسَ الْمُرَادُ شِرْكُ الْاِعْتِقَادِ وَلَا كُفْرُهٗ .

''یہاں اعمال کا کفر وشرک مراد ہے، نہ کہ اعتقاد کا۔''

(عارضة الأحوذي : 19/7)

❀ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ سَيِّئَةٌ، وَالْحَسَنَةُ تَمْحُو السَّيِّئَةَ، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً، فَأَتْبِعْهَا حَسَنَةً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَمْحُهَا، وَلِأَنَّ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ، فَقَدْ عَظَّمَ غَيْرَ اللّٰهِ تَعْظِيمًا يُشْبِهُ تَعْظِيمَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَلِهٰذَا سُمِّيَ شِرْكًا؛ لِكَوْنِهٖ أَشْرَكَ غَيْرَ اللّٰهِ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي تَعْظِيمِهٖ بِالْقَسَمِ بِهٖ، فَيَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، تَوْحِيدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَبَرَاءَةً مِنَ الشِّرْكِ.

''غیر اللہ کی قسم گناہ ہے اور نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ ''نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گناہ ہو جائے، تو ساتھ نیکی بھی کر لیں، گناہ مٹ جائے گا۔'' چوں کہ غیر اللہ کی قسم کھانے والا، اللہ کی تعظیم میں اسے شریک بنا دیتا ہے۔اسی لئے غیر اللہ کی قسم کو شرک کہا گیا ہے۔یہ قسم کھا بیٹھیں، تو فوراً لا الہ الا اللہ کہہ دیں، شرک سے براءت کا اعلان ہو جائے گا۔''

(المُغني: 438/13)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرُوا إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ عَلٰى ذٰلِكَ بَلْ ذٰلِكَ شِرْكٌ مَّنْهِيٌّ عَنْهُ.

''اہل علم نے غیر اللہ کی قسم کے ناجائز ہونے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے، بلکہ یہ ممنوع شرک ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 290/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْلِفَ بِمَخْلُوقٍ كَالْكَعْبَةِ وَنَحْوِهَا.

''علماء کا اتفاق ہے کہ مخلوق مثلاً کعبہ وغیرہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مجموع الفتاویٰ : 398/3)

تنبیہ بلیغ:

❁ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، امور اسلام سے متعلق سوال کیے، آپ ﷺ نے رہنمائی فرمائی، تو کہنے لگا: میں اس سے زیادہ کروں گا نہ کم، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَفْلَحَ، وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ .

''اگر سچا ہے، تو اس کے باپ کی قسم! یہ کامیاب ہو گیا۔''

(صحیح مسلم : 11)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کون سا صدقہ اجر کے لحاظ سے افضل ہے؟ فرمایا:

أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ أَنْ تَصَدَّقَ ....

''آپ کے باپ کی قسم! آپ کو اس بات سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ صدقہ کریں......۔''

(صحیح مسلم : 1032)

قصداً غیر اللہ کی قسم اٹھانا اسلام کے کسی دور میں جائز نہیں رہا، البتہ ابتدائے اسلام میں اگر کوئی بلا قصد و ارادہ مخلوق کی قسم اٹھا لیتا، تو مواخذہ نہیں تھا، بعد میں بغیر ارادے کے قسم اٹھانا بھی ممنوع ہو گیا۔ اب اگر کوئی بلا ارادہ بھی غیر اللہ کی قسم کھائے گا، تو گناہ گار ہے اور توبہ لازم ہے۔ رہا رسول اللہ ﷺ کا مخلوق کی قسم اٹھانا، تو یہ ابتدائے اسلام کی بلا قصد قسموں میں سے ہے، جن سے بعد میں منع کر دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کسی شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ فلاں کو قتل کرے، تو قصاص کس سے لیا جائے؟

جواب: مجبور کرنے والے کو قصاصاً قتل کیا جائے گا، البتہ جس کو مجبور کیا گیا ہے، اس کی مجبوری کی نوعیت دیکھی جائے گی، اس اعتبار سے فیصلہ ہوگا۔

سوال: جو شخص کسی مہلک بیماری کا شکار ہو، سخت تکلیف میں ہو، صحت یابی کی اُمید ختم ہو جائے، تمام ڈاکٹرز بھی جواب دے دیں، تو کیا ایسے مریض کو راحت پہنچانے کے لیے قتل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ایسے قتل کو ''رحیمانہ قتل'' کہا جاتا ہے۔ یہ قتل جائز نہیں۔ اس قتل پر اگر مریض راضی ہو، تو خودکشی ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو، مگر لواحقین قتل کریں، تو جان لینے والے قاتل ہیں۔ مسلمان کو صبر و استقامت کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرنا چاہیے، ہر تکلیف اور پریشانی پر اجر و ثواب ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرۃ: ۱۹۵)

''خود کو ہلاکت میں مت ڈالو۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ (النّساء: ۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اپنے آپ کو قتل مت کرو۔“

❁ سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .

”پچھلی اُمتوں میں ایک بندہ تھا، جو شدید زخمی ہوا اور سخت گھبراہٹ کا شکار ہو گیا، اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، جس سے خون بند نہ ہوا اور فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس بندے نے میرے پاس آنے میں جلدی مچائی، لہٰذا میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔“

(صحيح البخاري : 3463، صحيح مسلم : 113)

سوال: کیا کسی مسلمان کو کافر کہنے پر تعزیری سزا ہے؟

جواب: مسلمان کو کافر کہنا کبیرہ گناہ ہے۔ تکفیر انتہائی حساس مسئلہ ہے، جو فقط ماہر علما کے سپرد ہونا چاہیے، ہر کسی کو علم تکفیر بلند کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی نے مسلمان کو کافر کہا، تو اسے حاکم وقت تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

سوال: تعزیری سزا کن گناہوں پر ہے؟

جواب: جن گناہوں پر شریعت نے حدود مقرر نہیں کیں، ان میں حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ اصحاب شوریٰ کی مشاورت سے کوئی بھی سزا مقرر کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ شریعت نے جن جرائم پر حدود مقرر کر دی ہیں، ان میں تعزیری سزا دینا جائز نہیں، بلکہ حدود کا نفاذ ضروری ہے، ورنہ حاکم روز قیامت جواب دہ ہوگا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا تعزیری طور پر سوشل بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تعزیری سزا کے لیے سوشل بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا کعب بن مالک، سیدنا مرارہ بن ربیع عمری اور سیدنا ہلال بن اُمیہ واقفی رضی اللہ عنہم سے پچاس دن تک بائیکاٹ کیا گیا۔

(صحيح البخاري: 4418، صحيح مسلم: 2769)

سوال: کیا سوشل بائیکاٹ میں مسجد میں حاضر ہونے سے روکا جا سکتا ہے؟

جواب: سوشل بائیکاٹ صرف دنیاوی اُمور میں کیا جا سکتا ہے، کسی نیکی سے روکنا جائز نہیں۔ جس شخص سے بائیکاٹ کیا گیا ہے، وہ جماعت، جمعہ، عیدین وغیرہ میں حاضر ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جس میں مخلوق کو تصرف کی اجازت نہیں۔

سوال: مریض کا علاج کرتے ہوئے ڈاکٹر نے کوتاہی برتی اور مریض کو نقصان پہنچا دیا، پھر اس نے اپنی غلطی پوشیدہ رکھنے کے لیے مریض کو کچھ رقم دی، کیا مریض کے لیے وہ رقم لینا جائز ہے؟

جواب: ماہر طبیب اگر پوری ایمانداری اور محنت سے کام کرے اور مریض کا نقصان ہو جائے، تو طبیب ذمہ دار نہ ہوگا، البتہ اگر وہ کوتاہی برتے، تو اسے ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں مریض ڈاکٹر سے رقم وصول کر سکتا ہے۔

سوال: بعض ملازم پٹرول پمپ پر کام کرتے ہیں، وہ غفلت اور عجلت کی وجہ سے زیادہ پٹرول ڈال دیتے ہیں، کیا زائد پٹرول کی قیمت مالک اپنے ملازم سے وصول کر سکتا ہے؟

جواب: ملازمین کے لیے ضروری ہے کہ اپنا کام ایمانداری اور احتیاط سے کریں، اگر اپنے بے احتیاطی اور غفلت کی وجہ سے مالک کا نقصان کر دیں، تو مالک اس کا ہرجانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصول کرنے کا مجاز ہوگا۔ مذکورہ صورت میں بھی مالک اپنے ملازم سے زائد پٹرول کی قیمت وصول کرسکتا ہے۔

سوال: بلا اجازت کار لے گیا، اس کا ایکسیڈنٹ ہوگیا، کیا کار کا مالک اپنی کار کا نقصان وصول کرسکتا ہے؟

جواب: اگر اجازت سے کار لے کر گیا ہو، تو بھی کار کے نقصان کی ذمہ داری کار لے جانے والے پر ہے، مگر یہ تو بلا اجازت لے کر گیا ہے، اس پر تو چٹی بالا ولیٰ ہے، مالک اپنی کار کا نقصان اس سے وصول کرسکتا ہے۔

سوال: اگر گاڑی چلانے والے کی غلطی نہ ہو، مگر آگے جانور آجائے اور ایکسیڈنٹ سے وہ جانور مر جائے، تو کیا گاڑی کے ڈرائیور سے جانور کی قیمت وصول کی جاسکتی ہے؟

جواب: جب ڈرائیور کی غلطی نہیں اور روڈ پر جانور خود بخود آگیا، تو اس صورت میں ڈرائیور پر کوئی جرمانہ یا ہرجانہ نہیں، بلکہ اگر اس کی گاڑی کا نقصان ہو، تو وہ جانور کے مالک سے وصول کرنے کا مجاز ہے۔

سوال: ایک شخص نے پنجرے میں پرندہ رکھا ہوا ہے، دوسرا شخص آیا اور اس نے پنجرے کو کھول دیا اور پرندہ اُڑ گیا، کیا پرندے کا مالک اس شخص سے قیمت وصول کرسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، وہ پرندے کی قیمت وصول کرسکتا ہے۔

سوال: کیا والد اپنی بالغ اولاد کو مار پیٹ کرسکتا ہے؟

جواب: تنبیہ کے لیے تھوڑی بہت مار پیٹ بالغ اولاد کو بھی کی جاسکتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

عَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهٖ فِي خَاصِرَتِي.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”(ایک دفعہ میرے والد محترم) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے سخت ڈانٹا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے چوک مارنے لگے۔“

(صحيح البخاري : 5250، صحيح مسلم : 367)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ تَأْدِيبُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ وَلَوْ كَانَتْ مُزَوَّجَةً كَبِيرَةً خَارِجَةً عَنْ بَيْتِهِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کو تادیباً مار سکتا ہے، خواہ وہ بالغہ شادی شدہ ہو اور گھر سے رخصت ہو چکی ہو۔“

(فتح الباري :433/1)

سوال: اُستاذ نے بچے کو مار پیٹ کر کے ہاتھ یا بازو توڑ دیا، کیا اس سے تاوان وصول کیا جا سکتا ہے؟

جواب: بچوں کے ساتھ ایسا بہیمانہ رویہ اختیار کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس صورت میں اُستاذ سے تاوان وصول کیا جا سکتا ہے۔

سوال: وقف کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی شے کو اپنی ملکیت سے دوسرے کی ملکیت میں منتقل کر دینا وقف کہلاتا ہے۔ اس کو واپس نہیں لیا جا سکتا۔

سوال: اگر کسی نے کعبۃ اللہ کو کوئی چیز ہبہ کر دی، تو کیا وہ کعبۃ اللہ کی ملکیت میں شامل ہو سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ اس میں تصرف وہی کرے گا، جو کعبۃ اللہ کا متولی ہے۔

سوال: مسجد کے باہر کا راستہ بہت خراب ہے، بارش کے موسم میں نمازیوں کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیے مسجد آنا دشوار ہے، کیا مسجد کی رقم سے اس راستے کی مرمت کی جا سکتی ہے؟

جواب: مسجد کے راستے کو مسجد کے خزانے سے مرمت کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ رقم مسجد کے لیے خرچ کی گئی ہے۔

سوال: بارش کی نکاسی کے لیے مسجد کے نیچے سے پائپ لائن گزارنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: مسجد کے احاطہ میں پھل دار درخت لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اسے کھایا بھی جا سکتا ہے۔

سوال: ایک جگہ مدرسہ قائم کیا گیا، کچھ عرصہ بعد ساتھ مسجد بنائی گئی، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: حرج کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، بلکہ بہتر ہے کہ مدرسہ کے بچے اور قریبی لوگ آسانی سے باجماعت نماز پڑھ سکیں گے۔

سوال: مسجد میں تعزیت کے لیے بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: تعزیت کے لیے مجالس قائم کرنا درست نہیں اور مسجد میں قائم کرنا تو بالکل بھی جائز نہیں۔ ایسی مجالس میں اکثر فضول گوئی، چغلی، غیبت اور کئی کبائر کا ارتکاب کیا جاتا ہے، پھر ایسے اُمور اگر مسجد میں کیے جائیں، تو یقیناً ان کی سنگینی بڑھ جائے گی۔

البتہ اگر کوئی تعزیت کے لیے آیا ہے، تو وہ مصیبت زدہ سے مسجد میں بیٹھ کر بھی تعزیت کر سکتا ہے۔

سوال: مسجد میں جہری دعا کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اجتماعی دعا ہو رہی ہے، تو جہری بھی جائز ہے، کراہت یا ممانعت پر کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل معلوم نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر دعا کر رہا ہے، تو اسے دوسروں کا خیال رکھنا چاہیے اور آہستہ دعا کرنی چاہیے، اگر مسجد میں کوئی اور نمازی نہیں ہے، تو اونچی دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: نجاست آلود کپڑے پہن کر مسجد میں داخل ہونا کیسا ہے؟

جواب: نجاست زدہ کپڑے پہن کر مسجد میں داخل ہونا درست نہیں اور اگر ان کپڑوں سے مسجد کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو، تو ہرگز جائز نہیں، کیونکہ مساجد کو پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، انہیں ناپاک کرنا جائز نہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

(الحجّ : ٢٦)

”میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھیے۔“

یہ حکم کعبۃ اللہ کی طرح تمام مساجد کے لیے ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک دیہاتی نے پیشاب کر دیا، صحابہ اسے روکنے لگے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا، جب اس نے پیشاب کر لیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگوا کر اس پر بہا دیا۔

(صحيح البخاري : 221، صحيح مسلم : 285)

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو کچھ ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ، وَلَا الْقَذَرِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ.

”دیکھئے، مساجد میں پیشاب وغیرہ نہیں کرتے اور نہ ناپاک اشیا پھینکتے ہیں، بلکہ یہ تو اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے بنائی گئی ہیں۔“

(صحیح مسلم: 285)

سوال: مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا جائز ہے، ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

تنبیہ:

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَشَبَةٌ يَقُومُ إِلَيْهَا فَجَاءَ رَجُلٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ لَهُ كُرْسِيًّا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَيْهِ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر ایک شخص آیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کرسی تیار کرنے کا حکم دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔“

(مسند البزار [كشف الأستار]: 635)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے۔

② عطیہ بن سعد عوفی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے، نیز مدلس بھی ہے۔

③ عطیہ عوفی کا سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں کرسی سے مراد منبر ہے، جیسا کہ صحیح روایات میں آیا ہے۔

سوال: ایک مدرسہ کا چندہ دوسرے مدرسہ پر خرچ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر ایک مدرسہ کے پاس اپنے اخراجات کے لیے وافر رقم موجود ہے، تو وہ دوسرے مدرسہ کے ساتھ کہ جس کے مالی حالات سازگار نہیں، تعاون کرسکتا ہے۔ یہ تعاون باہمی کی بہترین صورت ہے۔

دراصل جو رقم مدرسہ کو عطیہ کی جاتی ہے، وہ مدرسہ کی ملکیت میں آجاتی ہے، مدرسہ اس میں تصرف کرسکتا ہے۔ البتہ جو رقم کسی خاص مد میں دی جائے، اس کو اسی مد میں لگایا جائے گا، کسی دوسرے مد میں خرچ نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: مدرسہ میں سالانہ جلسہ کر کے بچوں میں انعامات تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: مدارس میں سالانہ یا ششماہی جلسہ کرنا جائز اور بہتر ہے۔ ایسے موقع پر بچوں کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات تقسیم کرنا بھی جائز ہے، اس سے بچے پڑھائی میں مزید مستعد ہوتے ہیں، ایک دوسرے سے تعلیم میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان میں حصول علم کی رغبت پیدا ہوتی ہے، جس سے بچوں میں پنہاں بے بہا صلاحتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں اور وہ مستقبل میں قابل اور مفید افراد ثابت ہوتے ہیں۔

سوال: مساجد میں گھنٹی والی گھڑی لگانا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک شخص نے دوسرے سے بیس لاکھ روپے میں گاڑی خریدی، معاملہ طے ہوگیا، جب وہ گاڑی لینے آیا، تو بیچنے والے نے مزید رقم کا مطالبہ کیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب سودا طے ہوگیا، تو خریدنے والا اس گاڑی کا مالک بن چکا ہے، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مزید رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔

سوال: جانوروں کو تول کر بیچنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: خریدار نے کہا کہ مجھے فلاں چیز اصلی چاہیے، فروخت کنندہ نے جعلی چیز دے دی اور قیمت اصلی چیز کی وصول کر لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ دھوکہ اور فراڈ ہے۔ مال حرام ہے۔

سوال: عیب پوشیدہ رکھ کر چیز فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز و حرام ہے، یہ ایسا دھوکہ ہے کہ جو تجارت کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔

❁ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا .

”اگر خریدار اور فروخت کنندہ دونوں سچ بولیں اور معاملہ واضح کریں، تو ان کے لین دین میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ معاملہ پوشیدہ کریں اور جھوٹ سے کام لیں، تو ان کی بیع سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 2079، صحيح مسلم : 1532)

سوال: اگر کوئی فروخت کنندہ خریدار سے کہے کہ میں یہ چیز آپ کو فروخت کر رہا ہوں، اس میں جو عیب ہے، اب دیکھ لو، میں بعد میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ کیا اس کا یہ کہنا شرعاً درست اور جائز ہے؟

جواب: خریدار سے بیع کرتے وقت چیز کے عیوب سے اظہار برأت کر دینا جائز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور درست ہے۔

سوال: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی، چیز قبضہ میں کرنے سے پہلے ہی ہلاک ہو گئی، تو اب اس کا ذمہ دار خریدار ہوگا یا فروخت کنندہ؟

جواب: اس کا ذمہ دار فروخت کنندہ ہوگا، کیونکہ جب تک عرف میں قبضہ حاصل نہیں ہوتا، ملکیت بھی حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا نقصان کا ذمہ دار فروخت کنندہ ہی ہوگا۔

سوال: کیا نابالغ کی زمین فروخت کی جاسکتی ہے؟

جواب: نابالغ کا ولی اس کی زمین فروخت کرسکتا ہے، بشرطیکہ ولی کا مقصد نابالغ کو نقصان پہنچانا نہ ہو، بلکہ تجارت کے لیے کسی بہتر جگہ میں صرف کرنا مقصود ہو۔

سوال: کرسمس کے موقع پر مبارک باد کے لیے جو کارڈ ایک دوسرے کو بھیجے جاتے ہیں، کیا ان کی تجارت کرنا جائز ہے؟

جواب: کرسمس ڈے (christmas day) پر عیسائیوں کے ساتھ مل کر خوشی منانا یا انہیں مبارک باد دینا حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ سے محبت رکھنے والا قطعاً ایسا نہیں کرسکتا۔ اللہ کے دشمنوں کی عیدوں میں شرکت کرنا ممنوع وحرام ہے۔ اس موقع مبارک بادی کے کارڈ خریدنا یا بیچنا کبیرہ گناہ ہے اور حرام کام پر تعاون ہے، لہٰذا ایسی تجارت ناجائز اور حرام ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: جس چیز پر ذی روح کی تصویر بنی ہو، اس کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس شے میں مقصود تصویر ہوتی ہے، اس کی تجارت جائز نہیں اور جس شے میں مقصود تصویر نہ ہو، اس کی تجارت جائز ہے۔

سوال: افیون کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: افیون نشہ آور چیز ہے، لہٰذا اس کی تجارت جائز نہیں۔

سوال: لے بائے (Lay buy) کا کیا حکم ہے؟

جواب: موجودہ دور میں بیع کی ایک قسم ''لے بائے'' بھی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے، جس کی قیمت مثلاً ایک ہزار (۱۰۰۰) روپے ہے، مگر خریدار کے پاس ابھی پوری رقم نہیں، تو وہ پانچ سو روپے ادا کر دیتا ہے اور باقی پانچ سو کی قسطیں بنا لیتا ہے، کہ جب تمام اقساط ادا ہو جائیں گی، تو خریدار چیز وصول کر لے گا، اس وقت تک وہ چیز فروخت کنندہ کے پاس رہے گی۔

بیع کی یہ صورت جائز نہیں۔ اگرچہ قسطوں کی بیع جائز ہے، مگر اس میں چیز کو خریدار کے سپرد کرنا شرط ہے، جبکہ ''لے بائے'' میں وہ شے فروخت کنندہ کے پاس رہتی ہے۔ اس لیے بیع کی یہ مروجہ صورت جائز اور درست نہیں۔

سوال: مرتد کے ساتھ تجارت کرنا کیسا ہے؟

جواب: مرتد واجب القتل ہے، جس کا نفاذ ریاست کی ذمہ داری ہے، اسے زمین پر رہنا کا حق نہیں، اس سے تجارت، لین دین، شادی بیاہ، دوستی اور رشتہ داری کرنا سب ناجائز اور حرام ہے۔

سوال: انٹرنیٹ کے ذریعہ تجارت کرنے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے، مگر معتبر کمپنیوں سے تجارت کرنی چاہیے، بہت سے فراڈیے بھی انٹرنیٹ پر موجود ہوتے ہیں، لہٰذا احتیاط کی جائے۔

سوال: سیاہ خضاب کی تجارت کرنا کیسا ہے؟

جواب: تجارت کے جواز اور عدم جواز کا اُصول یہ ہے کہ جس شے کا استعمال جائز ہو، اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہوتی ہے اور جس کا استعمال جائز نہ ہو، اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں۔ سیاہ خضاب لگانا جائز ہے، صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے اس کا جواز ثابت ہے، لہٰذا سیاہ خضاب تیار کرنا اور اس کی تجارت جائز ہے۔

سوال: سگریٹ کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سگریٹ نوشی مضرِ صحت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، لہٰذا اس کی تجارت بھی ممنوع ہے، کیونکہ ضرر رساں اشیا کی تجارت ناجائز ہے۔

سوال: تابوت کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: تابوت کی تجارت جائز ہے۔

سوال: غیر مسلم کو تابوت فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، میت غیر مسلم کی بھی ہو، تو اس کی تکریم ہے۔

سوال: ٹائی کی تجارت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ٹائی لگانا جائز ہے، کراہت یا ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں، یہ ایک لباس ہے، جس میں غیر مسلموں کی مشابہت میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ غیر مسلموں کی صرف مذہبی رسومات میں مشابہت حرام ہے، دنیوی اُمور میں نہیں، لہٰذا ٹائی کی تجارت جائز ہے۔

سوال: گڑیوں کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: گڑیا بچوں کا کھلونا ہے، اس کی تجارت جائز ہے۔

سوال: غیر شرعی لباس کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر شرعی لباس کی تجارت جائز نہیں۔

سوال: تمباکو کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: تمباکو مضر صحت ہے، لہٰذا اس کی تجارت جائز نہیں۔

سوال: تمباکو کی کاشت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: اسمگلنگ، بلیک مارکیٹنگ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ریاست کے تمام جائز قوانین کی پاسداری کرنا ضروری ہے، اسمگلنگ غیر قانونی ہے، لہٰذا جائز نہیں۔

سوال: پٹاخوں کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: پٹاخوں کا کاروبار ناجائز ہے، کیونکہ پٹاخے چلانا ناجائز ہے، اس پر کئی شرعی قباحتیں ہیں۔

سوال: چوری کا مال خریدنا کیسا ہے؟

جواب: اگر خریدنے والے کو معلوم ہے کہ یہ چوری کا مال ہے، تو اس کے لیے خریدنا جائز نہیں، کیونکہ یہ گناہ پر تعاون ہے۔ البتہ اگر انجانے میں خرید لیا، تو کوئی حرج نہیں۔

بعض لوگ مال چوری کر کے مارکیٹ کے مقابلہ میں کم دام پر فروخت کرتے ہیں، ایسے افراد سے مال خریدنا درست نہیں۔

سوال: نجس تیل کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اگر نجس تیل کو نفیس تیل بتلا کر بیچا جائے، تو یہ ناجائز وحرام ہے، کیونکہ اس نفیس تیل کو انسان استعمال کریں گے اور اگر نجس تیل کو نجس بتلا کر فروخت کیا جائے، تاکہ جانور وغیرہ کے کام آ جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: خنزیر کی کھال سے بنے ہوئے جوتوں کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر کے کسی عضو سے انتفاع جائز نہیں، تو جس سے انتفاع جائز نہیں، اس کی تجارت کرنا بھی جائز نہیں۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''خنزیر کی حرمت میں پورے کا پورا خنزیر داخل ہے، یعنی اس کے تمام ظاہری اور باطنی اجزا۔ ذرا تدبر کیجئے کہ کیسے خنزیر کے گوشت کا ذکر کرکے اس کے کھانے کی حرمت کی طرف اشارہ کر دیا، چونکہ خنزیر میں زیادہ چیز گوشت ہے، اس لیے گوشت کا ذکر کرکے اس کے کھانے کو حرام کر دیا، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے برعکس (احرام کے حالت میں) شکار (کی حرمت میں) یہ نہیں کہا کہ تم پر شکار کا گوشت حرام کیا گیا ہے، بلکہ خود شکار کو حرام کیا ہے، اس میں شکار کے جانور کو قتل کرنا اور اسے کھانا دونوں شامل ہیں۔ جبکہ جب (خنزیر کی) تجارت کو حرام کیا، تو پورے خنزیر کا ذکر کیا اور اس کی حرمت گوشت کے ساتھ خاص نہیں کی، تاکہ بیع کی حرمت زندہ اور مردہ خنزیر کو شامل ہو۔''

(زاد المَعاد: 674/5)

سوال: جادو میں استعمال ہونے والے آلات کو فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ جادو کفر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: لوہے کے بت کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بت کی تجارت جائز نہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ.

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔“

(صحيح البخاري: 2236، صحيح مسلم: 1581)

سوال: مجسموں کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی جاندار کا مجسمہ بنانا جائز نہیں، لہٰذا اس کی تجارت بھی جائز نہیں۔

سوال: مشرک اپنی عبادت گاہ کے لیے سامان خریدنا چاہتا ہے، کیا اسے سامان فروخت کیا جاسکتا ہے؟

جواب: یہ معلوم ہونے کے بعد کہ یہ سامان شرکیہ اُمور میں استعمال ہوگا، ایک مسلمان اسے کیسے فروخت کرسکتا ہے؟ ایسا شخص اگر علم ہونے کے باوجود سامان فروخت کرے گا، تو گناہ گار ہوگا۔ البتہ اگر کسی کو معلوم نہ تھا اور مشرک سامان لے گیا، تو فروخت کنندہ پر کوئی گناہ نہیں۔

سوال: ایک شخص نے مکان بنانے کے لیے کمپنی سے سیمنٹ خریدا، مکان بنایا، مگر سیمنٹ بچ گیا، اب اس نے کمپنی کو سیمنٹ واپس کرنا چاہا، مگر کمپنی اسی قیمت پر واپس لینے کو تیار نہیں، بلکہ کہتی ہے کہ پہلے قیمت سے بیس فی صد کم قیمت پر واپسی ہوگی، کیا کمپنی کا یہ مطالبہ درست ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جب اس شخص نے کمپنی سے سیمنٹ خریدا تھا، تو وہ اس کا مکمل مالک بن چکا تھا، اب وہ زائد سیمنٹ کمپنی کو فروخت کر رہا ہے، تو کمپنی کے لیے جائز ہے کہ وہ قیمت کم کر کے واپس لے۔ دراصل یہ مستقل دو خریداریاں ہیں، ایک خریداری مکان بنانے والے نے کمپنی سے کی ہے اور دوسری خریداری کمپنی نے مکان بنانے والے سے کی ہے۔ لہٰذا دونوں کا ریٹ مختلف ہو سکتا ہے۔

سوال: شراب کی تجارت کرنے والے کو وہ سامان بیچنا جو شراب کی تیاری میں استعمال ہو سکتا ہے، کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، شراب اور اس کی تجارت حرام ہے اور اس پر ہر قسم کی معاونت بھی گناہ ہے۔

سوال: ایک شخص نے دو لاکھ کی مشین قسطوں پر فروخت کی، دس اقساط بنائیں، ہر ماہ بیس ہزار روپے مقرر ہوئے، ساتھ یہ شرط لگائی کہ اگر کسی ماہ قسط ادا نہ کی گئی، تو اس ماہ کی قسط کے ساتھ ساتھ بقیہ تمام اقساط بھی فی الفور ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ کیا ایسی شرط عائد کرنا صحیح ہے؟

جواب: مذکورہ صورت کے مطابق ایسی شرط لگانا جائز اور درست ہے، یہ ایک طرح کی تعزیر ہے۔

سوال: خون کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: خون کی تجارت جائز نہیں، یہ جسم انسانی کی تکریم کے منافی ہے۔

سوال: مجاور سے مزارات کے چڑھاوے خریدنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مزارات پر چادریں وغیرہ چڑھانا جائز نہیں، یہ حرام ہے اور شرک کا ذریعہ ہے، مجاور سے ان چڑھاواں کو خریدنا جائز نہیں، یہ معصیت پر تعاون ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: جانوروں کے گلے میں باندھی جانے والی گھنٹی کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جانور کے گلے گھنٹی باندھنا درست نہیں، لہٰذا اس کی تجارت جائز نہیں۔

سوال: بلی کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلی کی کمائی سے منع کیا گیا ہے۔

❁ ابو الزبیر محمد بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ جَابِرًا، عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ؟ قَالَ: زَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ.

”میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کتے اور بلے کی کمائی کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کام سے سختی سے منع کیا ہے۔“

(صحیح مسلم: 1569)

سوال: کتے کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر قسم کے کتے کی تجارت ناجائز اور حرام ہے، خواہ شکاری ہو یا شوقیہ۔

❁ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

''رسول اللہ ﷺ نے کتے کی کمائی، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی کمائی سے منع کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2237، صحيح مسلم : 1567)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) ایک حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَصِحُّ بَيْعُ الْكَلْبِ، مُعَلَّمًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مُعَلَّمٍ؛ لِأَنَّهُ نَجَسٌ، وَالنَّجَسُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ .

''یہ دلیل ہے کہ کتے کی بیع درست نہیں، چاہے وہ سکھایا ہوا کتا ہو یا سکھایا ہوا نہ ہو، کیوں کہ کتا نجس ہے اور نجس چیز کی بیع جائز نہیں۔''

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 319)

سوال: کھالوں کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کھالوں کی تجارت جائز ہے، یہ نفع بخش کاروبار ہے۔

سوال: سانپ کی کھال کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سانپ حرام ہے، اس سے انتفاع جائز نہیں، لہٰذا اس کی کھال کی تجارت جائز نہیں۔

سوال: حرام کاروبار کرنے والے غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے؟

جواب: حرام کاروبار کرنے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کی دعوت قبول کی جا سکتی ہے، حرام کاروبار کا گناہ اسی پر ہے۔

❀ حارث بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ : إِنَّ لِي جَارًا، وَلَا أَعْلَمُ لَهٗ شَيْئًا إِلَّا خَبَثًا أَوْ حَرَامًا وَأَنَّهٗ يَدْعُونِي فَأُحْرَجُ أَنْ آتِيَهٗ وَأَتَحَرَّجُ أَنْ لَا آتِيَهٗ، فَقَالَ : ائْتِهٖ أَوْ أَوْجِبْهُ فَإِنَّمَا وِزْرُهٗ عَلَيْهِ .

''ایک شخص سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، کہنے لگا: میرا ایک پڑوسی ہے، جتنا میں جانتا ہوں، اس کی کمائی حرام ہے، وہ مجھے (کھانے کی) دعوت دیتا ہے، میں یہ دعوت قبول کروں، تو حرج محسوس کرتا ہوں (کیونکہ اس کی کمائی حرام ہے) اور دعوت قبول نہ کروں، تو پھر بھی حرج محسوس کرتا ہوں (کہ وہ کیا خیال کرے گا کہ میری دعوت قبول کیوں نہیں کی)۔تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ دعوت قبول کریں، اس کی حرام کمائی کا گناہ اس کے سر ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 535/5، وسندهٗ حسنٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی دعوت قبول کر لیتے تھے، حالانکہ غیر مسلم حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

سوال: ایک شخص نے کوئی مشین خریدی، جب اسے استعمال کیا، تو اس پر عیب ظاہر ہوا، جس وجہ سے مشین واپس کرنا پڑی، اب مشین کی واپسی پر جو اخراجات اٹھے، وہ خریدار کے ذمہ ہوں گے یا فروخت کنندہ کے؟

جواب: اگر عیب خریدنے سے پہلے کا ہے، تو واپسی کے اخراجات فروخت کنندہ پر ہوں گے، نہ کہ خریدار پر۔

سوال: بند ڈبوں میں مجہول شے کی تجارت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ تجارت جائز نہیں، جب سامان اور اس کی حیثیت معلوم نہیں، تو اس کی خرید وفروخت کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

سوال: کیا سفر حج میں تجارت کی جا سکتی ہے؟

جواب: سفر حج پر تجارت کرنا جائز اور مباح ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾(البقرة : ۱۹۸)

”(دوران حج) تم اپنے رب کا فضل (روزی) تلاش کرو، تو تم پر کوئی حرج نہیں۔“

یاد رہے کہ سفر حج پر اصل مقصود حج ہونا چاہیے، نہ کہ تجارت۔ تاہم سفر حج پر کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔

سوال: کیبل کے سامان کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کیبل پر فحش اور غیر شرعی اشیا دکھائی جاتی ہیں، جو کہ حرام ہے، اس لیے کیبل کے سامان کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۴)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: بعض دفعہ اخبارات میں لکھا ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل بتائیں اور انعام پائیں، کیا ایسا انعام لینا جائز ہے؟

جواب: یہ انعام جائز ہے، اس میں سود یا جوا کا کوئی عنصر نہیں، جو پیسے اخبار خریدنے کے لیے دیے ہیں، اس کے بدلے اخبار مل گیا ہے، انعام کے بدلے میں کوئی چیز نہیں دی جاتی ہے، لہذا یہ انعام وصول کرنا درست اور جائز ہے۔

سوال: اگر کسی مقابلہ میں داخلہ فیس لی جائے اور داخلہ فیس کی تمام رقم جیتنے والے کو دی جائے، تو کیا اس مقابلہ میں شرکت جائز ہے؟

جواب: یہ مقابلہ بازی جائز نہیں۔ یہ جوا کی صورت ہے۔ جواء ناجائز وحرام ہے۔

سوال: بعض بینکوں نے ایک خاص قسم کا اکاؤنٹ جاری کیا ہے، جو اس اکاؤنٹ میں رقم رکھے گا، اسے سود تو نہیں ملے گا، مگر اسے ایک مقابلہ بازی میں شریک کر لیا جاتا ہے، جس سے لاکھوں روپے جیتے جا سکتے ہیں، کیا ایسا اکاؤنٹ کھلوانا جائز ہے اور کیا اس سے ملنے والا انعام لینا جائز ہے؟

جواب: ایسے اکاؤنٹ میں رقم رکھوانا جائز نہیں، کیونکہ اگر انعام کے بعد اصل رقم واپس نہ دی جائے، تو یہ واضح جوا ہے، جو کہ حرام ہے اور اگر اصل رقم کے ساتھ اضافی رقم واپس ملے، تو اہل علم اسے بھی سود کہتے ہیں، اگرچہ بعض اہل علم نے اس صورت کو سود قرار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیا، مگر یہ معاملہ مشتبہ ضرور ہے اور مشتبہات سے اجتناب ضروری ہے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”حلال وحرام دونوں واضح ہیں، ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، بہت سے لوگ انہیں نہیں جانتے، تو جو شبہات سے بچ گیا، اس نے دین وعزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں مبتلا ہو گیا، وہ حرام میں مبتلا ہو گیا، جیسے وہ چرواہا جو چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے، تو قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں چرائے گا، سن لیں! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے، خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیا ہیں، خبردار! جسم میں ایک لوتھڑا ہوتا ہے، جب وہ درست ہوتا ہے، تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے، جب وہ خراب ہو جاتا ہے، تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، یاد رکھیں! وہ دل ہے۔“

(صحيح البخاري : 52، صحيح مسلم : 1599)

سوال: ساحل سمندر پر ایک جگہ مچھلیاں پکڑنے کا مقابلہ ہوتا ہے، جو اس مقابلہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے، اس سے داخلہ فیس لی جاتی ہے، پھر وہ داخلہ فیس انعامات میں تقسیم کر دی جاتی ہے، جو جتنی بڑی مچھلی پکڑتا ہے، اسے اتنا زیادہ انعام دیا جاتا ہے، ایسے مقابلہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ واضح جوا ہے، جس میں ایک طرف سے رقم دی جاتی ہے، تو واپسی میں یا پہلی رقم سے زائد ملتی ہے یا دی ہوئی رقم بھی ڈوب جاتی ہے۔

سوال: پاکستانی ادارہ ہلال احمر ٹکٹیں فروخت کرتا ہے، بعد میں ٹکٹوں سے حاصل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شدہ رقم کو انعامات کی صورت میں تقسیم کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس کے جوا ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔

(سوال): ووڈاکوم (Vodacom) کمپنی کے مقابلہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): ووڈاکوم (Vodacom) کمپنی کا طریقہ کار یہ ہے کہ جو شخص اس کمپنی کو ایک ایس ایم ایس (SMS) بھیجتا ہے، اسے مقابلہ میں شریک کرلیا جاتا ہے، اس ایس ایم ایس پر کچھ رقم مثلاً بیس روپے کی کٹوتی ہوتی ہے، جو اس کمپنی کے اکاؤنٹ میں بھیج دیے جاتے ہیں، شام تک اس کمپنی میں جتنے ایس ایم ایس کی رقم جمع ہوتی ہے، اس رقم میں سے ایک گاڑی انعام کے لیے رکھی جاتی ہے، پھر قرعہ اندازی کی جاتی ہے، جس کا انعام نکلتا ہے، اس کو گاڑی دے دی جاتی ہے۔

یہ مقابلہ بازی سراسر جوا ہے، اس میں شرکت کرنا اور اس سے انعام لینا جائز نہیں۔

(سوال): ایک آدمی نے دوسرے کو قرض دیا، وعدہ کے مطابق قرض خواہ نے واپسی کا مطالبہ کیا، مگر مقروض بار بار ٹال مٹول کر رہا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مقروض کا استطاعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا اور قرض خواہ کی رقم واپس نہ کرنا ظلم ہے۔ اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، مقروض کو چاہیے کہ جلد از جلد قرض واپس کر کے اپنا معاملہ صاف کرے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ .

”صاحب استطاعت کا (قرض کی واپسی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔“

(صحيح البخاري : 2400، صحيح مسلم : 1564)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قرض خواہ کو حق حاصل ہے کہ اگر مقروض استطاعت کے باوجود واپسی نہیں کرتا، تو اس پر قانونی کاروائی کرے۔

سوال: کیا قرض لینا گناہ ہے؟

جواب: بنیادی ضرورت کے لیے قرض لینا جائز ہے، مگر استطاعت کے باوجود اسے واپس نہ کرنا گناہ ہے۔ قرض لینا انسانی ضرورت ہے، یہ سود کا متبادل ہے۔ اسے فروغ دینا چاہیے، تا کہ سود کی لعنت سے بچا جا سکے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔''

(صحيح البخاري : 2916، صحيح مسلم : 1603)

❀ **سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کی:**

يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ، فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَّثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ، قَالَ : إِنْ وَفٰى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ، وَلَا تَعْدُهُمْ إِلٰى غَيْرِهِمْ، فَأَدِّ عَنِّي هٰذَا الْمَالَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”عبداللہ بن عمر! دیکھنا کہ میرے ذمہ کتنا قرض ہے۔حساب کیا،تو چھیاسی ہزار درہم یا اس کے لگ بھگ قرض بن گیا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آل عمر سے یہ قرض ادا ہو جائے،تو چکا دینا،نہیں تو بنو عدی بن کعب سے مانگنا،اگر پھر بھی پورا نہ ہو،تو قریش سے سوال کرنا۔ان کے علاوہ کسی سے سوال نہ کرنا،بہر کیف میری طرف سے یہ قرض ادا کر دینا۔“

(صحيح البخاري : 3700)

سوال: ایک شخص نے دوسرے سے ایک ہزار ریال قرض لیا،ایک سال بعد واپسی ریال کی صورت میں کرے گا یا روپے کی صورت میں،جبکہ روپے کی قیمت میں اضافہ ہو چکا ہے؟

جواب: جس کرنسی میں قرض لیا تھا،اسی کرنسی کے حساب سے قرض واپس کرے گا۔ واپسی کے وقت ایک ہزار ریال واپس کر دے یا ایک ہزار ریال کی موجودہ قیمت روپیوں میں واپس کر دے،تو درست ہے۔

سوال: ایک آدمی کے ذمہ ایک لاکھ روپے قرض ہے،مقروض نے قرض خواہ سے کہا کہ تم مجھے پانچ ہزار معاف کر دو،تو میں ابھی پچانویں ہزار واپس کر دیتا ہوں،کیا مقروض کا ایسا کہنا درست ہے؟

جواب: مقروض کے ذمہ ایک لاکھ کی ادائیگی ہے،وہ قرض خواہ سے زبردستی پانچ ہزار معاف نہیں کروا سکتا،بلکہ اس پر پوری رقم کی واپسی ضروری ہے،البتہ اگر قرض خواہ اپنی مرضی سے کچھ رقم معاف کر دے،تو یہ اس کا احسان ہوگا،مگر اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: دس سال پہلے ایک شخص نے دوسرے سے گاڑی خریدی،جس کی قیمت دس لاکھ طے پائی تھی،خریدار نے گاڑی قبضہ میں لے لی،مگر رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا،دس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سال بعد وہ تائب ہوا، اب وہ گاڑی کی رقم ادا کرنا چاہتا ہے، مگر خریدار اور فروخت کنندہ میں اختلاف ہو گیا ہے، خریدار دس سال پہلے والی قیمت یعنی دس لاکھ ہی ادا کرنا چاہتا ہے، جبکہ فروخت کنندہ موجودہ حساب سے قیمت کا مطالبہ کر رہا ہے، اس مسئلہ کا شرعی حل کیا ہے؟

جواب: اس گاڑی کی وہی قیمت ادا کی جائے گی، جو فریقین کے مابین دس سال پہلے طے پائی تھی، یعنی دس لاکھ روپے۔ کیونکہ دس سال پہلے ان کا سودا ہو چکا تھا، گاڑی بھی قبضہ میں لے لی گئی تھی، صرف رقم کی ادائیگی نہیں ہوئی اور وہ رقم دس سال تک خریدار کے ذمہ قائم رہی، جب وہ تائب ہوا، تو اس پر وہی قیمت لازم ہوگی، جس قیمت پر فریقین کے مابین سودا طے پایا تھا۔ فروخت کنندہ کے لیے موجودہ قیمت کا مطالبہ جائز نہیں۔

سوال: کیا مقروض نفلی صدقہ کر سکتا ہے؟

جواب: مقروض نفلی صدقہ کرے، تو اسے نیکی ملے گی۔ البتہ اسے جلد سے جلد قرض کی واپسی کرنی چاہیے۔

سوال: قرض کی ادائیگی میں زائد دینا کیسا ہے؟

جواب: اگر فریقین کے مابین زائد دینے کی شرط طے نہیں پائی، بلکہ مقروض اپنی مرضی سے تحفۃً زائد دیتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ بہترین ادائیگی ہے۔ البتہ اگر فریقین میں پہلے سے طے پایا تھا، تو یہ سود ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ میرا قرض تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرض ادا کیا اور (تبرعاً اصل رقم سے) زائد بھی دیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 2394، صحيح مسلم : 715)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ، فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَعْطُوهُ، فَطَلَبُوا سِنَّهُ، فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا، فَقَالَ : أَعْطُوهُ، فَقَالَ : أَوْفَيْتَنِي وَفَى اللّٰهُ بِكَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ایک آدمی کا اونٹ (ادھار) تھا، وہ آپ سے مانگنے آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اونٹ دے دیں۔ صحابہ کرام کو اس عمر کا اونٹ نہ ملا، بلکہ اس سے بڑی عمر کا اونٹ ملا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی دے دیں، اس نے کہا: آپ نے مجھے پورا ادا کیا ہے، اللہ بھی آپ کو پورا پورا بدلہ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ میں سے بہتر وہ ہے، جو اچھے طریقے سے ادائیگی کرتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 2393، صحيح مسلم :1601)

سوال: اگر مقروض قرض کی ادائیگی سے انکار کرتا ہو، کیا قرض خواہ کسی اور طریقہ یا حیلہ سے قرض وصول کر سکتا ہے؟

جواب: اگر مقروض استطاعت کے باوجود قرض کی ادائیگی نہیں کرتا، تو قرض خواہ کو چاہیے کہ قانونی چارہ جوئی کرے، خود سے کوئی حیلہ یا طریقہ اختیار کرنے سے اجتناب کرے۔ کئی لوگ قرض نہ ملنے کی صورت میں دوسروں کے املاک پر قبضہ کر لیتے ہیں، یا کسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے جانور قبضہ میں کر لیتے ہیں، ایسے اُمور لڑائی جھگڑے کا باعث بنتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ معاملہ پنچائیت میں رکھے، اگر حل ہو جائے، تو درست، ورنہ قانونی کاروائی کرے۔

سوال: ایک مسلمان کا کافر کے ذمہ قرض ہے، کافر سودی کاروبار کرتا ہے، تو کیا مسلمان کافر سے اپنے قرض کی رقم لے سکتا ہے، جبکہ کافر قرض کی ادائیگی سود کے پیسوں سے کر رہا ہو؟

جواب: سودی کاروبار کرنے والا کافر ہو یا مسلمان، ہر صورت میں اس سے قرض کی رقم واپس لی جا سکتی ہے، سود کی رقم سودی کاروبار کرنے والے کے لیے حرام ہے، نہ کہ دوسروں پر بھی۔ قرض خواہ اپنا حق واپس لے رہا ہے، اس کا سود سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: تعلیمی فیس ادا کرنے کے لیے سود لینا کیسا ہے؟

جواب: سود لینا دینا حرام ہے، باعث لعنت ہے۔ کسی بھی مقصد کے لیے سودی لین دین کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا قرض خواہ سود خور مسلمان سے قرض واپس لے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، لے سکتا ہے، قرض خواہ اپنا قرض واپس لے رہا ہے، سود کا گناہ سود خور پر ہے، کسی دوسرے پر نہیں۔

سوال: کیا کوئی شخص اپنے نابالغ بچے کا مال بطور قرض لے سکتا ہے؟

جواب: آدمی نابالغ بچے کا قرض اپنے استعمال کے لیے بھی لے سکتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی لے سکتا ہے، کیونکہ نابالغ بچے کے مال میں ولی کو تصرف کا حق حاصل ہے، مگر وہ اسی کو قرض دے، جس سے واپسی کی اُمید واثق ہو۔

سوال: قرض لینے کے لیے جو کاغذی کاروائی کی جائے، اس کے اخراجات کس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کے ذمہ ہیں؟

جواب: اس کے اخراجات قرض لینے والے کے ذمہ ہیں۔

سوال: انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے سودی قرض لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہرگز جائز نہیں۔

سوال: پنشن فنڈ سے میت کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: سب سے پہلے میت کا قرض ادا کرنا ضروری ہے، جس کے لیے پنشن کی رقم بھی استعمال کی جا سکتی ہے، کیونکہ قرض کی ادائیگی تک میت کی روح معلق رہتی ہے، قرض کی معافی شہید کو بھی نہیں۔

سوال: ایک کمپنی اس شرط پر قرض دیتی ہے کہ تین ماہ تک واپسی کر دی، تو کوئی سود نہیں لگے گا، ورنہ سود بھی ادا کرنا ہوگا، کیا ایسی کمپنی سے قرض لینا جائز ہے، جبکہ تین ماہ سے پہلے واپسی کا یقین ہو؟

جواب: جس معاہدے میں سود کی شرط موجود ہے، اس کے جواز کی گنجائش نہیں، اس سے بچنے میں ہی عافیت ہے، معلوم نہیں کہ تین ماہ میں قرض واپس ہو سکے یا نہ سکے؟

سوال: کسی اہم ضرورت کے بغیر قرض لینا کیسا ہے؟

جواب: اگر بآسانی واپسی ہو سکتی ہے، تو غیر اہم اُمور کے لیے بھی قرض لیا جا سکتا ہے، البتہ غیر شرعی اور ناجائز کاموں کے لیے قرض لینا جائز نہیں۔

سوال: ایک شخص نے محفل میلاد کرانے کے لیے قرض مانگا، کیا اسے قرض دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: محفل میلاد کا انعقاد بدعت ہے، بدعت کے لیے معاونت کرنا جائز نہیں، لہٰذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم ہونے کے بعد ایسے شخص کو قرض نہیں دینا چاہیے، یہ معصیت پر تعاون ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: کیا میت کا قرض اس کے گھر والوں کے علاوہ کوئی اور بھی ادا کر سکتا ہے؟

جواب: کوئی بھی ادا کر دے، تو ادائیگی ہو جائے گی۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے، تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور غصہ بڑھ جاتا، گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ابھی صبح یا شام وہ تم پر حملہ آور ہونے والا ہے، آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا: مجھے اور قیامت کو یوں (اکٹھا) بھیجا گیا ہے۔ نیز فرماتے: حمد وثنا کے بعد! بہترین بات اللہ تعالی کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے، سب سے برے کام (دین میں) نئے کام ہیں، ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پھر فرماتے:

أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ .

”میں ہر مؤمن کا اس کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں۔ جو مؤمن مال چھوڑ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر فوت ہو، تو وہ مال اس کے گھر والوں کا ہے اور جو قرض یا بچے چھوڑ جائے، تو وہ میرے حوالے ہیں اور قرض میرے ذمہ ہے۔''

(صحیح مسلم : 43/867-45، المنتقی لابن الجارود : 297)

سوال: ودیعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ودیعت وہ مال ہے، جو کسی کے پاس رکھوایا جائے، اس پر کوئی معاوضہ نہ ہو۔ مال رکھوانے والے کو ''مودِع'' اور جس کے پاس رکھوایا جائے، اسے ''مودَع'' کہتے ہیں۔

سوال: ودیعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ودیعت بالا جماع جائز ہے۔ مودَع پر مال کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ جب مالک اپنی امانت واپس مانگے، تو اسے لوٹائی جائے۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ (النّساء : 58)

''اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کر دو۔''

② ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ﴾ (البقرة : 283)

''اگر آپس میں امن وامان ہو، تو جسے امانت سونپی گئی ہے، وہ اس کی ادائیگی (مالک کو) کر دے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے، جو اس کا رب ہے۔''

③ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهٖ إِلَيْكَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(آل عمران : 75)

''بعض اہل کتاب ایسے ہیں کہ آپ ان کے پاس خزانہ بھی بطور امانت رکھیں، تو آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔''

کوئی بھی چیز بطور امانت رکھنا معاشرتی ضرورت ہے، جس کا شریعت نے بھی لحاظ رکھا ہے۔ آیات بالا سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ امانت رکھنا جائز ہے، تب ہی تو اسے صحیح سلامت مالکوں کو لوٹانے کا حکم ہوا ہے۔ نیز امانت کو لکھنے اور بسا اوقات نہ لکھنے کا جواز بھی بیان ہوا ہے، اگر یہ جائز نہ ہوتا، تو اس کے عدم جواز پر نص قائم ہو جاتی۔

ودیعت کی حفاظت:

مودَع کے لیے ضروری ہے کہ وہ ودیعت کردہ مال کی حفاظت ایسے کرے، جیسے اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اسے اپنے قبضے میں رکھے اور لا پرواہی نہ کرے۔

سوال: ودیعت کردہ چیز مودَع کے پاس ضائع ہو جائے، تو اس کا نقصان کس کے ذمہ ہوگا؟ مودِع کے یا مودَع کے؟

جواب: اس کی مختلف صورتیں ہیں، بعض صورتوں میں اس نقصان کا ذمہ دار مودَع ہوگا اور بعض صورتوں میں یہ نقصان مودِع کا ہی ہوگا اور وہ مودَع سے مطالبہ کا مجاز نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں مودَع ضامن ہے:

مندرجہ ذیل صورتوں میں نقصان کا ذمہ دار مودَع ہوگا۔

① مودَع مال کی حفاظت نہ کرے، بلکہ اسے تلف ہوتا دیکھے، لیکن باوجود استطاعت کے، اس کی حفاظت نہ کرے، مثلاً اس کے سامنے لوگ مال کو نقصان پہنچا رہے ہوں اور طاقت کے باوجود نہ روکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② مالک کی اجازت کے بغیر مال کو استعمال کرنا شروع کر دیا اور اسی دوران نقصان ہوگیا، تو ذمہ دار بھی استعمال کرنے والا ہوگا۔

③ مودَع امانت کسی ایسے شخص کے سپرد کر دے، جو حفاظت کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو، اس کے پاس مال تلف ہوگیا، تو اس کا نقصان مودَع کے ذمہ ہوگا۔

④ ودیعت کردہ مال کو مودَع اپنے مال کے ساتھ اس انداز میں شامل کر لے کہ اسے علیحدہ کرنا دشوار ہو، تو بھی مودَع ذمہ دار ہے۔

⑤ اگر مودِع مال واپس مانگے، لیکن مودَع مکر جائے کہ آپ نے مجھے مال دیا ہی نہیں، پھر بعد میں اقرار کر لے، لیکن عذر پیش کرے کہ مال تلف ہوگیا ہے، تو اس صورت میں مودَع ضامن ہوگا اور مودِع مال کے مطالبہ کا مجاز ہوگا۔

جن صورتوں میں مودَع ضامن نہیں:

① اگر مال ودیعت پر قدرتی آفت آجائے، تو اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار مودَع نہیں ہوگا، بلکہ اس کا نقصان مودِع (مال کے مالک) کو ہی ہوگا۔

② مال چوری ہو جائے یا ڈاکو لوٹ کر لے جائیں۔ مال کو بچانا مودَع کی استطاعت سے باہر ہو، تو نقصان کا ذمہ دار مودَع کو نہ ٹھہرایا جائے گا۔

③ مودَع نے چیز کو استعمال نہیں کیا، لیکن پھر بھی خراب ہوگئی، مودَع کو اس کے خراب ہونے کا بھی علم نہیں، تو اس خرابی کا ذمہ دار مودَع نہ ہوگا۔

سوال: زید نے عمرو کو زمین عاریۃً دی اور کہا کہ تم بیس سال تک اسے استعمال کرو، عمرو نے اس زمین میں رہائش کے لیے مکان تعمیر کیا، مگر دو سال بعد دونوں کا جھگڑا ہوگیا، تو زید نے عمرو کو زمین خالی کرنے کو کہا، اب عمرو کیا کرے؟

جواب: مالک مدت عاریت سے پہلے بھی اپنی چیز واپس لے سکتا ہے، البتہ مذکورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورت میں عمرو کا مکان پر جو خرچہ آیا، وہ زید سے وصول کر سکتا ہے۔ اگر زمین میں عمرو کی فصل موجود ہے، تو اس کی قیمت بھی وہ زید سے وصول کر سکتا ہے۔

سوال: زید نے عمرو سے کار عاریۃً لی، کار چلاتے ہوئے اس میں کوئی نقص واقع ہو گیا، تو اس خرابی کی ذمہ داری کس پر ہو گی؟

جواب: اگر کار کی خرابی میں عمرو کا قصور ہے، تو نقصان کی ذمہ داری بھی عمرو پر ہو گی اور اگر عمرو کا قصور نہیں، تو اس پر ذمہ داری نہیں۔

سوال: بکر نے خالد کو رہائش کے لیے ایک مکان عاریۃً دیا ہے، خالد ایک حصہ میں خود رہتا ہے اور دوسرے حصہ کو کرایہ پر دینا چاہتا ہے، آیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں خالد کے لیے بکر کی اجازت کے بغیر مکان کا دوسرا حصہ کرایہ پر دینا جائز نہیں، البتہ اگر بکر نے اجازت دے رکھی ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک آدمی کا پٹرول پمپ ہے، ایک بینک اس پٹرول پمپ پر اے ٹی ایم (ATM) مشین لگانا چاہتا ہے اور یہ شرط لگاتا ہے کہ ہر مہینے پہلے تین ہزار لوگ (ATM) مشین استعمال کریں، تو پٹرول پمپ والے کو کچھ نہیں ملے گا اور تین ہزار سے زائد جتنے افراد (ATM) مشین سے پیسے نکالیں گے، ہر ایک کے بدلے اسے سو روپے ملے گے، کیا ایسا معاملہ کرنا جائز ہے؟

جواب: یہ مشروط اجارہ ہے، جس کے عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، لہٰذا یہ معاملہ درست اور جائز ہے۔

سوال: ایک ماہنامہ رسالہ والوں نے اعلان کیا کہ جو لوگ رسالہ نقد خریدتے ہیں، ان کے مابین قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کیے جائیں گے، کیا اس طرح کا انعام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصول کرنا جائز ہے؟

جواب: یہ انعام وصول کرنا جائز ہے، یہ ماہنامہ والوں کی طرف سے تحفہ اور احسان ہے، کیونکہ ماہنامہ کے خریدار اس قرعہ اندازی کے بدلے میں کوئی رقم ادا نہیں کرتے۔

سوال: مدارس میں داخلہ فیس لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: بعض اداروں میں جب مالی حالات خراب ہوتے ہیں اور اخراجات اٹھانا مشکل ہو جاتے ہیں، تو وہ دعوت عامہ کا اہتمام کرتے ہیں، اس دعوت میں جتنے لوگ شریک ہوتے ہیں، ان سے ادارے کے لیے اپیل کی جاتی ہے اور کھانے کی قیمت سے زائد رقم جمع کی جاتی ہے، تاکہ دیگر اخراجات میں صرف کی جا سکے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز تو ہے، مگر اس سے بہتر صورت اختیار کرنی چاہیے۔

سوال: دعوت ولیمہ کے موقع پر دولہا یا دلہن کو ہدیہ دینا کیسا ہے؟

جواب: ہدیہ دینا جائز ہے، خوشی کے موقع پر تحفہ دیا جا سکتا ہے۔

سوال: بعض ہوائی جہاز کی کمپنیوں کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ جو ہماری کمپنی کے جہاز میں زیادہ سفر کرے گا، اسے فلاں ملک کا ایک ٹکٹ فری دیا جائے گا یا فلاں فلاں مراعات دی جائیں گی، اس کا لینا کیسا ہے؟

جواب: یہ کمپنی کی طرف سے تحفہ اور تبرع ہے، اس کا لینا جائز اور درست ہے۔

سوال: اسلم نے بخوشی اپنی زمین اپنے بھائیوں کو ہبہ کر دی، کچھ عرصہ بعد اسلم کا انتقال ہو گیا، اب اسلم کی اولاد وہ زمین واپس لینا چاہتی ہے اور وراثت کے مطابق آپس میں تقسیم کرنا چاہتی ہے، کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جو چیز ہبہ کردی جائے، وہ ملکیت سے نکل جاتی ہے، اسے واپس لینے کا بھی حق نہیں ہوتا، سوائے والد کے، کہ وہ اپنی اولاد کو ہبہ دے کر واپس لے سکتا ہے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میرے والد بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تا کہ ان تحائف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنائیں، جو انہوں نے مجھے دیے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ نے اپنے تمام بیٹوں کو یہ تحائف دیے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں! فرمایا: ''تو پھر یہ بھی واپس لے لیں۔''

(صحيح البخاري: 2586، صحيح مسلم: 1623)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ.

''ہبہ کرنے کے بعد واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے، جو قے کرنے کے بعد دوبارہ نگل لے۔''

(صحيح البخاري: 2621، صحيح مسلم: 1622)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو تحفہ دے کر اس سے واپس لے لے، بجز والد کے، جو وہ اپنے بیٹے کو دیتا ہے۔ جو تحفہ دے کر واپس لیتا ہے، اس کی مثال کتے جیسی ہے، جو کھاتا ہے، جب سیر ہو جاتا ہے، تو قے کرتا ہے، پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 78,27/2، سنن أبي داوٗد : 3539، سنن النّسائي : 3720، سنن التّرمذي : 2132، سنن ابن ماجه : 2377، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۹۴) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴۶/۲) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

لہٰذا مذکورہ صورت میں اسلم نے جو زمین ہبہ کر دی، وہ بھی اسے واپس لینے کا حق نہیں رکھتا، چہ جائیکہ اس کی وفات کے بعد اس کی اولاد واپسی کا مطالبہ کرے۔ یہ وراثت نہیں، کیونکہ اس پر اسلم کی ملکیت اس کی زندگی میں ہی ختم ہو چکی تھی۔

سوال: کیا کتابوں کو کرایہ پر دینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اسلم کی گھڑی گم ہوگئی، اس نے زید سے کہا کہ اگر تم اس گھڑی کو تلاش کرلو، وہ تمہاری ہوگئی، زید نے گھڑی تلاش کی اور اسے مل گئی، اسلم اپنی بات سے انکاری ہو گیا اور گھڑی واپس لینا چاہتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اسلم کے لیے انکار کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ گھڑی زید کو دے چکا ہے۔

سوال: غیر مسلم کو قرآن کریم ہدیہ کے طور پر دینا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلم اگر قرآن پڑھ سکتا ہے، تو اسے بطور ہدیہ قرآن کریم دیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ یقین ہو کہ وہ قرآن کریم کی بے حرمتی نہیں کرے گا۔ اگر بے حرمتی کا اندیشہ ہے، تو اسے قرآن کریم نہیں دینا چاہیے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ يَنْهٰى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ .

”رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی زمین کی طرف قرآن کریم لے جانے سے منع فرمایا ہے، کہ کہیں دشمن قرآن کی بے حرمتی نہ کر دے۔“

(صحیح مسلم : 1869)

کافر ریاست میں قرآن لے جانا تب منع ہے، جب قرآن کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو، لہٰذا جس کافر کے متعلق یقین ہو کہ وہ قرآن کی بے حرمتی نہیں کرے گا، اسے قرآن کریم ہدیہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر غیر مسلم خنزیر کی کھال سے بنی جیکٹ ہبہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا ہبہ قبول نہیں کرنا چاہیے۔ خنزیر کے کسی عضو سے انتفاع جائز نہیں۔ یہ نجس العین ہے، لہٰذا اس کی کھال سے تیار شدہ جیکٹ کا تحفہ قبول کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا نابالغ بچوں کو کوئی چیز ہبہ کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، نابالغ بچے کو کوئی چیز ہبہ کر دی، تو اس سے بھی واپس لینا جائز نہیں، سوائے والد کے، کہ وہ اپنے بچے سے ہبہ شدہ چیز کو واپس لے سکتا ہے۔

سوال: ایک والد نے بچے کے لیے دودھ کا ڈبہ خریدا، گھر آ کر معلوم ہوا کہ بچے کو دودھ کی ضرورت نہیں ہے، کیا والد دودھ کا ڈبہ کسی دوسرے بچے کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں، دے سکتا ہے، یہ ہبہ نہیں، اگر ہبہ بھی ہوتا، تب بھی والد کا اپنے بچے سے ہبہ شدہ چیز واپس لینا جائز ہے۔

سوال: ایک نابالغ بچے کو اس کے والد نے یا کسی نے کچھ رقم ہبہ کر دی، کیا والد بچے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی رقم سے اس کے لیے کپڑے وغیرہ خرید سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا استاذ نابالغ بچے کا ہدیہ قبول کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، قبول کر سکتا ہے، بشرطیکہ بچے کے والدین کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

سوال: ایک شخص نے اپنا ایک پلاٹ مسجد کے لیے ہبہ کیا تھا، کیا اب وہ اسے بیچ کر رقم استعمال کر سکتا ہے؟

جواب: جس شخص نے پلاٹ مسجد کو ہبہ کر دیا، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ پلاٹ اپنی ملکیت میں لے یا اس میں تصرف کرے۔ اب وہ مسجد کی ملکیت ہے، البتہ اگر انتظامیہ چاہے، تو بیچ کر اس کی رقم کو مسجد کے کسی کام میں صرف کر سکتی ہے۔

سوال: جو جانور دوست کی طرف سے بطور ہبہ حاصل ہوا ہے، کیا اس کی قربانی کی جا سکتی ہے؟

جواب: جو چیز جسے ہبہ کی جاتی ہے، وہ اس کا مالک بن جاتا ہے، اس میں مکمل تصرف کر سکتا ہے، لہٰذا اگر موہوب جانور میں قربانی کی مکمل شرائط پائی جاتی ہیں، تو وہ اس جانور کی قربانی کر سکتا ہے۔

سوال: غیر شرعی تقریبات میں ہدیہ دینا کیسا ہے؟

جواب: غیر شرعی تقریبات میں شرکت کرنا جائز نہیں، نیز یہ بھی جائز نہیں کہ شرکت تو نہ کی جائے، مگر کسی کے ہاتھ ہدیہ بھیج دیا جائے، کیونکہ یہ گناہ کی حوصلہ افزائی ہے، جو کہ جائز نہیں۔

سوال: کیا ماں بیٹے کو مکان ہبہ کر سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، کر سکتی ہے، مگر اس صورت میں تمام اولاد میں برابری کرے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: لڑکی اور لڑکے میں عشق ہے، اس میں ہدیہ دینا کیسا ہے؟

جواب: لڑکی اور لڑکے کا آپس میں عشق کرنا غیر شرعی ہے، اس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینا جائز نہیں۔

سوال: ایک عاشق نے اپنی معشوقہ کو قیمتی موبائل ہدیہ کیا، بعد میں ان کا تعلق ختم ہو گیا، اب لڑکا لڑکی سے موبائل واپس مانگ رہا ہے، کیا اس کا یہ تقاضا جائز ہے؟

جواب: یہ الگ بات ہے کہ غیر محرم لڑکے لڑکی میں تحائف کا تبادلہ ناجائز اور غیر شرعی ہے، مگر اس میں دیے گئے ہدیہ اور تحفہ کو واپس لینا جائز نہیں۔

لہٰذا مذکورہ صورت حال میں لڑکی موبائل موہوب کی مالکہ ہے، لڑکے کے لیے واپسی کا مطالبہ جائز نہیں۔

سوال: کیا ہبہ میں قبضہ شرط ہے؟

جواب: جی ہاں، ہبہ کے صحیح ہونے کے لیے ہبہ شدہ چیز قبضہ میں لینا شرط ہے، اگر چیز قبضہ میں نہیں لی، تو ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ سے رجوع کا حق رکھتا ہے، البتہ جب ہبہ شدہ چیز پر قبضہ ہو گیا، تو ہبہ کرنے والا واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

یاد رہے کہ قبضہ میں عرف کا اعتبار ہو گا، مثلاً گاڑی کے ہبہ میں گاڑی کی چابی اور کاغذات حوالے کر دے، تو عرف میں یہ قبضہ ہی شمار ہو گا۔

سوال: سود خور کا ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، سود کا گناہ سود خور کے سر ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا مکان یا دوکان سو سال کے لیے کرایہ پر دینا یا لینا جائز ہے؟

جواب: دی جا سکتی ہے، طرفین میں سے جو فوت ہو جائے، اس کے ورثا وہ معاہدہ آگے بڑھائیں گے۔

سوال: آجر اور مستاجر میں سے کوئی فوت ہو جائے، تو کیا اجارہ ختم ہو جائے گا؟

جواب: اگر معاہدہ میں کوئی مدت طے کی گئی تھی، تو میت کا وارث اور دوسرا فریق اجارہ آگے بڑھا سکتے ہیں۔

سوال: کیا مسلمان انجینئر شراب خانے کی تعمیر کر سکتا ہے؟

جواب: شراب بالاتفاق حرام ہے، اس کی تیاری کے لیے عمارت بنانا جائز نہیں اور اس پر ہر قسم کی معاونت حرام ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: غیر مسلموں کے عبادت خانے کی تعمیر میں مزدوری کرنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

جواب: جائز نہیں، یہ شرک پر تعاون ہے۔

سوال: مسلمان نائی کا شیو کرنا کیسا ہے؟

جواب: ڈاڑھی کٹوانا کبیرہ گناہ ہے اور کاٹنا بھی گناہ ہے۔

سوال: ڈاڑھی کاٹنے پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: ڈاڑھی کاٹنا حرام ہے، اس پر اُجرت لینا بھی حرام ہے۔

سوال: تقریر اور وعظ پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجَارَةُ جَائِزَةٌ عَلٰی تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ، وَعَلٰی تَعْلِيمِ الْعِلْمِ، مُشَاهَرَةً وَّجُمْلَةً، وَكُلُّ ذٰلِكَ جَائِزٌ، وَعَلَى الرَّقْيِ، وَعَلٰی نَسْخِ الْمَصَاحِفِ، وَنَسْخِ كُتُبِ الْعِلْمِ؛ لِأَنَّهٗ لَمْ يَأْتِ فِي النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ نَصٌّ، بَلْ قَدْ جَائَتِ الْإِبَاحَةُ، كَمَا رُوِّينَا مِنْ طَرِيقِ الْبُخَارِيِّ.

”قرآنِ کریم اور حدیث کی تعلیم پر ماہانہ یا یک مشت اُجرت لینا سب جائز ہے۔ نیز دَم کرنے، مصاحف (قرآنِ کریم) لکھنے اور کتبِ احادیث کی کتابت کرنے کی اُجرت بھی جائز ہے، کیوں کہ اس سے ممانعت کی کوئی دلیل (وحی الٰہی میں) وارد نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس اس کا جواز ثابت ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی سند سے ہمیں بیان کیا گیا ہے۔“

(المحلّٰی بالآثار: 18/7)

سوال: مفتی کے لیے اُجرت لینا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جائز ہے، اُمورِ دین پر اُجرت لینا جائز ہے۔

سوال: قاضی کے لیے اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: سینما کے لیے مکان کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: شادی ہال غیر مسلم کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا خریدے ہوئے غلہ کو اپنے قبضہ میں لانے سے پہلے آگے فروخت کر سکتے ہیں؟

جواب: جب تک خریدے ہوئے غلہ کو اپنے قبضہ میں نہ کر لیا جائے، اسے آگے فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ (مسلم: ۱۵۲۸)

سوال: کیا قبض سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہے؟

جواب: قبضہ میں کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت صرف غلہ یعنی اشیائے خوردنی کے بارے میں ہے۔ باقی اشیا کو خریدنے کے بعد قبضہ میں لینے سے پہلے بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فروخت کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا کمیشن لینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ فریقین میں سے کسی سے دھوکہ نہ ہو۔

سوال: کرائے پر حلالہ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ دونوں خبیث الفطرت اور بدطینت انسان ہیں، حلالہ پر اُجرت دینا اور لینا حرام ہے۔

❁ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (۶۸۵ھ) فرماتے ہیں:

"حلالہ کرنے والا وہ ہے، جو ایسی عورت سے شادی کرتا ہے، جس کو تین طلاقیں دے دی گئی ہیں، شادی سے اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ وطی کے بعد اسے طلاق دے دے گا، تاکہ جس شوہر نے پہلے طلاق دی تھی، اس کے لیے حلال ہو جائے، گویا وہ نکاح اور وطی کے ساتھ اس عورت کو پہلے خاوند پر حلال کر رہا ہے۔ جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے، اس سے مراد پہلا شوہر ہے۔ ان دونوں پر لعنت اس لیے کی گئی ہے، کیونکہ یہ عمل ان کی ہتک عزت اور قلت غیرت کا باعث ہے، نیز یہ عمل ان کے کمینے اور گھٹیا پن پر دلالت کرتا ہے۔ جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے، اس کی بہ نسبت تو یہ بالکل واضح ہے، جبکہ حلالہ کرنے والے کی بہ نسبت اس طرح کہ اس نے کسی کی غرض کے لیے عورت سے وطی کر کے خود کو گرا دیا ہے، کیونکہ اس نے وطی اس لیے کی ہے، تاکہ وہ اسے اس شخص کو وطی کے لیے دے، جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کرائے کے سانڈ سے تشبیہ دی ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تحفة الأبرار : 392/2، مرقاة المفاتيح للملا علي القاري : 2149/5)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) حلالہ کو جائز کہنے والوں کا رد کرتے ہیں:

أَمَّا فِي هٰذِهِ الْأَزْمَانِ الَّتِي قَدْ شَكَتِ الْفُرُوجُ فِيهَا إِلٰى رَبِّهَا مِنْ مَفْسَدَةِ التَّحْلِيلِ، وَقُبْحِ مَا يَرْتَكِبُهُ الْمُحَلِّلُونَ مِمَّا هُوَ رَمْدٌ بَلْ عَمْيٌ فِي عَيْنِ الدِّينِ وَشُجًى فِي حُلُوقِ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ قَبَائِحَ تُشَمِّتُ أَعْدَاءَ الدِّينِ بِهٖ، وَتَمْنَعُ كَثِيرًا مِّمَّنْ يُرِيدُ الدُّخُولَ بِسَبَبِهٖ، بِحَيْثُ لَا يُحِيطُ بِتَفَاصِيلِهَا خِطَابٌ، وَّلَا يَحْصُرُهَا كِتَابٌ، يَرَاهَا الْمُؤْمِنُونَ كُلُّهُمْ مِنْ أَقْبَحِ الْقَبَائِحِ، وَيَعُدُّونَهَا مِنْ أَعْظَمِ الْفَضَائِحِ، قَدْ قَلَّبَتْ مِنَ الدِّينِ رَسْمَهٗ، وَغَيَّرَتْ مِنْهُ اسْمَهٗ، وَضَمَّخَ التَّيْسُ الْمُسْتَعَارُ فِيهَا الْمُطَلَّقَةَ بِنَجَاسَةِ التَّحْلِيلِ، وَقَدْ زَعَمَ أَنَّهٗ قَدْ طَيَّبَهَا لِلْحَلِيلِ، فَيَا لِلّٰهِ الْعَجَبُ! أَيُّ طِيبٍ أَعَارَهَا هٰذَا التَّيْسُ الْمَلْعُونُ؟ وَأَيُّ مَصْلَحَةٍ حَصَلَتْ لَهَا وَلِمُطَلِّقِهَا بِهٰذَا الْفِعْلِ الدُّونِ.

”موجودہ دور میں عزتیں حلالے کی قباحتوں اور حلالہ کرنے والوں کی فضاحتوں پر اپنے رب کے دربار میں شکایت کناں ہیں، یہ فعلِ شنیع دین اسلام کی آنکھ کا تنکا اور مومنوں کے گلے کا کانٹا بن چکا ہے، ایسی کاروائیاں دشمنانِ اسلام کو ہنساتی اور اس کے قریب آنے والوں کو دور لے جاتی ہیں، نہ کوئی تقریر ان مفاسد کو الفاظ میں سمیٹ سکتی ہے اور نہ کوئی تحریر ان خرابیوں کو اوراق میں لپیٹ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سکتی ہے، تمام مومن اس حلالے کو چوٹی کی قباحت اور انتہا کی فضاحت سمجھتے ہیں، اس نے دین کا نام تبدیل اور اس کا ڈھانچا تحلیل کر دیا ہے، کرائے کا یہ سانڈ پاک عورت کو اس حرامے کی نجاست میں لت پت کر کے سمجھتا ہے کہ میں نے اسے خاوند کے لیے حلال کر دیا ہے، وائے تعجب! اس گھٹیا کرتوت سے مطلقہ عورت اور اس کے خاوند کے لیے اس کمینے نے کونسا کمال کر دیا ہے؟''

(إعلام المؤقعين : 3/52-53)

✿ نیز لکھتے ہیں:

ثُمَّ سَلْ مَنْ لَهٗ أَدْنَى اطِّلَاعٌ عَلٰى أَحْوَالِ النَّاسِ : كَمْ مِنْ حُرَّةٍ مَصُونَةٍ أَنْشَبَ فِيهَا الْمُحَلِّلُ مَخَالِبَ إِرَادَتِهٖ فَصَارَتْ لَهٗ بَعْدَ الطَّلَاقِ مِنَ الْأَخْدَانِ وَكَانَ بَعْلُهَا مُنْفَرِدًا بِوَطْئِهَا فَإِذَا هُوَ وَالْمُحَلِّلُ فِيهَا بِبَرَكَةِ التَّحْلِيلِ شَرِيكَانِ؟ فَلَعَمْرُ اللّٰهِ كَمْ أَخْرَجَ التَّحْلِيلُ مُخَدَّرَةً مِنْ سِتْرِهَا إِلَى الْبِغَاءِ، وَأَلْقَاهَا بَيْنَ بَرَاثِنِ الْعُشَرَاءِ وَالْحُرَفَاءِ؟

''ان لوگوں سے پوچھ کر تو دیکھو، جنھوں نے حالاتِ حاضرہ کی طرف تھوڑا سا بھی دھیان کیا کہ کتنی عفت مآب دوشیزاؤں کو ان سانڈھوں نے اپنے ناپاک عزائم کے پنجے گاڑ کر لہولہان کیا، چنانچہ طلاقِ حلالہ کے بعد بھی دونوں نے باہم شناسائی رکھی اور اس ''حرامے'' کی برکت سے اصل خاوند کے ساتھ ساتھ اس سانڈ نے بھی عورت تک رسائی رکھی، بخدا اس قبیح فعل کی وجہ سے کتنی ہی پردہ نشین عورتیں بغاوت پر آمادہ ہیں اور ان لوگوں کے چنگل میں پھنس چکی ہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جو فحاشی و عریانی کے دلدادہ ہیں۔“

(إعلام المؤقعين : 54/3)

سوال: ایک شخص نے کار اُجرت پر لی، آجر (اُجرت پر دینے والا) نے مستاجر (اُجرت پر لینے والا) پر یہ شرط لگائی کہ اس میں جو خرابی واقع ہوگی، اس کا ذمہ دار مستاجر ہے، کیا یہ شرط درست ہے؟

جواب: آجر کے لیے شرط لگانا جائز ہے۔ مستاجر طے شدہ شرائط کی پاسداری کرے۔

سوال: اگر اجارہ میں اجیر کے ذمہ کام کرنا نہ ہو، بلکہ صرف کام کرنے والوں کی دیکھ بھال اور انتظام ہو، تو کیا وہ اُجرت لے سکتا ہے؟

جواب: مزدوروں کی دیکھ بھال کرنا اور انتظامات کرنا بھی کام ہی ہے، لہٰذا اس کے لیے اُجرت لینا جائز ہے۔

سوال: کام کے دوران اجیر کی کوتاہی سے نقصان ہوگیا، اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟

جواب: اگر نقصان واقعتاً اجیر کی کوتاہی سے ہوا ہے، تو اجیر ہی ذمہ دار ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے مکینک کو اپنی مشین مرمت کے لیے دی، مگر مکینک کی دکان سے وہ مشین چوری ہوگئی، کیا مکینک نقصان کا ذمہ دار ہوگا؟

جواب: مکینک کی غفلت کی وجہ سے ایسا ہوا، تو مکینک ہی ذمہ دار ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے درزی سے کہا کہ اگر تو نے میرے کپڑے آج سلائی کر دیے، تو میں تمہیں ایک ہزار روپے دوں گا اور اگر کل سلائی کیے، تو آٹھ سو روپے دوں گا، کیا اس طرح شرط لگا کر قیمت کم یا زیادہ کرنا درست ہے؟

جواب: جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص نے مکان کرایہ پر لیا، کیا وہ آگے کسی کو مکان کرائے پر دے سکتا ہے؟

جواب: دے سکتا ہے، مگر ہر قسم کے نقصان کا ذمہ دار وہی ہوگا، جس نے مالک سے مکان کرائے پر لیا تھا۔

سوال: ٹی وی کی مرمت کی اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: ٹی وی ذریعہ ابلاغ ہے، اس کے بنانے کا مقصد بھی اطلاع اور ابلاغ تھا، آگے اس میں کیا دیکھا جاتا ہے، یہ دیکھنے والے پر۔ اس لحاظ سے ٹی وی کی مرمت کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز ہے۔

مثال کے طور پر چھری یا چاقو بنانے کا مقصد جائز ضرورت کے لیے استعمال کرنا ہے، اب اگر کوئی اسے قتل کے لیے یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کرے، تو یہ استعمال کرنے والے کا گناہ ہے، بنانے والے نے اسے بنیادی طور پر جائز مقصد کے لیے بنایا تھا۔

سوال: ایک شخص نے دوسرے کو مرغیاں لے کر دیں اور کہا کہ تم انہیں پالو، جب یہ انڈیں دیں گی، تو وہ ہمارے درمیان آدھے آدھے تقسیم ہو جائیں گے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکور صورت کے عدم جواز میں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

سوال: اسٹیٹ ایجنٹ کا سروس فیس وصول کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ دلالی ہے، جو کہ جائز ہے۔

سوال: غیر مسلموں کو اجرت پر رکھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہود و نصاریٰ کو سرزمین حجاز سے نکال دیا اور جب نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے خیبر پر فتح پائی، تو آپ نے بھی یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا تھا، جب آپ کو وہاں فتح حاصل ہوئی، تو اس کی زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی ہوگئی، آپ کا ارادہ یہودیوں کو وہاں سے باہر کرنے کا تھا، لیکن یہودیوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں یہیں رہنے دیں، ہم (خیبر کی اراضی کا) سارا کام خود کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ لے لیں گے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا جب تک ہم چاہیں گے، تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں رہے اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا۔‘‘

(صحيح البخاري: 2338، صحيح مسلم: 1551، المنتقى لابن الجارود: 663)

سوال: ایک شخص نے کسی سے گاڑی عاریۃً لی، پھر آگے کسی کو اجرت پر دے دی، اس پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: عاریۃً لی گئی چیز کو مالک کی اجازت کے بغیر اجرت پر دینا جائز نہیں، مالک اجازت دے دے، تو اسے اجارہ پر دینا اور اس سے اجرت لینا جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نے ایک کمپنی سے مکان بنانے کے لیے اجارہ کا معاملہ کیا اور پابند کیا کہ تین ماہ میں کام مکمل کرے، کیا ایسا اجارہ درست ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں کمپنی کو مدت کا پابند کرنا جائز ہے۔

سوال: حرام اور ناجائز اشیا والی دکان پر ملازمت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ: 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: فٹ بال کھیل کر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، بشرطیکہ کھیل میں جوا یا شرط نہ لگائی گئی ہو۔

سوال: خالد نے بکر سے ایک دکان بیس ہزار ماہانہ کرایہ پر لی، بکر نے خالد پر شرط عائد کی کہ دکان چھوڑنے سے دو ماہ پہلے اطلاع دے گا، ورنہ دو ماہ کا کرایہ اسے ہی دینا پڑے گا، کیا ایسی شرط لگانا جائز ہے؟

جواب: ایسی شرط لگانا جائز ہے، مزید دو ماہ کا جو کرایہ ہے، وہ بطور جرمانہ ہے۔

سوال: زید نے اپنے پڑوسی خالد کی حویلی بے تکلفی کی وجہ سے استعمال کرنا شروع کردی، اس سے اجازت نہیں لی، خالد نے بھی منع نہ کیا، یہ سلسلہ عرصہ دراز تک چلتا رہا، پھر خالد فوت ہو گیا، بعد میں بھی زید وہ حویلی استعمال کرتا ہے، پھر کچھ سال بعد خالد کے ورثا نے دعویٰ کیا کہ زید نے بغیر اجازت اس حویلی کو استعمال کیا ہے، لہٰذا وہ جتنے سالوں سے اس حویلی کو استعمال کررہا ہے، سب کا کرایہ ادا کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت حال میں جب زید نے خالد کی موجودگی میں اس کی حویلی استعمال کی اور خالد نے بھی علم ہونے کے باوجود منع نہیں کیا، تو یہ ایک طرح کا عاریت ہے اور خالد کا منع نہ کرنا اس کی اجازت ہی شمار ہوگا، کیونکہ اجازت کبھی صریح ہوتی ہے اور کبھی غیر صریح۔ بہر کیف یہ اجازت ہے۔ پھر خالد کی وفات کے بعد بھی ورثا نے منع نہیں کیا، تو وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی اجازت ہی شمار ہوگا۔

لہٰذا عرصہ دراز کے بعد ورثا کا زید سے کرایہ کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔

سوال: پھل دار درختوں کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: غیر شرعی کام کی وکالت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: کیا غیر مسلم کو کسی چیز کے فروخت کرنے پر وکیل بنانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: شراب فروخت کرنے کے لیے وکیل بننا کیسا ہے؟

جواب: شراب حرام ہے، اس کا بیچنا اور خریدنا بھی حرام ہے، اس پر وکیل بننا بھی جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: حرام خوری کی کیا سزا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور مؤمن بندوں کو حلال اور طیب رزق کھانے کا حکم فرمایا ہے۔ حرام خوری کبیرہ گناہ ہے۔ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی، نیز حرام خوری باعث لعنت کام ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے۔جب اللہ تعالیٰ نے ان پر جانوروں کی چربی حرام کی،تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچا اوراس کی قیمت کھانا شروع کر دی۔“

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم : 1207)

❀ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهٗ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ .

”اے کعب بن عجرہ! جو گوشت حرام سے پلا ہو، آگ ہی اس کی مستحق ہوگی۔“

(سنن التّرمذي : 614، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

سوال: عقد مضاربت کیا ہے؟

جواب: مضاربت کاروبار کی ایک صورت ہے، وہ یہ کہ ایک شخص دوسرے کو مال دیتا ہے کہ اس مال کو فلاں کام میں لگاؤ، اس سے جو نفع ہوگا، وہ اتنے اتنے تناسب سے ہم دونوں میں تقسیم ہوگا۔عقد مضاربت میں مال ایک شخص کا ہوتا ہے اور محنت دوسرے کی۔ محنت کش اس کے نفع میں شریک ہوگا، اگر اس کاروبار میں نقصان ہو جائے، تو وہ مالک کا ہوگا، محنت کش اس میں شریک نہ ہوگا۔

سوال: عقد مضاربت میں اگر مالک بھی کام میں شریک ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عقد مضاربت میں جس شخص کا مال لگا ہے، کام کرنا اس کی ذمہ داری نہیں، بلکہ مضارب (جو شخص عقد مضاربت میں کام کرتا ہے) کی ہے، اگر مالک اپنی مرضی سے مضارب کے ساتھ کام میں شریک ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں، یہ عقد صحیح ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: زید نے بکر کو تجارت کے لیے ایک دکان دی اور اس میں سارا سرمایہ بھی زید نے دیا، زید نے بکر سے کہا کہ تم تجارت کرو اور نفع ہو یا نقصان، بس مجھے ہر ماہ پندرہ ہزار دیتے رہنا، کیا اس طرح کی شرط لگانا جائز ہے؟

جواب: مضاربت میں نقصان سرمایہ دار کا ہوتا ہے، نہ کہ مضارب کا۔ اگر مالک مضاربت میں ایسی کوئی شرط لگاتا ہے، تو یہ سود کے ضمن بھی آئے گا اور یہ حرام ہے۔

سوال: خالد کو کسی شخص نے مضاربت کے لیے پچاس ہزار دیے، خالد نے اس سے فرنیچر کا سامان خریدا، کیا خالد تیار شدہ فرنیچر کو قیمتاً خود رکھ سکتا ہے؟

جواب: اگر مارکیٹ کے مطابق قیمت ادا کرے، تو مضارب اپنا تیار کردہ مال خود بھی رکھ سکتا ہے، تاکہ جس نے مال دیا ہے، اس کا نقصان نہ ہو۔

سوال: بکر نے خالد کو ایک مکان تجارت کے لیے دیا، تجارت میں کل مال بھی بکر کا ہے، بکر نے خالد سے کہا کہ میں اپنے مکان کا پندرہ ہزار روپے کرایہ وصول کروں گا، خواہ تجارت میں نفع ہو یا نقصان، کیا بکر کا خالد سے کرائے کا مطالبہ درست ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں بکر نے خالد سے دو عقد کیے ہیں، ایک عقد اجارہ اور دوسرا عقد مضاربت۔ عقد مضاربت میں اس نے پورا مال لگایا، اب تجارت کیسے کرنی ہے اور کہاں کرنی ہے، اس کا بندوست کرنا مضارب کی ذمہ داری ہے، پھر اس نے مضارب سے ہی عقد اجارہ طے کرلیا کہ وہ اس کے مکان میں تجارت کرلے، مگر ماہانہ اس کا کرایہ ادا کرے۔ بکر کا ایسا کرنا بالکل جائز ہے، کیونکہ وہ ماہانہ پندرہ ہزار عقد اجارہ کے لے رہا ہے، نہ کہ عقد مضاربت کے۔ دوسری طرف اگر عقد مضاربت میں نقصان ہوگا، تو وہ نقصان بکر کا ہی ہوگا، نہ کہ مضارب خالد کا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: احمد اور زید نے ایک کاروبار میں سرمایہ لگایا، دونوں نے دو دو لاکھ روپے شامل کیے، اس کاروبار میں کام کرنے کی مکمل ذمہ داری زید کی ہے، احمد نے صرف دو لاکھ روپے لگائے ہیں، دونوں میں یہ طے پایا ہے کہ کل نفع کا ۷۰ فیصد زید کو ملے گا اور باقی ۳۰ فیصد احمد کو ملے گا، کیونکہ زید نے ایک تو سرمایہ لگایا ہے اور دوسرا وہ اس کاروبار کو چلاتا ہے، کیا نفع میں اس طرح کمی زیادتی درست ہے؟

جواب: مذکورہ صورت مضاربت کی ہے، اس طرح کی مشروط مضاربت جائز ہے۔ زید اور احمد دونوں کاروبار کے مالک ہیں، مگر زید عامل بھی ہے، لہٰذا اس کا نفع میں زیادہ حصہ لینا جائز ہے، یہ یاد رہے کہ تناسب کی یہ کمی پیشی صرف نفع میں ہے، اگر نقصان ہو، تو وہ دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا، کیونکہ نقصان مالک کا ہوتا ہے اور دونوں کی ملکیت برابر ہے، کیونکہ مذکورہ مضاربت میں زید اور بکر دونوں نے دو دو لاکھ ادا کیے ہیں۔

سوال: بکر اور عمرو نے عقد مضاربت کیا، بکر نے سرمایہ لگایا اور عمرو نے کاروبار چلایا، دونوں کی مضاربت تین سال چلی، اس کے بعد عمرو اور بکر عقد مضاربت ختم کرنا چاہتے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں عمرو (مضارب) کو چاہیے کہ بکر (سرمایہ لگانے والا) کو اس کی وہ اصل رقم واپس کر دے، جو اس نے کاروبار میں لگائی تھی۔ اس سے عقد مضاربت ختم ہو جائے گا اور عمرو کاروبار کا مالک بن جائے گا۔

سوال: کیا عقد مضاربت میں مدت متعین کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا غیر مسلموں سے عقد مضاربت کیا جا سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا ایک عقد مضاربت میں کئی مضارب ہو سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، نفع مالک اور تمام مضارب میں تقسیم ہو جائے گا۔

سوال: کیا سودی کاروبار میں مضاربت جائز ہے؟

جواب: سود حرام اور باعث لعنت ہے، اس میں مضاربت جائز نہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(صحیح مسلم: 1598)

❀ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

(صحیح البخاري: 5347)

سوال: سینما کے لیے مضاربت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ حرام کمائی ہے۔

سوال: شراب کی فیکٹری کے لیے مضاربت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ حرام ہے۔

سوال: کیا کئی افراد مل کر مضاربت میں سرمایہ لگا سکتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): جی ہاں، سرمایہ لگانے والے نفع ونقصان میں اسی تناسب سے شریک ہوں گے، جتنا جتنا انہوں نے سرمایہ لگایا ہے، البتہ مضارب نفع میں شریک ہوگا، نقصان میں شریک نہ ہوگا۔

(سوال): فرزند علی رضی اللہ عنہ محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ یزید کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے؟

(جواب): نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَشٰی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ وَأَصْحَابُهٗ إِلٰی مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَأَرَادُوهُ عَلٰی خَلْعِ يَزِيدَ، فَأَبٰی، فَقَالَ ابْنُ مُطِيعٍ : إِنَّ يَزِيدَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَتْرُكُ الصَّلَاةَ وَيَتَعَدّٰی حُكْمَ الْكِتَابِ، فَقَالَ لَهُمْ : مَا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا تَذْكُرُونَ، وَقَدْ حَضَرْتُهٗ وَأَقَمْتُ عِنْدَهٗ، فَرَأَيْتُهٗ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلَاةِ، مُتَحَرِّيًا لِلْخَيْرِ، يَسْأَلُ عَنِ الْفِقْهِ، مُلَازِمًا لِلسُّنَّةِ، قَالُوا : فَإِنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِنْهُ تَصَنُّعًا لَكَ، فَقَالَ : وَمَا الَّذِي خَافَ مِنِّي أَوْ رَجَا حَتّٰی يُظْهِرَ إِلَيَّ الْخُشُوعَ؟! أَفَأَطْلَعَكُمْ عَلٰی مَا تَذْكُرُونَ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ؟ فَلَئِنْ كَانَ أَطْلَعَكُمْ عَلٰی ذٰلِكَ إِنَّكُمْ لَشُرَكَاؤُهٗ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَطْلَعَكُمْ فَمَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا بِمَا لَمْ تَعْلَمُوا، قَالُوا : إِنَّهٗ عِنْدَنَا لَحَقٌّ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَأَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُمْ : قَدْ أَبَی اللّٰهُ ذٰلِكَ عَلٰی أَهْلِ الشَّهَادَةِ، فَقَالَ : ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (الزّخرف : ٨٦) وَلَسْتُ مِنْ أَمْرِكُمْ فِي شَيْءٍ، قَالُوا : فَلَعَلَّكَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تَكْرَهُ أَنْ يَتَوَلَّى الْأَمْرَ غَيْرُكَ، فَنَحْنُ نُوَلِّيكَ أَمْرَنَا، قَالَ : مَا أَسْتَحِلُّ الْقِتَالَ عَلٰى مَا تُرِيدُونَنِي عَلَيْهِ تَابِعًا وَلَا مَتْبُوعًا، قَالُوا : فَقَدْ قَاتَلْتَ مَعَ أَبِيكَ، قَالَ جِيئُونِي بِمِثْلِ أَبِي أُقَاتِلُ عَلٰى مِثْلِ مَا قَاتَلَ عَلَيْهِ، فَقَالُوا : فَمُرِ ابْنَيْكَ أَبَا هَاشِمٍ وَالْقَاسِمَ بِالْقِتَالِ مَعَنَا، قَالَ : لَوْ أَمَرْتُهُمَا قَاتَلْتُ، قَالُوا : فَقُمْ مَعَنَا مَقَامًا تَحُضُّ النَّاسَ فِيهِ عَلَى الْقِتَالِ، قَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ! آمُرُ النَّاسَ بِمَا لَا أَفْعَلُهُ وَلَا أَرْضَاهُ؟! إِذَا مَا نَصَحْتُ لِلّٰهِ فِي عِبَادِهِ، قَالُوا : إِذًا نُكْرِهُكَ، قَالَ : إِذًا آمُرُ النَّاسَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَأَلَّا يُرْضُوا الْمَخْلُوقَ بِسَخَطِ الْخَالِقِ، وَخَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ .

’’عبد اللہ بن مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ اور آپ کے چند ساتھی، (فرزند علی رضی اللہ عنہ) محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور یزید کی بیعت توڑنے کو کہا، تو انہوں نے انکار کر دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یزید شراب پیتا ہے، نماز کا تارک ہے اور کتاب اللہ کے احکامات میں زیادتی کرتا ہے۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ کہنے لگے: جو باتیں آپ ذکر کر رہے ہیں، میں نے اس میں نہیں پائیں، میں اس کے پاس گیا ہوں، وہاں قیام کیا ہے، میں نے اسے نماز کا پابند اور خیر کا متلاشی پایا ہے، وہ سنت کی پیروی کرتا تھا اور فقہ اسلامی کے متعلق سوال پوچھتا تھا۔ کہنے لگے: یہ سب آپ کو دکھانے کے لیے تھا۔ محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے عرض کیا: اسے مجھ سے کیا خوف یا اُمید تھی کہ میرے سامنے خشوع و خضوع ظاہر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتا؟ اچھا جو آپ لوگ اس کے شراب پینے کی بابت ذکر کر رہے ہیں، وہ اس نے آپ کو دکھایا ہے؟ اگر تو اس نے آپ کو دکھایا ہے، تو آپ بھی اس میں شریک کار ہوئے اور اگر اس نے آپ کو نہیں دکھایا، تو آپ کے لیے ایسی بات کی گواہی دینا جائز نہیں، جسے آپ جانتے ہی نہیں۔ انھوں نے کہا: بھلے ہم نے اسے نہ دیکھا ہو، مگر یہ بات ہمارے نزدیک سچ ہے۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: گواہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس بات کا انکار کیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ ''جنھوں نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے بھی ہوں۔'' البتہ مجھے آپ کی باتوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ کہنے لگے: شاید آپ اپنے علاوہ کسی اور کو حاکم بننا پسند نہیں کرتے، چلیں ہم آپ کو اپنی حکومت کا سربراہ مقرر کر دیں گے۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: جو آپ مجھے بنانا چاہتے ہیں، اس کے لیے نہ میں سربراہ بن کر قتال کر سکتا ہوں اور نہ کسی کی سربراہی میں۔ کہنے لگے: آپ نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ قتال کیا تو تھا۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: آپ میرے بابا جیسا لے کر تو آئیں، میں اسی اختلاف کی بنا پر قتال کروں گا، جس کی بنا پر میں نے (اپنے والد کے ہمراہ) قتال کیا تھا۔ انھوں نے کہا: چلیں، اپنے بیٹوں ابو ہاشم اور قاسم کو کہہ دیجئے کہ ہمارے ہمراہ قتال کریں۔ عرض کیا: اگر میں ان کو کہوں، تو گویا میں نے خود قتال کیا۔ کہنے لگے: پھر آپ ہمارے ساتھ کسی جگہ کھڑے ہوں اور لوگوں کو قتال کے لیے اُبھاریں۔ عرض کیا: سبحان اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کام کا حکم دوں، جسے میں خود نہیں کرتا اور نہ اسے پسند کرتا ہوں؟ جبکہ میں اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے اس کے بندوں کی خیر خواہی چاہتا ہوں۔ کہنے لگے: پھر ہم آپ کو مجبور کریں گے! عرض کیا: میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور خالق کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی نہ کریں۔ پھر محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔"

(البِداية والنّهاية لابن كثير: 653/11، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا یزید بن معاویہ تارک نماز اور شرابی تھا؟

جواب: یزید بن معاویہ کا نماز چھوڑنا اور شراب پینا ثابت نہیں۔

❁ یحییٰ بن فلیح بن سلیمان (؟) سے منسوب ہے:

إِنَّ أَبَا عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَفَدَ عَلٰى يَزِيدَ فَأَكْرَمَهٗ وَأَحْسَنَ جَائِزَتَهٗ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَامَ إِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ ...... فَقَالَ: أَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أُكْرَمَ، وَاللّٰهِ لَرَأَيْتُ يَزِيدَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ يَتْرُكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا، فَأَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰى خُلْعَانِهٖ بِالْمَدِينَةِ فَخَلَعُوهُ.

"(عبداللہ بن احمد) ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ رحمہ اللہ وفد کی صورت میں یزید بن معاویہ کے پاس آئے۔ یزید نے ان کی عزت وتکریم کی اور خوب مہمان نوازی کی۔ جب عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ مدینہ واپس آئے، تو منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ ...... انہوں نے کہا: کیا میں اپنی عزت نہیں چاہتا؟ (یعنی عزت چاہتا ہوں) اللہ کی قسم! میں نے دیکھا، یزید بن معاویہ نشے کی وجہ سے نماز ترک کر دیتا ہے۔ تو تمام اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی۔"

(دلائل النّبوة للبيهقي: 474/6، تاريخ ابن عساكر: 18/27)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ضعیف، بلکہ جھوٹی ہے۔

① یحییٰ بن فلیح بن سلیمان کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② اس کا عبداللہ بن احمد ابی عمرو سے سماع بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

اس روایت میں عبداللہ بن احمد ابی عمرو بن حفص ہے، نہ کہ ابوعمرو بن حفص۔ کیونکہ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے عبداللہ بن احمد کے ترجمہ میں یہ روایت ذکر کی ہے۔ مؤرخین بھی یزید کی بیعت توڑنے کی بات عبداللہ بن احمد کی طرف منسوب کرتے ہیں، نہ کہ ابوعمرو بن حفص کی طرف۔

❁ سیدنا معقل بن یسار اشجعی رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں کہا:

نَخْلَعُ الْفَاسِقَ شَارِبَ الْخَمْرِ .

”ہم (مدینہ پہنچ کر) فاسق اور شرابی (یزید) کی بیعت توڑ دیں گے۔“

(تاریخ ابن عساکر : 365/59)

سند ضعیف ہے۔

عوانہ بن حکم کا مسلم بن عقبہ سے سماع ممکن نہیں، نیز اس کی معتبر توثیق نہیں۔

عوانہ کی متابعت ابوزکریا عجلانی نے کی ہے۔ اس کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ایک آدمی کا انتقال ہوا، ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ مرحوم کے بیٹوں نے کاروبار سنبھال لیا، جس میں انہیں خاطر خواہ نفع ہوا، پانچ سال بعد ورثا نے ترکہ تقسیم کرنے کا کہا، تو کیا نفع سمیت تمام ترکہ تقسیم ہوگا یا صرف وہی ترکہ تقسیم ہوگا، جو میت نے چھوڑا تھا؟

جواب: نفع سمیت پورا ترکہ وراثت میں تقسیم ہوگا اور تمام ورثا اپنے اپنے حصے کے مطابق اس نفع میں شریک ہوں گے، کیونکہ بیٹوں نے جس مال پر تجارت کی ہے، اس میں باقی ورثا بھی شریک تھے، لہٰذا وہ نفع میں بھی شریک ہوں گے۔

سوال: ایک مکان کے مالک دو بھائی ہیں، جس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ روپے ہے، ایک بھائی مکان فروخت کرنا چاہتا ہے اور دوسرا فروخت نہیں کرنا چاہتا، اب کیا کرے؟

جواب: فروخت کرنے والے کو چاہیے کہ دوسرے بھائی سے پوچھ لے، اگر وہ خریدنا چاہتا ہے، تو دوسرے کو اس کا حصہ ادا کر دے، اگر وہ خریدنا نہیں چاہتا، تو دوسرا بھائی اس مکان میں اپنا حصہ کسی کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے۔

سوال: ایک کمپنی کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں، ان شریکوں میں سے ایک شخص ایسا ہے، جو گرجا کا متولی ہے، جبکہ اس نے کمپنی میں گرجا تعمیر نہیں کیا اور نہ وہ وہاں عبادت کرتا ہے، کیا ایسی کمپنی میں ملازمت کرنا جائز ہے، جس کا ایک شریک گرجا کا متولی ہو؟

جواب: غیر مسلموں کے ساتھ کام کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ غیر شرعی کام نہ ہو، کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ اپنی محنت کی مزدوری لے رہے ہیں۔

سوال: ایک کمپنی حلال اور حرام کاروبار کرتی ہے، اس کے ساتھ مل کر کاروبار میں حصہ لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کمپنی کے حلال اور حرام کاروبار الگ الگ ہیں، دونوں معالات جدا جدا ہیں، تو اس کمپنی کے حلال کاروبار میں شراکت داری کی جا سکتی ہے، البتہ حرام کاروبار میں شراکت جائز نہیں۔ اور اگر کمپنی کے حلال اور حرام کاروبار اس طرح اکٹھے ہیں کہ حلال کاروبار میں الگ حصہ لینا ممکن نہیں، تو ایسی کمپنی میں شراکت جائز نہیں۔

سوال: جو کمپنی سود کا لین دین کرتی ہے، مگر اس کا مرکزی کاروبار سود نہیں، کیا اس کمپنی میں شراکت جائز ہے؟

جواب: جس کاروبار میں سود داخل ہو جائے، خواہ اس کاروبار میں اصل مقصود سود نہ بھی ہو، تب بھی ایسے کاروبار میں شراکت جائز نہیں، کیونکہ سود حرام ہے، اس میں کسی قسم کا تعاون جائز نہیں، اس میں شریک ہونے والے سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

سوال: دو آدمی ایک کاروبار میں شراکت چاہتے ہیں، کیا وہ نفع کے تناسب میں برابر ہوں گے یا ان میں ایک کا تناسب زیادہ بھی ہو سکتا ہے؟

جواب: دونوں میں جو طے پائے گا، وہ تناسب ہو گا۔ اگر طے پائے کہ ایک آدمی دوسرے سے زیادہ نفع لے گا، تو نقصان میں بھی اس کا تناسب اتنا ہی ہو گا۔

سوال: بکر اور خالد نے مل کر دس لاکھ کا ایک کاروبار شروع کیا، کاروبار میں بکر نے ساڑھے پانچ لاکھ روپے لگائے اور خالد نے ساڑھے چار لاکھ روپے لگائے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: دو شریکوں کا ایک کاروبار میں برابر پیسہ لگانا ضروری نہیں، جس کا جتنا پیسہ ہوگا، وہ نفع اور نقصان میں بھی اسی تناسب سے شریک ہوگا۔

مذکورہ صورت میں بکر کی شراکت زیادہ ہے، لہٰذا وہ نفع میں بھی خالد سے زیادہ لے گا اور نقصان کی صورت میں بھی بکر کا تناسب زیادہ ہوگا۔

سوال: کیا معین مدت تک شراکت داری جائز ہے؟

جواب: شراکت داری میں مدت طے کرنا جائز ہے۔ مدت پورے ہونے تک جو شریک الگ ہونا چاہتا ہے، وہ اپنا اصل مال لے کر علیحدہ ہوسکتا ہے۔

سوال: ایک کاروبار میں چند افراد شریک ہیں، ان شریکوں میں سے ایک شریک پورے کاروبار کو سنبھالتا ہے۔ اس کاروبار میں نقصان ہو گیا، اب وہ نقصان تمام شریکوں میں تقسیم ہوگا یا اس کا ضامن صرف کاروبار سنبھالنے والا شریک ہے؟

جواب: شراکت داری میں نقصان ہو جائے، تو وہ تمام شریکوں میں اسی تناسب سے تقسیم ہوگا، جس تناسب سے ان کی شراکت ہے، یعنی جتنی شراکت، اتنا نقصان۔

سوال: تین افراد نے ایک کاروبار کا ارادہ کیا، دو افراد نے ایک ایک لاکھ جمع کیا اور تیسرے نے کاروبار کے لوازمات کا بندوبست کیا، جس پر نوے ہزار کے اخراجات اٹھے اور دس ہزار نقد جمع کروا دیا، کیا اس طرح تینوں کی شراکت جائز ہے؟

جواب: تینوں کی شراکت جائز ہے۔ جس شریک نے کاروبار کے لیے سامان کا بندوبست کیا، وہ بھی قیمت کے قائم مقام ہے، کیونکہ اگر تینوں افراد رقم ہی جمع کرتے، تب بھی انہوں نے یہ سامان نوے ہزار میں خریدنا تھا، پھر تیسرے شریک نے بقیہ دس ہزار نقد جمع کرا دیے، لہٰذا تینوں کی شراکت درست اور جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا میاں بیوی شراکت داری کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: سرکہ بنانے والی کمپنی میں شراکت داری کرنا کیسا ہے؟

جواب: سرکہ بنانا اور کھانا جائز ہے، لہٰذا ایسی کمپنی میں شراکت بھی جائز ہے۔

سوال: ایک پلاٹ میں دو افراد شریک ہیں، ایک نے اپنا حصہ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا، کیا دوسرا شریک شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں کر سکتا ہے، اسے حق شفعہ حاصل ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَضٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكٍ لَّمْ يُقْسَمْ رَبْعَةٍ، أَوْ حَائِطٍ لَّا يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يَّبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهٗ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِنْ بَا عَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مشترکہ چیز میں شفعہ کا حق رکھا ہے، جو تقسیم نہ ہوئی ہو، خواہ مکان ہو یا باغ ہو، اپنے ساجھی کو اطلاع دیے بغیر اسے بیچنا مالک کے لیے جائز نہیں ہے۔ وہ (ساجھی) چاہے گا، تو خرید لے گا، چاہے گا، تو چھوڑ دے گا۔ اگر مالک ساجھی کو بتائے بغیر فروخت کر دے، تو ساجھی اس کا زیادہ حقدار ہے۔“

(صحيح مسلم : 1608، المنتقى لابن الجارود : 642)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا، جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو، لیکن جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے بدل دیے جائیں، تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔''

(صحيح البخاري : 2213، المنتقى لابن الجارود : 643)

سوال: کیا وقف کی زمین میں حق شفعہ ہے؟

جواب: وقف والی زمین میں حق شفعہ نہیں۔

سوال: ایک مکان کے دو پڑوسی ہیں، مالک مکان نے ایک پڑوسی کو مکان فروخت کر دیا، کیا دوسرا پڑوسی شفعہ کر سکتا ہے؟

جواب: دوسرے پڑوسی کو شفعہ کا حق نہیں، واللہ اعلم!

سوال: کیا کوئی چیز رہن رکھنا جائز ہے؟

جواب: جس سے قرض لیا ہے، اس کے پاس بطور ضمانت اپنی کوئی چیز رہن رکھنا جائز ہے۔ رہن رکھنے والے کو ''راہن'' کہتے ہیں، جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی گئی، اسے ''مرتہن'' کہتے ہیں اور جو چیز رہن رکھی جائے اسے ''مرہون'' کہتے ہیں۔ مرتہن کا رہن پر قبضہ ہوگا، وہ اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔ اس سے مالک انتفاع کر سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اشْتَرٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَّرَهَنَهٗ دِرْعًا مِّنْ حَدِيدٍ .

''رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گروی رکھ دی۔‘‘

(صحيح البخاري : 2068، صحيح مسلم : 1603، واللّفظ لهٗ)

سوال: کیا رہن رکھی ہوئی چیز سے انتفاع جائز ہے؟

جواب: جس کے پاس رہن ہے، وہ اسے استعمال میں نہیں لا سکتا، البتہ اگر چیز کا مالک اسے اجازت دے دے، تو استعمال کر سکتا ہے، گروی میں کوئی جانور ہے، تو اس سے بقدر خرچ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَّيُشْرَبُ مِنْ لَبَنِ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَّعَلَى الَّذِي يَشْرَبُ وَيَرْكَبُ نَفَقَتُهٗ .

’’گروی جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے، اسی طرح دودھ والا جانور جب گروی ہو، تو خرچ کے بدلے اس کا دودھ پیا جائے اور جو دودھ پیے گا یا سواری کرے گا، وہی اس کا خرچ بھی اٹھائے گا۔‘‘

(صحيح البخاري : 2512، المنتقى لابن الجارود : 665)

سوال: بکر نے خالد سے قرض لیا اور اپنی کار خالد کے پاس رہن رکھی، تو کیا بکر خالد کو کار دینے کے بجائے صرف اس کے کاغذات گروی رکھ سکتا ہے اور کار کو بدستور اپنے استعمال میں رکھے؟

جواب: مذکورہ صورت میں بکر کا خالد کے پاس کار کے کاغذات گروی رکھنا اور کار کو اپنے استعمال میں ہی رکھنا جائز ہے، کیونکہ اگر بکر اپنی کار خالد کے پاس بھی گروی رکھ دیتا، تب بھی خالد کے لیے اس کار کو استعمال کرنا جائز نہ تھا، لہٰذا اس نے صرف ضمانت کے طور پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کاغذات رکھ دیے اور کار کو خود استعمال کرتا رہا، تو ایسا کرنا جائز ہوا۔

سوال: خالد نے زید سے دس لاکھ روپے قرض لیا اور اپنا مکان زید کے پاس بطور رہن رکھوایا، زید نے یہ شرط عائد کی کہ اگر خالد نے دو سال سے پہلے پہلے قرض واپس نہ کیا، تو اسے حق حاصل ہوگا کہ وہ مکان کو فروخت کر کے اپنی رقم وصول کر لے، کیا زید کا یہ شرط لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں زید کا خالد پر یہ شرط لگانا جائز اور صحیح ہے۔ البتہ مکان فروخت کرنے کی صورت میں اگر مکان کی رقم قرض کی رقم سے زائد ہے، تو صرف اتنی رقم لے، جتنی اس نے قرض دی ہے، باقی رقم مالک کو واپس کر دے۔

سوال: بینک سے قرض لے کر مکان رہن رکھوانا کیسا ہے؟

جواب: بینک سے قرض لینا جائز نہیں، کیونکہ وہ اس پر سود وصول کرتے ہیں اور سود لینا، دینا، لکھنا یا اس پر گواہ بننا حرام ہے اور ایسا کرنے والے سب برابر کے مجرم ہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.

”رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔“

(صحيح مسلم: 1598)

سوال: کیا راہن (گروی رکھنے والا) کی اجازت کے بغیر مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے) رہن کو فروخت کر سکتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): راہن کی اجازت کے بغیر گروی رکھی گئی چیز کو فروخت نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کا اصل مالک راہن ہے، مرتہن کا اس پر صرف قبضہ ہے۔

(سوال): کیا حرام چیز کو گروی رکھا جا سکتا ہے؟

(جواب): نہیں۔

(سوال): اسلم نے عمرو سے قرض لیا اور کوئی چیز گروی رکھوا دی، پھر اسلم نے قرض ادا کر دیا، تو گروی رکھی ہوئی چیز عمرو کو ہبہ کر دی، کیا عمرو یہ ہبہ قبول کر سکتا ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں اسلم کا عمرو کو گروی رکھی ہوئی چیز ہبہ کرنا بالکل درست اور صحیح ہے، گروی رکھی ہوئی شے پر راہن کی ملکیت ثابت ہے، لہٰذا وہ اس میں مکمل تصرف کا حق رکھتا ہے، تصرف کے لیے اسے وہ چیز اپنے قبضہ میں لینا ضروری نہیں۔

(سوال): خالد کے پاس ایک قیمتی گھڑی تھی، بکر نے وہ گھڑی اس کی اجازت کے بغیر اٹھا لی، کچھ دنوں بعد خالد کو بتایا کہ وہ گھڑی میرے پاس تھی، مگر وہ اب گم ہو گئی ہے، خالد نے بکر سے تاوان وصول کر لیا، پھر کچھ دنوں بعد وہ گھڑی مل گئی، کیا خالد بکر سے وہ گھڑی واپس لینے کا مجاز ہے؟

(جواب): مذکورہ صورت میں خالد کے لیے بکر سے گھڑی کی واپسی کا مطالبہ درست نہیں، کیونکہ وہ اس کے بدلے تاوان وصول کر چکا ہے، البتہ اگر وہ تاوان گھڑی کی قیمت کے برابر نہیں، تو خالد کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی گھڑی واپس لے لے اور تاوان کی رقم بکر کو واپس کر دے۔

(سوال): ایک دوست نے دوسرے کا موبائل بغیر اجازت لیا اور وہ موبائل خراب ہو گیا، کیا اس پر تاوان ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: موبائل کا مالک اپنے دوست سے موبائل کی قیمت کے برابر تاوان وصول کر سکتا ہے۔

سوال: بکر ایک کمزور آدمی ہے، اس کی زمین پر ایک بدمعاش نے قبضہ کر لیا، تین سال تک اس سے خود فائدہ اٹھایا، بعد میں کسی طرح وہ زمین بکر کو واپس مل گئی، کیا بکر تین سال کا تاوان اس بدمعاش سے وصول کرنے کا مجاز ہے؟

جواب: بکر کے لیے تین سال کا تاوان وصول کرنا جائز ہے، وہ اس زمین کے کرائے کی بقدر رقم وصول کر سکتا ہے، اگر بکر کی زمین کا نقصان ہوا ہے، تو اس کا تاوان بھی وصول کر سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے کسی کی گاڑی غصب کر لی، چھ ماہ تک چلائی اور خوب پیسے کمائے، بعد میں وہ گاڑی مالک کو واپس کر دی، کیا مالک کے لیے غاصب سے تاوان وصول کرنا جائز ہے؟

جواب: مالک کے لیے غاصب سے تاوان وصول کرنا جائز ہے، عرف میں گاڑی کا جتنا کرایہ ہے، اس حساب سے وہ تمام دنوں کا کرایہ وصول کر سکتا ہے، نیز اگر گاڑی میں کوئی نقصان ہوا ہے، تو اس کی چٹی بھی وصول کر سکتا ہے۔

سوال: کیا مکان کے غصب پر بھی تاوان ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کسی کی زمین یا جائیداد پر قبضہ کرنے کی کیا سزا ہے؟

جواب: کسی کے مال یا جائیداد پر قبضہ کرنا ظلم ہے، اس پر سخت وعید ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ.

''جس نے ایک بالشت زمین پر ناحق قبضہ جما لیا، تو (روز قیامت) اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔''

(صحیح البخاري: 2453، صحیح مسلم: 1612)

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی آپ کے پاس زمین کا جھگڑا لے کر آئے، ان میں سے ایک جس کا نام امرؤ القیس بن عابس کندی تھا، کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس نے زمانہ جاہلیت میں میری زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کا مدمقابل ربیعہ بن عیدان تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: آپ کے پاس دلیل ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس سے قسم لی جائے گی۔ وہ کہنے لگا: تو وہ زمین لے جائے گا، فرمایا: آپ کے پاس صرف یہی صورت ہے۔ راوی کہتے ہیں: جب وہ قسم اٹھانے کے لیے کھڑا ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے زیادتی کرتے ہوئے کسی سے زمین چھین لی، قیامت والے دن وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو اللہ اس سے ناراض ہوگا۔''

(صحیح مسلم: 224/139، المنتقی لابن الجارود: 1004)

❁ سیدنا اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''کندہ اور حضرموت سے ایک ایک آدمی اپنی یمن کی زمین کے متعلق مقدمہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرمی کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس (کندی) کے والد نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے کندی سے فرمایا: آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: میں یہ کہتا ہوں کہ زمین میرے قبضے میں ہے اور مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرمی سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول! دلیل تو نہیں ہے، لیکن یہ اس ذات کی قسم کھائے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ یہ نہیں جانتا یہ زمین میری ہے، اس کے والد نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ کندی قسم کے لیے تیار ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی سے مال چھینتا ہے، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ تو کندی نے زمین اسے واپس کردی۔"

(مسند الإمام أحمد : 215/2، سنن أبي داوٗد : 3622، المنتقى لابن الجارود : 1005، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 180/10، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۸۸) نے "صحیح"، امام حاکم رحمہ اللہ (۴/ ۲۹۵) نے "صحیح الاسناد" اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "صحیح" قرار دیا ہے۔

سوال: ایک شخص نے کسی کی چیز غصب کی، پھر مالک کو اس چیز کی قیمت ادا کردی، کیا اب غاصب کے لیے اس چیز کو استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر مالک نے بخوشی اس چیز کی قیمت وصول کی ہے اور اسے معلوم ہے کہ یہ چیز غاصب کے پاس موجود ہے، تو اس صورت میں غاصب کے لیے غصب شدہ چیز کو استعمال کرنا جائز اور صحیح ہے۔

البتہ اگر غاصب نے جھوٹ بولا کہ وہ چیز اس کے پاس نہیں ہے اور مالک کو اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیمت یا قیمت کا کچھ حصہ دے دیا، تو اس کا استعمال غاصب کے لیے جائز نہیں، اسے چاہیے کہ وہ چیز مالک کو لوٹا دے، یا مالک کو پوری حقیقت بتا کر اجازت طلب کر لے۔

سوال: اگر کسی نے بکر کا مال غصب کیا، تو کیا بکر اپنے مال کی جگہ اس کی قیمت وصول کر سکتا ہے؟

جواب: بکر کی مرضی پر منحصر ہے۔

سوال: ایک شخص نے خالد کا بچہ اغوا کر لیا، پھر وہ بچہ اغوا کرنے والے کے پاس مر گیا، تو کیا خالد دیت وصول کر سکتا ہے؟

جواب: خالد کے لیے دیت وصول کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا کافر کا مال غصب کرنا جائز ہے؟

جواب: کافر ہو یا مسلمان، کسی کا مال غصب کرنا جائز نہیں، یہ بالاتفاق ظلم ہے۔

سوال: کسی کا مال چھینا، بعد میں تائب ہو گیا، اب اس مال کا کیا کرے، جبکہ اس کے مالک کا کوئی پتہ نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں غاصب کو چاہیے کہ ممکنہ حد تک مالک کو تلاش کرے، اگر مالک نہ ملے، تو توبہ کرے، بہتر یہ ہے کہ اس مال کو مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

سوال: ایک شخص نے غیر مسلم کا مال چرایا، تو کیا قیامت کے دن غیر مسلم کو مسلمان چور کی نیکیاں دی جائیں گے یا غیر مسلم کے گناہ مسلمان پر ڈالے جائیں گے؟

جواب: قیامت کے دن غیر مسلم کو کسی نیکی کا کوئی فائدہ نہ ہو گا، نہ اسے دنیا کی کسی مصیبت کی وجہ سے اجر ملے گا، کیونکہ کافر اپنے کفر کی وجہ سے اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔

البتہ مسلمان نے جو کافر کا مال چرایا، اسے اس گناہ کی سزا ملے گی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: قبضہ مافیا کی سزا کیا ہے؟

جواب: قبضہ مافیا جو کمزوروں کی املاک پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں، یہ فساد فی الارض کے مرتکب ہیں، ان کے جرائم کے مطابق ان کی سزا میں سختی کی جا سکتی ہے۔ ریاست کے جج اور قاضی کو چاہیے کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق انہیں کڑی سے کڑی سزا دے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(المائدة : ٣٣)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جھگڑا کریں اور زمین میں فساد برپا کریں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے، یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے، یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔''

سوال: اسلم کو راستے میں سونے کی انگوٹھی ملی، وہ کیا کرے؟

جواب: گری پڑی بے جان چیز کو لقطہ کہتے ہیں۔ اس کے خاص احکام ہیں۔ جب کوئی چیز ملے، تو اسے اٹھا کر مالک کو تلاش کرنا چاہیے، اگر فی الفور مالک نہ ملے، تو ایک سال تک تشہیر کرنی چاہیے، پھر بھی مالک نہ ملے، تو اس چیز کی بناوٹ اور نشانیوں کو اچھی طرح یاد رکھیں، پھر اسے اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں، البتہ اگر بعد میں چیز کا مالک آ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائے، تو اسے واپس لوٹانا ضروری ہے۔

مذکورہ صورت میں بھی اسلم کو چاہیے کہ انگوٹھی کے مالک کو تلاش کرے اور ایک سال کا اس کا اعلان کرے، پھر بھی مالک نہ ملے، تو اس کی بناوٹ اور وزن کو محفوظ کر لے اور اپنے استعمال میں لے آئے، مالک مل جائے، تو اسے واپس کر دے، ورنہ استعمال کرتا رہے۔

❁ سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مجھے ایک کوڑا ملا اور میں نے اسے اٹھا لیا، زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے مجھ پر اعتراض کیا، میں نے کہا: اگر مجھے اس کا مالک مل گیا، تو میں اس کے حوالے کر دوں گا، ورنہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ سوید کہتے ہیں: میں نے اس کا تذکرہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ نے ٹھیک کیا، ٹھیک کیا ہے، مجھے ایک تھیلی ملی تھی میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اور اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک مزید اعلان کریں۔ میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا، مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا، جو اسے پہچان سکتا ہو۔ آپ نے فرمایا: اس کی گنتی، تھیلی اور بندھن کو ذہن نشین کر لیں، اگر اس کا مالک آ جائے، تو اسے دے دینا، ورنہ اسے اپنی ضروریات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں خرچ کر لینا۔‘‘

(صحیح البخاري : 2426، صحیح مسلم : 1723، المنتقی لابن الجارود : 668)

سوال: ایک شخص کے پاس امانت ہے، کافی عرصہ گزر گیا، مگر مالک کا کوئی پتہ نہیں، اب وہ امانت کا کیا کرے؟

جواب: اگر امانت کا مالک غائب ہے، کوئی وارث بھی موجود نہیں اور مالک زندہ ہے یا فوت ہو گیا، اس کا بھی علم نہیں اور کسی سے کوئی خبر نہیں مل رہی، تو امین کے لیے اس امانت کو استعمال کرنا جائز ہے۔

سوال: بکر کا خالد کے پاس انتقال ہو گیا، خالد کو بکر کے کسی وارث کا علم نہیں، بکر کی جیب میں کافی رقم ہے، خالد کیا کرے؟

جواب: بکر کی جیب میں موجود رقم کا وہی حکم ہے، جو لقطہ کا ہے، خالد کو چاہیے کہ ایک سال تک بکر کے کسی وارث کو تلاش کرے، کوئی مل جائے، تو درست ورنہ خود استعمال کر لے۔

سوال: کیا لقطہ کو فروخت کرنا جائز ہے؟

جواب: ایک سال اعلان کے بعد لقطہ کو فروخت بھی کیا جا سکتا ہے، مگر مالک کے واپس آنے پر لقطہ کی قیمت مالک کو واپس کرنا ہو گی۔

سوال: سیلاب میں بہہ کر آنے والی قیمتی اشیا کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حکم بھی لقطہ والا ہے، جن جن علاقوں سے سیلاب آیا ہے، وہاں اس قیمتی شے کی تشہیر کی جائے گی۔

سوال: عرصہ دراز تک اگر لقطہ کے مالک کا پتہ نہ چلے، تو کیا اس چیز کو بیچنا جائز ہے؟

جواب: ایک عرصہ تک اعلان کرنے کے باوجود بھی مالک کا پتہ نہ چلے، تو جس شخص

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو وہ چیز ملی تھی، اسے چاہیے کہ اس چیز کی مقدار اور حیثیت کو نوٹ کر لے اور اسے اپنے استعمال میں لے آئے، وہ اس کا مالک ہے، اس میں مکمل تصرف کا حق رکھتا ہے، اسے بیچ بھی سکتا ہے اور اپنے استعمال میں بھی لا سکتا ہے۔ البتہ اگر استعمال کے بعد بھی چیز کا مالک واپس آجائے اور اس چیز کا مطالبہ کرے، تو وہ اسے وہ چیز یا اس کی قیمت واپس لوٹائے۔

❀ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ لَّمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ (گری ہوئی چیز) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہیے، اگر اسے پہچاننے والا کوئی آدمی نہ آئے، تو اس کی تھیلی اور تسمے (یعنی علامات) کو ذہن نشین کر کے اسے کھالیں، اگر (کسی وقت) اس کا مالک آگیا، تو اسے دے دینا۔''

(صحیح مسلم: 1722، المنتقى لابن الجارود: 669)

سوال: خالد ایک مکینک ہے، کسی نے اسے قیمتی شے مرمت کرنے کے لیے دی، پھر وہ چیز کو واپس لینے کے لیے نہ آیا، خالد کو اس کا نام و پتہ معلوم نہیں، اب وہ کیا کرے؟

جواب: اس کا حکم بھی لقطہ والا ہے، یعنی ایک سال تشہیر کے بعد استعمال میں لا سکتا ہے۔ اگر سال بعد مالک واپس آئے، تو وہ چیز کو واپس لوٹانے کا پابند ہے، البتہ مرمت کی مزدوری وصول کر سکتا ہے۔

سوال: مدارس میں سال کے آخر پر کئی طلبا اپنی کتابیں اور کاپیاں چھوڑ جاتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کاپیوں اور کتابوں کا کیا کیا جائے؟

جواب: اگر ان کتابوں اور کاپیوں پر طلبا کے نام اور رابطہ نمبرز درج ہیں، تو ان سے رابطہ کر کے دریافت کر لیا جائے، اگر ایسا ممکن نہیں، تو ان کتابوں اور کاپیوں کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے، کیونکہ لقطہ میں ملنے والی اشیا اگر زیادہ قیمتی نہیں، تو اسے استعمال میں لایا جا سکتا ہے، ایک سال تک اعلان کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: کیا قبض سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہے؟

جواب: قبضہ میں کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت عام ہے۔ اشیائے خوردنی اور باقی اشیا کو خریدنے کے بعد قبضہ میں لینے سے پہلے بھی فروخت نہیں کیا جا سکتا ہے، البتہ ہر شے کے قبضہ کی نوعیت الگ الگ ہے، مثلاً غیر منقولہ جائیداد پر صرف قبضہ کافی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَمَّا الَّذِي نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا، وہ تو اناج ہے، مگر میرے مطابق ہر چیز کا حکم یہی ہے۔''

(صحيح البخاري: 2135، صحيح مسلم: 1525)

سوال: کیا ایک شخص دوسرے کو اپنی زمین مزارعت پر دے سکتا ہے کہ کل فصل دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگی؟

جواب: جی ہاں، دے سکتا ہے۔

سوال: کیا مزارعت جائز ہے؟

جواب: مزارعت بالاجماع جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہود کو) خیبر کی زمین میں کل پیداوار کے نصف پر مزارعت کے لیے دی۔“

(صحيح البخاري : 2329، صحيح مسلم : 1551)

سوال: کیا مدت کے تعین کے بغیر مزارعت پر دینا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں۔ مزارعت میں مدت کا تعین ضروری نہیں۔

سوال: بکر اور خالد نے مزارعت کی، زمین بکر کی ہے اور محنت اور اخراجات خالد کے ہیں، دونوں کو کل پیداوار کا نصف نصف ملے گا، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: زید اور اسلم نے اس شرط پر مزارعت کی کہ زید جو کہ زمین کا مالک ہے، وہ ضروری اخراجات میں بھی شریک ہوگا اور پیداوار کا ساٹھ فیصد اسے ملے گا اور باقی چالیس فیصد حصہ اسلم کو ملے گا، کیا ایسی شرط جائز ہے؟

جواب: ان شرائط پر مزارعت جائز ہے۔

سوال: مزارعت کے لیے بینک سے قرض لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، بینک کے قرض میں سودی لین دین ہوتا ہے، جو کہ جائز نہیں۔ سود سے ہر کاروبار بے برکت ہو جاتا ہے، اس کی لعنت سے بچنا چاہیے۔

سوال: اپنے باغات کو کسی کے سپرد کرنا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے، انہیں پانی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لگائے اور بدلے میں اس کی تنخواہ مقرر کی جائے، جائز ہے یا نہیں؟

(جواب): باغات کی دیکھ بھال کے لیے کسی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے۔ اجیر کو چاہیے کہ وہ باغبانی میں ایمان داری دکھائی، نقصان ہونے سے بچائے۔

(سوال): باغبانی میں اگر نقصان ہو جائے، تو کیا باغ کی دیکھ بھال کرنے والے کی تنخواہ کاٹی جاسکتی ہے؟

(جواب): اگر باغ کا نقصان باغبان کی غفلت سے ہوا ہے، تو باغ کا مالک اس کی تنخواہ میں سے کٹوتی کر سکتا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے اُونٹ کو گولی ماری، جس سے جانور چار پانچ منٹ میں مر جائے گا، مگر اس نے فی الفور اسے نحر کر دیا، اس کا سارا خون بہہ گیا، کیا یہ ذبح معتبر ہے؟

(جواب): ذبح تو معتبر ہے، اس کا کھانا بھی حلال ہے، مگر اس طرح ذبح یا نحر کرنا درست نہیں۔ جانور کو بلا وجہ تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

(سوال): جس جانور کو پکڑ کر ذبح کرنا مشکل ہو، کیا اسے بے ہوش کرنے کے انجکشن لگایا جاسکتا ہے، تاکہ دوران بے ہوشی آسانی سے جانور ذبح کیا جاسکے؟

(جواب): اس طرح کرنا جائز نہیں، البتہ اس سے ذبح ہو جائے گا۔

(سوال): کیا ذبح کے وقت جانور کو قبلہ رخ کرنا ضروری ہے؟

(جواب): ضروری نہیں۔

(سوال): جس نے ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر تکبیر نہ پڑھی، اس ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جس جانور پر جان بوجھ کر تکبیر نہ پڑھی جائے، وہ ذبیحہ حلال نہیں، کیونکہ وہ شرعی طریقہ پر ذبح نہیں ہوا، اس کا کھانا جائز نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: آگ کے ذریعے ذبح کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذبح میں اصل خون بہانا ہے، جس چیز کے ذریعہ خون بہہ جائے، وہ ذبح صحیح ہے اور جس میں جانور کا خون نہ بہے، وہ ذبح معتبر نہیں، اس کا حکم مردار والا ہے۔

آگ کے ذریعہ ذبح کرنا جائز نہیں، کیونکہ آگ میں جلانا یا آگ سے ذبح کرنا ایک ہی بات ہے، آگ سے جلانا منع ہے۔

سوال: کیا بطخ ذبح کرنے سے پہلے اس کے پاؤں کے درمیان کی جھلی کاٹنا ضروری ہے؟

جواب: بطخ کو بھی مرغی کی طرح ذبح کیا جائے گا، ذبح سے پہلے جسم کا کوئی عضو کاٹنا جائز نہیں، یہ جانور کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ ذبیحہ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے۔

سوال: زید نے ایک جانور ذبح کیا، جانور نے نہ کوئی حرکت کی اور نہ اس کا خون نکلا، اس کا جانور کمزور اور بیمار تھا، مگر اسے یقین ہے کہ جانور ذبح سے پہلے زندہ تھا اور حرکت کرتا تھا، کیا یہ جانور حلال ہے؟

جواب: شرعاً یہ جانور حلال ہے۔

سوال: بعض شکاری شکار پکڑنے کے لیے دانے ڈالتے ہیں، جن پر نشہ آور چیز لگی ہوتی ہے، پرندے دانے کھاتے ہیں اور نشہ کی وجہ سے اُڑ نہیں پاتے، شکاری انہیں پکڑ کر ذبح کر لیتے ہیں، کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب: شکار پکڑنے کے لیے اس طرح کا حیلہ کرنا جائز ہے۔ نشہ انسانوں کے لیے حرام ہے، پرندے چونکہ مکلّف نہیں، لہٰذا ان کو پکڑنے کے لیے کوئی نشہ آور چیز کھلانا جائز ہے۔ جیسے مچھلی وغیرہ پکڑنے کے لیے کنڈی میں کیڑے مکوڑے لگائے جاتے ہیں، تاکہ مچھلیاں کیڑے کھانے کے لیے آئیں، تو وہ کنڈی میں پھنس جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: منکر حدیث کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حدیث وحی ہے، یہ من جانب اللہ ہے، اس کا انکار اللہ کی وحی کا انکار ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النّساء : ٨٠)

”جس نے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ (المائدة : ٦٤)

”ہم نے ہر رسول اس لیے بھیجا، کہ اس کی اللہ کے اذن سے اطاعت کی جائے۔“

حدیث کا منکر کافر، ملحد اور زندیق ہے، لہٰذا اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: پرویزیوں کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: غلام احمد پرویز سخت منکر حدیث تھا، اس جیسے عقائد رکھنے والے کا ذبیحہ شرعاً حلال نہیں، اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

سوال: قادیانی نے بسم اللہ پڑھ کر اللہ کے نام پر ذبح کیا، کیا یہ ذبیحہ حلال ہے؟

جواب: قادیانی مرتد کافر ہیں، ان کا کوئی عمل شرعاً معتبر نہیں، یہ جانور اللہ کے نام پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی ذبح کریں، تو وہ ذبیحہ حرام ہے، اس کا کھانا جائز نہیں۔

سوال: آغا خانی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: آغا خانی غالی روافض ہیں، یہ کافر و مرتد ہیں، ان کا ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: کانٹے سے مچھلی کا شکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس میں کوئی وجہ کراہت نہیں۔

سوال: حرام جانوروں کے شکار کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض منفعت کے لیے حرام جانور کو شکار کرنا بھی جائز ہے۔

سوال: اگر کسی نے چوری کا جانور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا، تو کیا وہ حلال ہے؟

جواب: چوری کرنا حرام اور ناجائز ہے، اس کا گناہ اپنی جگہ، مگر چوری کے جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا جائے، تو وہ حلال ہے، اس کا کھانا حرام نہیں۔

سوال: غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا جانے والے جانور کا کیا حکم ہے؟

جواب: مخلوق کی تعظیم میں جانور ذبح کرنا غیر اسلامی عمل ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم و تقرب کے لیے ذبح کرنا شرک ہے۔ ایسا ذبیحہ حرام ہے اور اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

”غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔“

(صحيح مسلم : 1978)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ﴾ (المائدۃ : ۳) ”جو کچھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غیر اللہ کے لیے پکارا جائے (حرام ہے)'' سے مراد ظاہری طور پر غیر اللہ کے لیے ذبیحہ ہی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں کے لیے ذبیحہ ہے، جب یہ مقصود ہو، تو زبان سے کہنا یا نہ کہنا برابر ہیں۔ ایسے ذبیحہ کی حرمت اس ذبیحہ سے بڑی ہے جسے ذبح تو گوشت کے لیے کیا جائے، لیکن نام ذبح کے وقت مسیح کا لیا جائے، اسی طرح جو ہم اللہ کے تقرب کے لیے اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، وہ اس ذبیحے سے بڑھ کر پاکیزہ ومقدس ہے، جسے ہم اللہ کے نام پر گوشت کے لیے ذبح کریں، کیونکہ نماز اور قربانی کی صورت میں اللہ کی عبادت دیگر امور کے شروع میں اس کا نام لینے سے بڑی عبادت ہے، جب وہ جانور حرام ہے، جسے مسیح یا کسی ستارے کا نام لے کر ذبح کیا جائے، تو وہ ذبیحہ بالاولی حرام ہوگا، جسے مسیح یا ستارے کے لیے ذبح کیا جائے، اس بحث سے آپ کو معلوم ہو جائے گا، اس شخص کی بات مردود ہے، جو کہتا ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور تو حرام ہے، لیکن غیر اللہ کے لیے ذبح کیا ہوا جانور حرام نہیں، جیسا کہ ہمارے اصحاب اور دوسرے لوگوں کے ایک گروہ کا کہنا ہے، بلکہ اگر اس کے الٹ کہا جاتا، تو اس سے زیادہ مناسب ہوتا، کیونکہ غیر اللہ کی عبادت، غیر اللہ سے مدد مانگنے سے بڑا کفر ہے، لہٰذا اگر غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کیا جائے، جیسا کہ اس امت کے منافقوں کا ایک گروہ کرتا ہے، تو یہ حرام ہوگا، اگرچہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی لیا جائے، یہ لوگ ستاروں کے تقرب کے لیے جانور ذبح اور خوشبوئیں وغیرہ نذر کرتے ہیں، اگرچہ یہ لوگ تو ہیں ہی مرتد، ان کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں، لیکن اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذبیحہ میں دو خرابیاں جمع ہو گئی ہیں: ① یہ غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔ ② یہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم: 563/2)

سوال: اہل کتاب اگر جانور ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ نہ پڑھیں، تو ان کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، البتہ اگر وہ جان بوجھ کر ذبح کے وقت بسم اللہ ترک کر دیں، تو وہ ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: اسلم کی زمین پر جنگلی کبوتر آتے ہیں، زید شکاری ہے، کیا وہ اسلم کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں شکار کر سکتا ہے؟

جواب: جنگلی شکار کسی کی ملکیت نہیں، زید اجازت کے بغیر شکار کر سکتا ہے، البتہ اگر اسلم نے زمین اس لیے چھوڑی ہے کہ شکاری پرندے ہیں، تو اس کی اجازت ضروری ہے، نیز اگر اسلم کی زمین میں فصل ہے اور شکار سے وہ فصل خراب ہو سکتی ہے، تو بھی اس کی اجازت ضروری ہے۔

سوال: ایک آدمی نے پرندے کو بندوق سے گولی ماری، بسم اللہ نہیں پڑھی، پرندے کا سر کٹ گیا، شکاری نے فوراً بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا، ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ذبح کرتے وقت پرندے میں زندگی کی رمق باقی تھی، تو یہ ذبیحہ شرعاً صحیح ہے، اسے کھانا حلال ہے۔

سوال: ایک تکبیر سے دو مرغیاں ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر مرغی پر الگ تکبیر پڑھنی چاہیے، البتہ مشینی ذبیحہ میں مشین کو چلاتے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بار تکبیر پڑھ لی جائے، تو جب تک مشین بند نہیں ہوتی، تو وہ تکبیر کافی ہے۔

سوال: زید فارم کا مالک ہے، وہ شکاریوں کو اس فارم میں شکار کی اجازت دیتا ہے اور ہر شکار پر طے شدہ قیمت وصول کرتا ہے، کیا زید کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: زید فارم کا مالک ہے، وہ شکار پر قیمت وصول کر سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص کا فارم ہے، وہ اس میں داخل ہونے اور شکار کرنے کی فیس لیتا ہے، مثلاً جس نے شکار کرنا ہے، اس سے پانچ سو روپے وصول کرتا ہے اور جس نے شکار نہیں کرنا، صرف سیر وسیاحت کرنی ہے، اس سے ایک سو روپے، کیا فارم میں داخل ہونے پر فیس وصول کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، کراہت یا حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔

سوال: مچھلیاں یا کوئی بھی شکار پکڑنے کے لیے زندہ کیڑوں کو استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: شکار کے لیے زندہ کیڑوں کو بھی استعمال کیا جا سکتا اور مردہ کو بھی۔

سوال: مچھلی پکڑنے کے لیے کیچوے کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: کیچوے کی مدد سے مچھلی کا شکار کرنا جائز ہے۔

سوال: نابالغ بچے کے شکار کا کیا حکم ہے؟

جواب: نابالغ بچہ اگر تکبیر پڑھ کر شکار کرے، تو اس کا شکار شرعاً حلال ہے۔

سوال: زرافے کا کیا حکم ہے؟

جواب: زرافہ حلال جانور ہے، اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں، نہ اس میں حرام جانوروں کی علامات پائی جاتی ہیں، لہٰذا اس کا گوشت حلال ہے۔

سوال: زیبرے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): زیبرا حلال ہے، اسے جنگلی گدھے کی ایک قسم شمار کیا گیا ہے اور جنگلی گدھا حلال ہے، لہٰذا زیبرا بھی حلال ہے، نیز اس میں حرام جانوروں کی کوئی علامت موجود نہیں۔

❀ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند محرم صحابہ کے ساتھ تھے، جب کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ خود حالت احرام میں نہیں تھے، انہوں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک جنگلی گدھے کو مار گرایا، آپ نے اس کا گوشت کھایا، مگر آپ کے ساتھیوں نے کھانے سے انکار کر دیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کو کھانے کے متعلق)، پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: آپ نے اشارہ کیا ہو، یا قتل کیا ہو، یا شکار کیا ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! فرمایا: تو اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 1824، صحيح مسلم : 1196، المنتقى لابن الجارود : 435)

(سوال): کنگرو کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کنگرو حلال ہے، یہ ہرن کی طرح ہے۔ اس میں کوئی وجہ حرمت نہیں پائی جاتی۔

(سوال): گھریلو گدھے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): گھریلو گدھا، جسے گھر میں پالا جاتا ہے اور کام لیا جاتا ہے، اس کا گوشت پہلے حلال تھا اور کھایا جاتا تھا، پھر خیبر والے دن اس کا کھانا حرام کر دیا گیا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري :5521، صحيح مسلم :561، واللّفظ لهٗ)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت (کھانے) کی اجازت دی۔“

(صحيح البخاري : 4219، صحيح مسلم :1941، واللّفظ لهٗ)

گھریلو گدھے کی حرمت پر بے شمار دلائل ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گھریلو گدھے کے گوشت اور ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا۔“

(مسند الإمام أحمد : 89/4، سنن أبي داوٗد : 379، سنن ابن ماجه : 3198، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 210/4، المُعجم الكبير للطّبراني : 3822، سنن الدّارقطني : 287/4، التّمهيد لابن عبد البر : 128/10)

جواب: یہ حدیث ضعیف و مضطرب ہے۔

① صالح بن یحییٰ بن مقدام ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۞ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ . ”یہ منکر الحدیث ہے۔“

(التّاریخ الکبیر : 292/4)

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات میں ذکر کر کے فرمایا:

يُخْطِئُ . ”یہ غلطیاں کرتا تھا۔“

(الثقات : 459/6)

اس کی توثیق ثابت نہیں، البتہ بعض اہل علم نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔

② یحییٰ بن المقدام کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات : ۵/۵۲۴“ میں ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

اس حدیث کے بارے میں؛

۞ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، یہ بات حافظ نووی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔“

(حاشية السّندى على سنن النّسائي : 202/7)

۞ حافظ موسیٰ بن ہارون حمال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

”یہ حدیث ضعیف ہے۔“

(سنن الدّارقطني : 278/4، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ .

”اس حدیث کی سند محل نظر ہے۔“

(مَعالم السّنن : 245/4)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ غَيْرُ ثَابِتٍ، وَإِسْنَادُهُ مُضْطَرِبٌ .

”یہ حدیث ثابت نہیں اور اس کی سند مضطرب ہے۔“

(السنن الصغرٰی : 64/4)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ لِضَعْفِ إِسْنَادِهِ .

”اس حدیث سے دلیل نہیں بنتی، کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے۔“

(التّمهيد : 128/10)

حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُمَا أَصْلَحُ مِنَ هٰذَا الْإِسْنَادِ .

”ان دونوں (سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی گھوڑے کی حلت والی حدیثوں) کی سند اس حدیث کی سند سے اچھی ہے۔“

(الضّعفاء الكبير : 206/2)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”موضوع“ (من گھڑت) کہا ہے۔

(المحلّٰی : 100/8)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”ضعیف“ کہا ہے۔“

(شرح السّنة: 255/11)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ خَالِدٍ لَا يَصِحُّ .

”سیدنا خالد رضی اللہ عنہ والی حدیث ثابت نہیں ہے۔“

(التّلخيص الحبير: 141/4)

جواب: بارہ سنگھا کا کیا حکم ہے؟

سوال: بارہ سنگھا حلال ہے، اس میں حرام جانوروں کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی، اسے جنگلی گائے کے مشابہ کہا جاتا ہے اور جنگلی گائے حلال ہے۔

سوال: ابابیل کا کیا حکم ہے؟

جواب: ابابیل حلال پرندہ ہے، اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّ أَكْلَ الْأَبَابِيلِ ...... حَلَالٌ .

”فقہا کا اتفاق ہے کہ ابابیل کھانا حلال ہے۔“

(مراتب الإجماع، ص 149)

سوال: دلدل (Duldul) کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

جواب: دُلدُل (Duldul) کا گوشت حلال ہے، اس میں حرام جانوروں کی کوئی علامت موجود نہیں، بعض نے اسے سیہہ کی قسم بنایا ہے، سیہہ بھی حلال ہے۔

سوال: وہیل مچھلی کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: تمام سمندری جانور حلال ہیں، وہیل مچھلی بھی سمندری جانور ہے، لہٰذا یہ حلال ہے، سمندری جانور سے مراد یہ ہے کہ جو زیادہ دیر تک پانی سے باہر زندہ نہ رہ سکیں۔

❀ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْبَحْرِ شَيْءٌ إِلَّا قَدْ ذَبَحَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكُمْ.

''سمندر میں زندہ رہنے والی ہر جاندار شے کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ذبح کر دیا ہے۔'' (شرح مشكل الآثار للطّحاوي : 211/10، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا شریح حجازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ.

''سمندر میں زندہ رہنے والی ہر شے کو ذبح کر دیا گیا ہے۔''

(التاريخ الكبير للبخاري : 228/4، وسندهٗ صحيحٌ)

مچھلی کی حلت پر اتفاق ہے، وہیل بھی مچھلی کی ایک قسم ہے، لہٰذا حلال ہے۔

سوال: کیٹ فش (Cat fish) کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: تمام سمندری جانور حلال ہیں، ان کو کوئی بھی نام دے دیا جائے۔ کیٹ فش (Cat fish) بھی سمندر میں رہتی ہے، لہٰذا حلال ہے۔

سوال: ڈولفن (Dolphin) مچھلی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مچھلی کی تمام اقسام حلال ہیں، ڈولفن بھی حلال ہے۔

سوال: کیکڑا (Crab) کا کیا حکم ہے؟

جواب: کیکڑا (Crab) خبائث میں سے ہے، اس کا کھانا حلال نہیں، واللہ اعلم!

سوال: کلماری (Calamari) کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: حلال ہے۔ یہ سمندری جانور ہے اور تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

سوال: شارک (Shark) مچھلی کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلال ہے۔

سوال: (Octopus) کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: (Octopus) سمندری جانور ہے، تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

سوال: بعض لوگ مچھلی پکڑ کر خاص قسم کے برتن میں ڈال لیتے ہیں، پھر اسے بار بار بجلی کے جھٹکے دے کر مارتے ہیں، کیا ایسی مچھلی کا کھانا حلال ہے؟

جواب: ایسی مچھلی تو حلال ہے، مگر اسے اس طرح بلاوجہ تکلیف دینا جائز نہیں۔

سوال: مچھلی طبعی موت مر جائے، تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

جواب: مچھلی اور سمندری جانور ہر حالت میں حلال ہے، خواہ اسے مارا جائے، یا طبعی موت مر جائے، یا مر کر پانی پر تیر آئے، یا مردہ حالت میں مل جائے، ہر طرح حلال اور جائز ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذبح کر دی گئی ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ، وَأُمِّرَ أَبُو عُبَيْدَةَ، فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا، فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَّيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهُ، يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهِ، فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ.

''ہم نے غزوہ خبط میں شرکت کی، ہمارے امیر سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے، ہم بھوک سے دوچار تھے کہ سمندر نے مردار مچھلی باہر پھینک دی، جس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام عنبر تھا۔ وہ مچھلی ہم نے تقریبا نصف ماہ کھائی۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی سیدھی کی، (وہ اتنی بڑی تھی کہ) ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔“

(صحیح البخاري : 5493، صحیح مسلم : 1935)

❀ نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

كُلُوا، رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ، أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ .

”اسے کھالیں، یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے رزق پیدا کیا ہے، اگر کچھ حصہ بچا ہو، تو ہمیں بھی کھلائیے گا، ایک صحابہ نے اس مچھلی کا گوشت پیش کیا، تو آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔“

(صحیح البخاري : 4362، صحیح مسلم : 1935)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِبَاحَةُ مَيْتَاتِ الْبَحْرِ كُلِّهَا سَوَاءٌ فِي ذٰلِكَ مَا مَاتَ بِنَفْسِهٖ أَوْ بِاصْطِيَادٍ وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى إِبَاحَةِ السَّمَكِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ سمندر کے تمام مردار حلال ہیں، خواہ وہ مردار خود بخود مرا ہو، یا شکار سے۔ مچھلی کے حلال ہونے پر تو مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(شرح مسلم : 86/13)

سوال: پانی میں لاٹھی ماری اور مچھلی پانی میں ہی مر گئی، تو کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ پانی کا ہر مردار حلال ہے۔

سوال: کیا قرآن میں مردہ مچھلی کی حلت بیان ہوئی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: قرآن کریم نے سمندر کے تمام مردار کی حلت بیان کی ہے، جو مچھلی کو بھی شامل ہے اوران تمام جانوروں کو بھی شامل ہے، جن کی زندگی پانی پر معلق ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ﴾(المائدة : ٩٦)

”تمہارے فائدے کے لیے سمندر کا شکار اور کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔“

❁ اس کی تفسیر میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا لَفِظَ مَيْتًا فَهُوَ طَعَامُهُ .

”جس مردار کو سمندر باہر پھینک دے، وہ سمندر کا کھانا ہے۔“

(تفسير ابن أبي حاتم : 6834، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

طَعَامُهُ : مَا قَذَفَ .

”سمندر کے کھانے سے مراد وہ جانور ہے، جسے سمندر باہر پھینک دے۔“

(تفسير الطّبري : 727/8، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا مچھلی کا کوئی عضو حرام ہے؟

جواب: مچھلی میں کوئی عضو حرام نہیں۔

سوال: حلال جانوروں کا مغز کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مغز جسے لوگ ”حرام مغز“ کہتے ہیں، کا کھانا حلال ہے، حلال جانور میں سوائے دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) کے، کوئی عضو حرام یا مکروہ نہیں۔

سوال: حلال جانور کی غدود کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: حلال جانور کی غدود بھی حلال ہیں، ان کی حرمت یا کراہت پر کوئی صحیح دلیل ثابت نہیں۔

سوال: چکور کا کیا حکم ہے؟

جواب: چکور بالاتفاق حلال ہے۔

❁ علامہ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ (٦٢٨ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّ ...... الْحَجَلَ ...... حَلَالٌ أَكْلُهَا .

''فقہا کا اتفاق ہے کہ چکور کا گوشت کھانا حلال ہے۔''

(الإقناع في مسائل الإجماع : 1828)

سوال: تلیر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: تلیر بالاتفاق حلال ہے، اس میں کوئی وجہ حرمت بھی نہیں پائی جاتی۔

سوال: مرغابی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مرغابی حلال ہے، اس میں حرام پرندوں کی علامت موجود نہیں۔

سوال: ''ہنس'' (Goose) کا کیا حکم ہے؟

جواب: ''ہنس'' (Goose) حلال ہے۔

سوال: بن مانس (Guenon) کا کیا حکم ہے؟

جواب: بن مانس (Guenon) بندر کی قسم ہے، یہ درندہ ہے، لہٰذا حرام ہے۔

سوال: تیندوا (Cheetah) کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

جواب: تیندوا (Cheetah) حرام ہے، اس کی کچلیاں ہوتی ہیں۔

سوال: چمگادڑ (Bat) کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: چمگادڑ حرام ہے، اس کا شمار خبائث میں ہوتا ہے۔

سوال: ریچھ (Bear) کا کیا حکم ہے؟

جواب: ریچھ (Bear) حرام ہے۔ یہ درندہ ہے۔

سوال: شکرا (Falcon) کا کیا حکم ہے؟

جواب: شکرا (Falcon) حرام ہے، یہ پنجے سے شکار کرتا ہے، پنجے سے شکار کرنے والے تمام پرندے حرام ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (نوکیلے دانت) والے درندے اور ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے پرندے سے منع کیا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1934)

سوال: کچھوا (Turtle) کا کیا حکم ہے؟

جواب: کچھوا (Turtle) حرام ہے، یہ خبائث میں سے ہے۔

سوال: گلہری (Squirrel) کا کیا حکم ہے؟

جواب: گلہری (Squirrel) کی حلت اور حرمت میں اہل علم کا اختلاف ہے، اصل حلت ہے، حرمت پر کوئی دلیل نہیں، لہذا حلال ہے۔

سوال: گدھ (Valture) کا کیا حکم ہے؟

جواب: گدھ (Valture) حرام پرندہ ہے۔ یہ پنجے سے شکار کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): گرگٹ (Chameleon) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): گرگٹ (Chameleon) حرام ہے، اسے قتل کرنا باعث اجر وثواب ہے۔

❀ سیدہ اُم شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر (آگ میں ڈالے جانے کے بعد) پھونکتا تھا (تاکہ آگ تیز ہو جائے)۔''

(صحيح البخاري: 3359، صحيح مسلم: 2237)

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ.

''جس نے گرگٹ کو پہلی چوٹ میں مارا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں اور جس نے دوسری چوٹ میں مارا اس کے لیے پہلی سے کم نیکیاں ہیں اور جس نے تیسری چوٹ میں مارا، اس کے لیے دوسری سے کم نیکیاں ہیں۔''

(صحيح مسلم: 2240)

(سوال): گینڈا (Rhino) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): گینڈا (Rhino) کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں، یہ سبزہ خور جانور ہے، جگالی کرتا ہے۔

(سوال): لومڑی (Fox) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): لومڑی (Fox) حرام ہے، کیونکہ یہ درندہ ہے۔

(سوال): مگرمچھ (Crocodile) کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): مگرمچھ (Crocodile) حرام ہے، یہ خبائث میں سے ہے، اس کی کچلیاں ہوتی ہیں۔

(سوال): مکڑی (Spider) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مکڑی (Spider) حرام ہے، یہ کیڑا مکوڑا ہے۔

(سوال): نیولا (Weasel) کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نیولا (Weasel) حرام ہے، یہ خبائث میں سے ہے۔

(سوال): بعض آیت کریمہ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر : ۲) "اپنے رب کے لے ہی نماز پڑھ اور اسی کے نام پر ذبح کر۔" سے قربانی کا وجوب ثابت کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس آیت میں مطلق ذبح کا حکم ہے کہ جس طرح نماز سجدہ صرف اللہ کے لیے روا ہے، غیر اللہ کے لیے جائز نہیں، اسی طرح ذبح بھی عبادت ہے، لہٰذا یہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے ہونا چاہیے۔ اس سے قربانی کرنے کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔

اگر اس آیت سے قربانی کا وجوب ثابت ہوتا، تو صحابہ کرام اور ائمہ اہل سنت ضرور ثابت کرتے، وہ سب سے بڑھ کر قرآن وحدیث کی نصوص کے مطالب ومعانی اور مفاہیم سے واقف تھے، ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت سے قربانی کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ اس پر سہاگہ یہ کہ محدثین کا اجماع ہے کہ قربانی مستحب سنت ہے۔ اجماع کے خلاف قرآن کریم کی کوئی تعبیر معتبر نہیں۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ وَاجِبَةٌ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

''کسی صحابی سے قربانی کو واجب کہنا ثابت نہیں۔''

(المحلّٰی بالآثار : 10/6)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا يُضَحُّونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ لَا يَلْتَزِمُونَ الْأُضْحِيَّةَ.

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔''

(الاعتصام : 602/2)

❁ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی ترک کرنا ثابت ہے۔

(الخلافيّات للبيهقي : 335/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مسند الفاروق :332/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٥/٩، وسنده صحيحٌ) اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (المحلّٰى لابن حزم : ٣٥٨/٧، وسندهٗ صحيحٌ) قربانی کے وجوب کے قائل نہیں تھے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

هِيَ سُنَّةٌ وَّمَعْرُوفٌ.

''یہ سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 5545، تغليق التّعليق لابن حجر : 3/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري : 3/10)

امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔

سوال: کیا قربانی کے لیے کوئی نصاب مقرر ہے؟

جواب: قربانی مشروع مستحب سنت ہے، اس کے لیے نصاب مقرر نہیں۔ قربانی کے وجوب کے لیے زکوٰۃ کے نصاب کی شرط لگانا بے دلیل ہے، عمل صحابہ اور اسلاف امت کے اجماع کے خلاف ہے، کیونکہ اسلاف امت میں کوئی بھی قربانی کے وجوب کا قائل نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَدَرَ عَلٰی سِعَةٍ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

”جو استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔“

(التّمهيد لابن عبد البر : 191/23، وسندهٗ صحيحٌ)

اس سے قربانی کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

یہ روایت مرفوع بھی مروی ہے، مگر اس کا مرفوع ہونا خطا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُخْتُلِفَ فِي رَفْعِهٖ وَوَقْفِهٖ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ صَرِيحًا فِي الْإِيجَابِ .

”اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، اس کا موقوف ہونا راجح ہے، جیسا کہ امام طحاوی وغیرہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قربانی کے وجوب پر صراحت نہیں کرتی۔“

(فتح الباري : 3/10)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: چودہ آدمیوں نے مل کر دو گائیں قربانی میں ذبح کیں، کسی نے تعین نہیں کیا کہ اس کا حصہ کس گائے میں ہے، قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی صحیح ہے، نیت کافی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

الْأَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْأَضْحٰی .

”عیدالاضحیٰ کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے۔“

(مؤطأ الإمام مالك : 487/2)

جواب: اس اثر کی سند صحیح ہے۔

سوال: غصب کردہ جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: غصب کردہ جانور کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہ صدقہ قبول کرتا ہے، جو طیب اور حلال مال سے کیا جائے۔ چوری یا ڈاکہ سے حاصل شدہ مال حرام ہے، لہٰذا یہ قربانی قبول نہیں۔

سوال: کیا ہرن کی قربانی جائز ہے؟

جواب: قربانی کے لیے جانور متعین ہیں، ہرن اگرچہ حلال ہے، مگر یہ ان جانوروں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں سے نہیں، جن کی قربانی کی جاتی ہے۔

سوال: کیا عقیقہ میں ہرن ذبح کی جا سکتی ہے؟

جواب: عقیقہ میں ہرن ذبح نہیں کی جا سکتی، کیونکہ عقیقہ میں مسنون یہ ہے کہ بکری کی نسل ذبح کی جائے، البتہ بڑے جانور مثلاً اونٹ اور گائے کی گنجائش موجود ہے، کیونکہ عقیقہ بھی قربانی کی طرح ہے، چونکہ ہرن کی قربانی جائز نہیں، لہٰذا عقیقہ بھی جائز نہیں۔

سوال: تھن کٹے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔ تھن کا کٹا ہونا ان عیوب میں سے نہیں، جن کی موجودگی میں قربانی جائز نہیں۔

سوال: گھوڑے کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: گھوڑے کی قربانی جائز نہیں، گھوڑا اگرچہ حلال ہے، مگر یہ ان جانوروں میں سے نہیں، جن کی قربانی جائز ہے۔

سوال: خارش والے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ عیب قربانی میں مانع نہیں۔

سوال: کیا قربانی کا گوشت پکا کر فروخت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: قربانی صدقہ ہے، اس کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں۔

سوال: رسولی والے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے، رسولی کا عیب قربانی میں مانع نہیں۔

سوال: جس جانور کی زبان کٹ جائے، کیا اس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، زبان کا کٹا ہونا قربانی کے لیے مانع نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا عورت قربانی کر سکتی ہے؟

جواب: کر سکتی ہے۔

سوال: کیا نابالغ قربانی کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: جس جانور کی کھال پر بال نہ ہوں، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی جائز ہے، یہ عیب مانع نہیں۔

سوال: پاؤں کٹے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس جانور کا پاؤں کٹا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ پاؤں کٹنے سے جانور لنگڑا کر چلتا ہے اور لنگڑے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي .

”چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔“

(مسند الإمام أحمد : 84/4، سنن أبي داود : 2802، سنن النسائي : 4374، سنن التّرمذي : 1497، سنن ابن ماجه : 3144، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن خزیمہ (۲۹۱۲)، امام ابن حبان (۵۹۱۹، ۵۹۲۲)، امام ابن الجارود (۴۸۱) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۴۶۷۔ ۴۶۸) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کھانسی والے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔کھانسی قربانی میں مانع نہیں۔

سوال: کیا ایام تشریق میں تکبیرات پڑھنا واجب ہے؟

جواب: واجب نہیں، مستحب ہے۔

سوال: ولد الزنا کے عقیقہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ولد الزنا کا بھی ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیے۔

سوال: عقیقہ کے دن بچے کے سر پر زعفران لگانا کیسا ہے؟

جواب: مستحب ہے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ.

”زمانہ جاہلیت میں ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوتا، تو ہم بکری ذبح کر کے اس کے سر پر خون لگاتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام اتارا، تو ہم (بچے کی پیدائش کے ساتویں دن) بکری ذبح کرتے، بچے کا سر مونڈتے اور اس کے سر پر زعفران کا لیپ کرتے۔“

(سنن أبي داود: 2843، المستدرك للحاكم: 7594، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: عقیقہ کے گوشت میں ہڈیاں توڑنا کیسا ہے؟

جواب: عقیقہ کا جانور ذبح کرنے کے بعد گوشت بناتے ہوئے اس کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے، ممانعت پر کوئی دلیل ثابت نہیں۔

سوال: اگر ساتویں دن سے پہلے بچہ فوت ہو جائے، تو کیا اس کا عقیقہ ہے؟

جواب: اس کا عقیقہ نہیں۔

سوال: کیا عقیقہ کا گوشت شادی کے مہمانوں کو کھلانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ولیمہ میں عقیقہ کا گوشت کھلانا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: بچہ ننہال میں ہے، تو کیا عقیقہ بھی ننہال میں کیا جائے گا؟

جواب: عقیقہ کہیں بھی کیا جا سکتا ہے، عقیقہ کے وقت بچے کا موجود ہونا ضروری نہیں۔

سوال: کیا کھانے سے پہلے ''بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ'' پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: کھانے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، البتہ ''وبرکۃ اللہ'' کا اضافہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ اس کا پڑھنا جائز نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُبْزٌ وَلَحْمٌ وَتَمْرٌ وَبُسْرٌ وَرُطَبٌ إِذَا أَصَبْتُمْ مِثْلَ هٰذَا فَضَرَبْتُمْ بِأَيْدِيكُمْ فَكُلُوا بِسْمِ اللّٰهِ وَبَرَكَةِ اللّٰهِ.

''جب آپ کو روٹی، گوشت، گدر کھجور، خشک کھجور اور پکی ہوئی تازہ کھجور (یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان) جیسی کوئی چیز پیش کی جائے اور اس کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں، تو ”بسم اللہ وبرکۃ اللہ“ پڑھ لیا کریں۔“

(المعجم الأوسط للطبراني : 2247، المستدرك للحاكم : 7084)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن کیسان مروزی ”ضعیف“ ہے۔

سوال: کھانے کا آغاز اور اختتام نمک پر کرنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

سوال: کھانے کے بعد صرف ”الحمد للہ“ کہنا کیسا ہے؟

جواب: مکمل دعا پڑھنی چاہیے، البتہ جسے دعا یاد نہیں، وہ ”الحمد للہ“ بھی کہہ سکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دستر خوان اٹھاتے، تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، رَبَّنَا .

”ہر قسم کی پاکیزہ تر اور بابرکت حمد اللہ کے لیے ہے، اس کھانے سے کفایت کی جا سکتی ہے نہ اسے خیر آباد کہا جا سکتا ہے، اے ہمارے ربّ! نہ ہی اس سے بے نیازی دکھائی جا سکتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 5458)

کھانے پینے کے بعد کئی مسنون دعائیں ثابت ہیں، ان میں سے کوئی بھی دعا یا ایک سے زائد دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے کھانے کے بعد یہ دعا پڑھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ .

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر رزق عطا کیا۔''

اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(سنن أبي داود : 4023؛ سنن التّرمذي : 3458؛ سنن ابن ماجه : 3285)

جواب: سند ضعیف ہے۔ سہل بن معاذ بن انس متکلم فیہ راوی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا لیتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَ، وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا .

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے، جس نے کھلایا، پلایا اور حلق سے اترنے والا بنایا اور پھر اس کے خروج کی راہ بنائی۔''

(سنن أبي داود :3851؛ عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : 285)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (5220) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: کیا ہر لقمہ اور گھونٹ پر ''الحمد للہ'' کہنا درست ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: ہر لقمہ اور گھونٹ پر ''الحمد للہ'' کہنا ثابت نہیں۔

کھانے اور پینے کے بعد حمد باری تعالیٰ پر مشتمل مسنون دعا پڑھنی چاہیے، یہ رضائے الٰہی کا باعث ہے اور باری تعالیٰ کی شکر گزاری کا بہترین اظہار ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا .

''بندہ کھانے اور پانی کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، تو اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو جاتا ہے۔''

(صحيح مسلم : 2734)

سوال: کیا سر ڈھانپے بغیر کھانا کھانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا کیسا ہے؟

جواب: کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا مستحب ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا .

''جب آپ میں سے کوئی کھانا کھائے، تو وہ ہاتھ صاف نہ کرے، یہاں تک کہ انگلیاں خود چاٹ لے، یا کسی کو چٹوا دے۔''

(صحيح البخاري : 5456، صحيح مسلم :2031)

اس میں کئی طبی فوائد بھی ہیں۔ حکما کہتے ہیں کہ کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا دل،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معدے اور دماغ کے امراض کے لیے مفید ہے۔

سوال: کیا کھانا کھاتے ہوئے برتن کو انگلیوں سے صاف کرنا مستحب ہے؟

جواب: کھانے کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کھانے کے برتن کو صاف کیا جائے، برتن میں اتنا کھانا ڈالا جائے، جتنی طلب ہے، اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقعوں پر کتنا کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔

کھانے کے بعد برتن صاف کرنا اور اسے انگلیوں سے چاٹنا مستحب سنت ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، قَالَ: وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذٰى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ.

”رسول اللہ ﷺ جب کوئی کھانا تناول فرماتے، تو تین انگلیوں کو چاٹتے تھے، نیز فرماتے: آپ میں سے کسی کا لقمہ نیچے گر جائے، تو وہ (اسے اٹھائے،) اس سے مٹی وغیرہ صاف کرے اور اسے کھا لے، شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ نبی کریم ﷺ ہمیں برتن صاف کرنے کا حکم دیتے تھے، نیز فرماتے: آپ نہیں جانتے کہ آپ کے کس لقمہ میں برکت ہے۔“

(صحیح مسلم: 2034)

نیز جدید سائنس کے مطابق اس میں کئی طبی فوائد بھی ہیں۔

سوال: کیا دستر خوان اٹھانے سے پہلے کھانا کھانے والے اٹھ سکتے ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اٹھ سکتے ہیں، ممانعت ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ، حَتّٰى يُرْفَعَ .

''بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے (کے دستر خوان) سے اٹھنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ کھانا اٹھالیا جائے۔''

(سنن ابن ماجہ : 3294)

سند ضعیف ہے۔

① منیر بن زبیر ''ضعیف'' ہے۔

② ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کرتے تھے، سماع بالمسلسل ضروری ہے۔

③ مکحول کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں۔

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(مصباح الزّجاجة : 13/4)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ، فَلَا يَقُومُ رَجُلٌ، حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ، وَإِنْ شَبِعَ، حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ، وَلْيُعْذِرْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ يُخْجِلُ جَلِيسَهٗ، فَيَقْبِضُ يَدَهٗ، وَعَسٰى أَنْ يَكُونَ لَهٗ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ .

''جب دستر خوان لگا دیا جائے، تو دستر خوان اٹھائے جانے تک کوئی شخص نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٹھے، نہ اپنا ہاتھ روکے، اگر چہ وہ سیر ہو چکا ہو، یہاں تک کہ سب لوگ کھانے سے فارغ ہو جائیں، اسے خوب سیر ہو کر کھانا چاہیے، کیونکہ آدمی اپنے ساتھی سے شرم محسوس کرتے ہوئے اپنا ہاتھ روک لیتا ہے، جبکہ ممکن ہے کہ اسے ابھی کھانے کی حاجت ہو۔''

(سنن ابن ماجه : 3295)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبدالاعلیٰ بن اعین ''ضعیف'' ہے۔

② عبدالاعلیٰ کی یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت منکر ہوتی ہے۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ جَاءَ بِأَحَادِيثَ مُنْكَرَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ مَحْفُوظٌ .

''عبدالاعلیٰ بن اعین نے یحییٰ بن ابی کثیر سے منکر روایات بیان کی ہیں، ان میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔''

(الضعفاء الكبير : 60/3)

یہ روایت بھی یحییٰ بن ابی کثیر سے ہے، لہٰذا منکر و غیر محفوظ ہے۔

عبدالاعلی کی متابعت علاء بن اسماعیل نے کی ہے، مگر وہ مجہول ہے۔

③ یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

④ یحییٰ بن ابی کثیر کا عروہ بن زبیر سے سماع نہیں ہے۔

❁ اس حدیث کی سند کو حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مصباح الزّجاجة : 14/4)

سوال: پانچ انگلیوں سے کھانا کیسا ہے؟

جواب: کھانا کھاتے ہوئے پانچ انگلیاں استعمال کرنا جائز ہے، اس کی ممانعت نہیں، البتہ تین انگلیوں سے کھانا مسنون و مستحب ہے۔

جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(صحيح مسلم : 2034)

سوال: چمچ سے کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، ممانعت نہیں۔

سوال: کیا روٹی کو قینچی سے کاٹنا جائز ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا روٹی کو چھری سے کاٹ سکتے ہے؟

جواب: روٹی کو چھری سے کاٹنا جائز ہے، اس کی ممانعت ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❀ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقْطَعُوا الْخُبْزَ بِالسِّكِّينِ كَمَا تَقْطَعُهُ الْأَعَاجِمُ .

''روٹی کو چھری سے مت کاٹو، جیسا کہ عجمی لوگ کاٹتے ہیں۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 624، شعب الإيمان للبيهقي : 5606)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عباد بن کثیر بصری ''ضعیف و متروک'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② عطاء بن یسار کا سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع کا مسئلہ ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطَعَ الْخُبْزُ بِالسِّكِّينِ وَقَالَ: أَكْرِمُوا الْخُبْزَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کو چھری سے کاٹنے سے منع کیا، نیز فرمایا: روٹی کی عزت کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی عزت کرتا ہے۔"

(الخلافيات للبيهقي: 448/2)

جھوٹی روایت ہے۔ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم "کذاب ووضاع" ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "موضوع" کہا ہے۔

سوال: کیا انڈا کھانا جائز ہے؟

جواب: حلال جانور کا انڈا کھانا جائز ہے، کیونکہ جن جانوروں یا پرندوں کا گوشت حلال ہے، ان کا انڈا بھی بالاجماع حلال ہے، حلال جانوروں اور پرندوں میں کوئی عضو حرام نہیں، سوائے اس خون کے، جو ذبح کے وقت بہتا ہے۔

❀ زہدم جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، اعْتَزَلَ الدَّجَاجَ، وَقَالَ: رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهَا، فَقَالَ أَبُو مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ.

"ایک آدمی مرغ (کھانے) سے کنارہ کش ہو گیا اور کہنے لگا: میں نے اسے کچھ کھاتے دیکھا ہے، جس کی وجہ سے مجھے اس سے کراہت ہو گئی ہے، تو سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوموسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھا رہے تھے۔“

(صحيح البخاري : 5518، صحيح مسلم : 1649، المنتقى لابن الجارود : 888)

جب مرغی کھانا حلال ہے، تو اس کا انڈا بھی حلال ہے، کیونکہ انڈا بھی مرغی کا جزو ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

...... وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً .

”......جو جمعہ کے دن پانچویں گھڑی میں آیا، گویا اس نے انڈا صدقہ کیا۔“

(صحيح البخاري :881، صحيح مسلم : 850)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ انڈا حلال ہے، کیونکہ کسی مستحب عمل کی فضیلت میں حرام چیز صدقہ کرنے سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی، کیونکہ حرام چیز کا صدقہ جائز نہیں۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیلا کھاتے وقت اسے تین حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے، کیا یہ بات ثابت ہے؟

جواب: شریعت میں ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔ کیلا کھاتے ہوئے بھی کھانے کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے، کیلے کے بارے میں کوئی خاص ادب وارد نہیں ہوا۔

سوال: کھانے کے اوپر سے کودنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا نہیں کرنا چاہیے، یہ آداب کے خلاف ہے۔

سوال: جلی ہوئی روٹی کھانا کیسا ہے؟

جواب: اگر روٹی زیادہ جلی ہے، تو یہ مضر صحت ہے، لہٰذا اسے نہیں کھانا چاہیے، اگر معمولی جلی ہے، تو ایسی روٹی کھائی جاسکتی ہے، جلے ہوئے حصے کو نہ کھایا جائے، البتہ اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کوئی خاص حکم وارد نہیں ہوا۔

سوال: کیڑے والے پھل کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، یہ مضر صحت ہیں۔

سوال: پڑوسی کے درخت کی شاخیں ہمارے گھر پر پڑتی ہیں، اس کے درخت کا پھل ہمارے گھر گر جاتا ہے، کیا ہمارے لیے وہ پھل کھانا جائز ہے؟

جواب: پڑوسی سے اجازت طلب کر لینی چاہیے، ورنہ عرفی اجازت کافی ہے۔ پھل کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا پانی پینے کی کوئی خاص دعا منقول ہے؟

جواب: کھانے پینے کی اکٹھی مسنون دعائیں بہت سی ہیں، مگر صرف پانی پینے کی کوئی خاص دعا ثابت نہیں۔

سوال: کیا پانی سر ڈھانپ کر پینا مسنون ہے؟

جواب: مسنون نہیں ہے۔

سوال: کیا پانی تین سانس میں پینا مسنون ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ : إِنَّهُ أَرْوٰى وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ، قَالَ أَنَسٌ : فَأَنَا أَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشروب پیتے ہوئے تین سانس لیتے تھے اور فرماتے: یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طریقہ زیادہ سیر کرنے والا، زیادہ مفید و محفوظ اور زیادہ مزیدار ہے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی پیتے ہوئے تین سانس لیتا ہوں۔"

(صحیح مسلم: 2028)

سوال: بوتل کو منہ لگا کر پینا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے۔

سوال: کھانا کھاتے ہوئے درمیان یا بعد میں پانی پینا کیسا ہے؟

جواب: شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ اطباء اس سے منع کرتے ہیں۔

سوال: نئے مکان کی خوشی میں لوگوں کی دعوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ عرفی معاملہ ہے، شریعت نے اس سے منع نہیں کیا۔

سوال: درس نظامی سے فراغت کے وقت دعوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، کوئی شرعی قباحت نہ ہو، تو۔

سوال: دعوت میں طفیلی کا کیا حکم ہے؟

جواب: دعوت میں کوئی طفیلی ساتھ لگ جاتا ہے تو دعوت دینے والے سے اس کے کھانے کے لئے اجازت لینی چاہیے۔

❀ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"جماعت انصار میں ایک صاحب تھے جنہیں ابو شعیب کہا جاتا تھا، ان کے پاس ایک غلام تھا، یہ غلام گوشت بیچتا تھا، سیدنا ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: کھانا تیار کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کا ارادہ ہے، چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار ساتھیوں کے ہمراہ بلا کر لائے، ان کے ساتھ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب بھی چلنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم پانچ آدمیوں کی تم نے دعوت کی تھی مگر یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آ گئے ہیں، چاہو تو انہیں اجازت دے دو، چاہو تو منع کر دو، سیدنا ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے انہیں بھی اجازت دے دی، محمد بن یوسف بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوں تو انہیں اجازت نہیں کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کی چیز اٹھا کر دسترخوان پر رکھ لیں، البتہ ایک ہی دسترخوان پر شرکا کو اس میں سے کوئی چیز دینے اور نہ دینے کا اختیار ہے۔''

(صحيح البخاري: 5434؛ صحيح مسلم: 2036)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا.

''جس کو کھانے کی دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی، تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو بغیر دعوت کھانے میں شریک ہو گیا، وہ چور کی حیثیت سے داخل ہوا اور لوٹ مار کرنے والا بن کر باہر نکلا۔''

(سنن أبي داود: 3741)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ابان بن طارق مجہول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اسے امام ابوداود رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے بھی ''مجہول'' کہا ہے۔

(الضّعفاء : 522/2)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔

② درست بن زیاد قزاز ''ضعیف'' ہے۔

❁ مذکورہ حدیث کے متعلق امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لَهٗ أَنْكَرُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ .

''ابان کی اس حدیث سے زیادہ منکر روایت کوئی نہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 70/2)

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''بے اصل'' قرار دیا ہے۔

(الضعفاء الكبير : 161/2)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا، واپسی کا قصد کیا تو فرمایا:

اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ .

''آپ کا کھانا نیک لوگ کھائیں، روزے دار آپ کے پاس افطاری کرتے رہیں، فرشتے آپ کے لئے دعائے رحمت کریں۔''

(شرح مشكل الآثار للطحاوی : 1577؛مسند البزار (كشف الاستار : 2007)،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السّنن الکبریٰ للبیھقی : 287/7)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

سوال: عاشورا کے دن کو خاص کر کے گھر والوں کو عمدہ کھانا کھلانا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں، کسی عمل کو کسی دن کے ساتھ خاص کرنا شریعت کا وظیفہ ہے، کسی کو حق نہیں کہ وہ کسی عمل کو کسی دن کے ساتھ خاص کرے۔

عاشورا کے دن اہل وعیال پر فراوانی کرنے کے بارے میں مروی روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وَسَّعَ عَلٰی عِیَالِہٖ یَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِي سَائِرِ سَنَتِہٖ.

”جس نے عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کی، اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسعت عطا کر دے گا۔“

(المعجم الکبیر للطّبراني : 10007، شعب الإیمان للبیهقي : 3513)

جھوٹی روایت ہے۔

① ہیصم بن شداخ سخت ضعیف ہے۔

② علی بن ابی طالب بزاز مجروح راوی ہے۔

③ اعمش کا عنعنہ ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو من گھڑت قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 158/3)

یہ حدیث دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے، مگر وہ تمام سندیں بھی ضعیف ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: انشورنس کمپنی میں کام کرنے والے کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے؟

جواب: انشورنس کمپنی میں ملازمت جائز نہیں، یہ سود اور جوا پر تعاون ہے، اس کی کمائی جائز نہیں، مگر حرام کمائی والی کی دعوت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

❁ حارث بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، کہنے لگا: میرا ایک پڑوسی ہے، جتنا میں جانتا ہوں، اس کی کمائی حرام ہے، وہ مجھے (کھانے کی) دعوت دیتا ہے، میں یہ دعوت قبول کروں، تو حرج محسوس کرتا ہوں (کیونکہ اس کی کمائی حرام ہے) اور دعوت قبول نہ کروں، تو پھر بھی حرج محسوس کرتا ہوں (کہ وہ کیا خیال کرے گا کہ میری دعوت قبول کیوں نہیں کی)۔ تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ دعوت قبول کریں، اس کی حرام کمائی کا گناہ اس کے سر ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي: 535/5، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: جو کھانا تحفہ میں ملا ہو، اسے فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جسے تحفہ دیا جائے، وہ اس کا مالک بن جاتا ہے، وہ اس میں مکمل تصرف کا اختیار رکھتا ہے، لہٰذا وہ تحفہ میں ملے کھانے کو شرعاً فروخت کر سکتا ہے، مگر عرف میں اسے اچھا نہیں سمجھا جاتا، اس لیے بغیر کسی مجبوری کے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: بینک ملازم کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، حرام کمائی کا گناہ بینک ملازم کے سر ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۲۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا بیماری میں علاج کرانا جائز ہے؟

جواب: بیماری کا علاج کرانا جائز ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً .

''اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے، اس کی شفا بھی پیدا کی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5678)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''ہر بیماری کا علاج ہے، جب بیماری کا علاج کیا جائے، تو اللہ کے حکم سے شفا مل جاتی ہے۔''

(صحيح مسلم : 2204)

❀ یزید بن ہرمز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ نَجْدَةَ، كَتَبَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ : كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي، هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ؟، وَقَدْ كَانَ يَغْزُو بِهِنَّ، فَيُدَاوِينَ الْمَرْضٰى، وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ، وَأَمَّا سَهْمٌ، فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمٍ .

”نجدہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں لکھا: آپ نے مجھ سے یہ پوچھنے کے لیے خط لکھا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو جنگ میں لے جایا کرتے تھے؟ تو (جواب یہ ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جنگ میں لے جایا کرتے تھے، وہ بیماروں کا علاج کیا کرتی تھیں اور انہیں غنیمت میں سے تحفہ بھی دیا جاتا تھا، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حصہ مقرر نہیں کیا کرتے تھے۔“

(صحیح مسلم : 1812، المنتقی لابن الجارود : 1085)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ علاج معالجہ اور کسی ماہر سپیشلسٹ ڈاکٹر سے چیک اپ کروانے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن دو چیزوں کا خاص خیال رہے:

① علاج صرف شفایابی کا ذریعہ ہے، حقیقی شفا دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ تب ہی تو دوا کے استعمال سے کبھی شفا مل جاتی ہے اور کبھی اللہ کی مرضی سے نہیں بھی ملتی۔ بسا اوقات تو اللہ بغیر کسی سبب کے ہی شفا دے دیتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشُّعراء : ٨٠)

”میں بیمار ہو جاؤں، تو اللہ ہی شفا دیتا ہے۔“

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ﴾

(الأنعام : ۱۷، یونس : ۱۰۷)

”اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف سے دوچار کر دے، تو اسے دور کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔“

وسائل ضرور اختیار کریں، لیکن دلی اعتماد اپنے خالق حقیقی پر ہی کریں۔ دلی یقین ڈاکٹر پر نہیں ہونا چاہیے، خواہ وہ کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو، کیونکہ وہ آپ کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے اور نہ آپ کے مقدر کو بدل سکتا ہے۔

② علاج میں حرام ذرائع اختیار نہ کیے جائیں، کیونکہ حرام چیز سے علاج کرنا جائز نہیں، لہٰذا حرام اشیا مثلاً شراب وغیرہ سے علاج نہیں کرنا چاہیے۔

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا، فَقَالَ : إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ : إِنَّهٗ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلٰكِنَّهٗ دَاءٌ .

”سیدنا طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کر دیا یا ایسا کرنا ناپسند فرمایا، عرض کیا: میں تو بہ طور دوائی استعمال کرتا ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دوائی نہیں، بیماری ہے۔“

(صحیح مسلم : 1984)

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ، يَجْعَلُهَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا .

''ایک طبیب نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ مینڈک کی دوائی بنا سکتا ہے؟، تو نبی کریم ﷺ نے اسے مینڈک مارنے سے منع فرمایا۔''

(سنن أبي داود : 5269، سنن النّسائي : 4355، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۸۲۶۱) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ مینڈک حرام ہے اور حرام سے علاج نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

''اللہ تعالیٰ نے حرام میں شفا نہیں رکھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 38/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ، إِذَا دَعَا طَبِيبًا يُعَالِجُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يُدَاوِيَ بِشَيْءٍ مِمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ معمول تھا کہ جب کسی عزیز کے علاج کے لئے طبیب کو بلاتے، تو اس پر یہ شرط عائد کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے علاج نہیں کرے گا۔''

(المستدرك للحاكم : 218/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ داود بن ابی ہند رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ رَجُلٍ يَتَدَاوٰى بِلَحْمِ كَلْبٍ، فَقَالَ : إِنْ تَدَاوٰى بِهٖ فَلَا شَفَاهُ اللّٰهُ .

''امام شعبی رحمہ اللہ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا، جو کتے کے گوشت سے علاج کرتا ہے، فرمایا: اگر وہ اس سے علاج کرے، تو اللہ اسے شفا نہیں دے گا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 61/5، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا عجوہ کھجور زہر کا تریاق ہے؟

جواب: عجوہ جنت کا پھل ہے، مدینہ کے بالائی حصہ کی عجوہ تریاق ہے، جو شخص تسلسل کے ساتھ صبح سویرے بالائی مدینہ کی سات عدد عجوہ کھاتا ہے، اسے زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ حکم مطلق عجوہ کھجور کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ یہ خاص مدینہ کے بالائی حصہ کی عجوہ کے بارے میں ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَفِيهَا شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ .

''عجوہ جنت کی کھجور ہے۔ اس میں زہر کے لیے شفاء ہے۔''

(سنن التّرمذي : 2066، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح غریب'' کہا ہے۔

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضُرَّهٗ فِي ذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْيَوْمِ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ .

''جو آدمی ہر روز صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھالے، اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہ دے سکے گا۔''

(صحيح البخاري : 5769، صحيح مسلم : 2047)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِينَ يُصْبِحُ، لَمْ يَضُرَّهُ سَمٌّ حَتَّى يُمْسِيَ .

''جس نے صبح سویرے مدینہ کے دو سیاہ پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کی سات (عجوہ) کھجوریں کھائیں، شام تک اسے زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً أَوْ إِنَّهَا تِرْيَاقٌ أَوَّلَ الْبُكْرَةِ .

''(مدینہ منورہ کے) بالائی حصہ کی عجوہ کھجور میں شفا ہے یا صبح کے وقت ان کا استعمال شفا کا باعث ہے۔''

(صحيح مسلم : 2048)

عجوہ کھجور کھانے سے زہر اثر نہیں کرتا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی جان بوجھ کر زہر پینا شروع کر دے، کیونکہ زہر حرام ہے، اس کے کھانے پینے کی اجازت نہیں۔ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جو علی الصبح سات عدد عجوہ کھجوریں، جو مدینہ کے بالائی علاقہ کی ہوں، کھاتا ہے، تو اسے زہر نقصان نہیں پہنچاتا، کہ اگر اسے کوئی زہریلا جانور ڈس لے یا کوئی اسے قتل کرنے کے لیے زہر پلا یا کھلا دے، تو وہ زہر اس پر اثر نہیں کرے گا۔ ان احادیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے یہ معنی کشید کرنا کہ عجوہ کھجور کھانے والا جان بوجھ کر زہر بھی پی لے، تو اسے نقصان نہیں پہنچتا، درست نہیں، کیونکہ زہر پینے کی قطعاً اجازت نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ يَعْنِي السَّمَّ.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام دوا یعنی زہر سے منع فرمایا۔"

(سنن الترمذي : 2045، وسندهٗ حسنٌ)

اگر کوئی جان بوجھ کر زہر پی لیتا ہے اور اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، تو یہ خودکشی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَسُمُّهٗ فِي يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.

"جس نے زہر پی کر خودکشی کی، تو (روز قیامت) زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم میں ایک لمبی مدت تک زہر پیتا رہے گا۔"

(صحيح البخاري : 5778، صحيح مسلم : 109)

تنبیہ:

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے زہر پینا ثابت نہیں۔

❀ ابو سفر رحمہ اللہ اور ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى الْحِيرَةِ نَزَلَ عَلٰى بَنِي الْمَرَازِبَةِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : فَأُتِيَ بِالسُّمِّ فَأَخَذَهُ فَجَعَلَهُ فِي رَاحَتِهِ، وَقَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ، فَاقْتَحَمَهُ، فَلَمْ يَضُرَّهُ بِإِذْنِ اللّٰهِ شَيْئًا .

”جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقامِ حیرہ کی طرف گئے، تو قبیلہ بنو مرازبہ کے ہاں قیام کیا، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس زہر لایا گیا، آپ نے اسے پکڑا، ہتھیلی پر رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر نگل گئے۔ اللہ کے حکم سے اس زہر نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 548/6، المُعجم الكبير للطّبراني : 105/4)

روایت ضعیف ہے۔ ابو سفر اور ابو بردہ دونوں کا سیدنا خالد بن ولید سے سماع نہیں۔

❀ اسی طرح کی روایت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

(فضائل الصّحابة لأحمد : 1481)

جس روایت میں زہر پینے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے، اس میں سفیان بن عیینہ اور اسماعیل بن ابی خالد کا عنعنہ ہے، سماع کی تصریح نہیں ملی۔ بلاشبہ یہ سند صحیح بخاری میں مذکور ہے، مگر وہاں زہر پینے کے الفاظ ذکر نہیں ہوئے۔ اُصول یہ ہے کہ بخاری و مسلم کے علاوہ مدلس کے وہی الفاظ معتبر ہوں گے، جہاں سماع کی تصریح ہوگی۔

بعض ملحدین مسلمانوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر اسلام کا فلاں حکم سچا ہے، تو زہر پیو، اگر زہر نے اثر نہ کیا، تو حکم شرعی صحیح ہے اور اگر زہر اثر انداز ہوا، تو اسلام جھوٹا ہے، نعوذ باللہ!

حقانیت اسلام کا پتہ لگانے کے لیے زہر پینے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، کیونکہ اسلام میں جان بوجھ کر زہر پینا حرام ہے۔ حقانیت اسلام کو معلوم کرنے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں؛

① دلائل و براہین۔ ② مباہلہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: آنکھوں کی بینائی کمزور ہوگئی ہے، کیا لیزر آپریشن کرانا جائز ہے؟

جواب: آنکھوں کے علاج کے لیے لیزر آپریشن جائز اور صحیح ہے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں، اس جدید ٹیکنالوجی سے مستفید ہونا چاہیے۔

سوال: علاج کے لیے عورت کا دودھ آنکھوں میں ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: اگر کوئی ماہر طبیب عورت کے دودھ سے آنکھوں کا علاج کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا انسان کا پیشاب بطور علاج پیا جا سکتا ہے؟

جواب: انسان کا پیشاب نجس اور حرام ہے، اس سے علاج جائز نہیں۔

سوال: خنزیر کے چمڑے سے بنی ہوئی پٹی زخم پر باندھنا کیسا ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین ہے، اس کے کسی عضو سے انتفاع جائز نہیں، لہٰذا خنزیر کے چمڑے سے بنی پٹی زخم پر باندھنا جائز نہیں۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَشَحْمَهُ وَوَدَكَهُ وَغُضْرُوفَهُ وَمُخَّهُ وَعَصَبَهُ حَرَامٌ كُلُّهُ وَكُلُّ ذٰلِكَ نَجِسٌ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ......خنزیر کا گوشت، چربی، چکنائی، نرم ہڈی، بھیجہ اور اعصاب سب کچھ حرام ہے، نیز سب نجس ہے۔''

(مَراتب الإجماع، ص 23)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''خنزیر کی حرمت میں پورے کا پورا خنزیر داخل ہے، یعنی اس کے تمام ظاہری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور باطنی اجزا۔ ذرا تدبر کیجئے کہ کیسے خنزیر کے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کی حرمت کی طرف اشارہ کر دیا، چونکہ خنزیر میں زیادہ چیز گوشت ہے، اس لیے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کو حرام کر دیا، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے برعکس (احرام کے حالت میں) شکار (کی حرمت میں) یہ نہیں کہا کہ تم پر شکار کا گوشت حرام کیا گیا ہے، بلکہ خود شکار کو حرام کیا ہے، اس میں شکار کے جانور کو قتل کرنا اور اسے کھانا دونوں شامل ہیں۔ جبکہ جب (خنزیر کی) تجارت کو حرام کیا، تو پورے خنزیر کا ذکر کیا اور اس کی حرمت گوشت کے ساتھ خاص نہیں کی، تاکہ بیع کی حرمت زندہ اور مردہ خنزیر کو شامل ہو۔"

(زاد المَعاد: 674/5)

سوال: کیا حلال جانوروں کے پیشاب کو علاج کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حلال جانوروں کا پیشاب نجس نہیں، لہٰذا اگر کوئی ماہر طبیب کسی حلال جانور کا پیشاب بطور علاج استعمال کرے، تو کوئی حرج نہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"قبیلہ عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ آئے، ان کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المال کی اونٹنیوں کے پاس جانے اور ان کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ چلے گئے، جب وہ تندرست ہو گئے......۔"

(صحيح البخاري: 233، صحيح مسلم: 1671)

❁ حسن بن عبید اللہ نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَأَلَ الْحَكَمُ بْنُ صَفْوَانَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ بَوْلِ الْبَعِيرِ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِهٖ، أَلَيْسَ يُشْرَبُ وَيُتَدَاوٰى بِهٖ.

''حکم بن صفوان رحمہ اللہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اونٹ کا پیشاب کپڑوں کو لگ جائے، تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، بھلا اونٹ کا پیشاب بطور علاج پیا نہیں جاتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :109/1، وسندہٗ صحيحٌ)

سوال: علاج کے لیے دریائی جانور کی چربی استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: تمام دریائی جانور، جن کی زندگی پانی پر معلق ہے، حلال ہیں، ان کی چربی بھی حلال ہے، لہٰذا اسے کھانے میں یا علاج کے لیے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک شخص کو ایڈز کی بیماری ہے، اس نے ڈاکٹر سے کہا کہ میری بیماری کے متعلق کسی کو مت بتائیں، پھر وہ شخص لوگوں سے میل ملاپ کرتا ہے، کیا ڈاکٹر لوگوں کو اس کی ایڈز بیماری کے متعلق خبردار کرسکتا ہے، تاکہ لوگ اس متعدی مرض سے محفوظ رہیں؟

جواب: خیرخواہی کے پیش نظر ڈاکٹر خبردار کرسکتا ہے۔ متعدی بیماری والے مریض کو صحت مند لوگوں سے علیحدہ رکھنا چاہیے۔

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُورِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ.

''بیمار جانور کو صحت مند جانوروں کے پاس نہ لائیے۔''

(صحيح مسلم :2221)

سوال: کیا عورت کینسر کے علاج کے لیے ایسی دوائی کھاسکتی ہے، جس سے سر کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

بال گرتے ہوں؟

جواب: کھا سکتی ہے۔

سوال: کیا مسلمان ڈاکٹر غیر مسلم عورت کا علاج کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

سوال: کیا مسلمان ڈاکٹر غیر مسلم عورت کو مانع حمل انجکشن لگا سکتا ہے؟

جواب: اگر عورت خود یہی چاہتی ہے، تو ڈاکٹر بطور پیشہ ور مانع حمل انجکشن لگا سکتا ہے، ڈاکٹر گناہ گار نہ ہوگا۔

سوال: مسلمان عورت مرد ڈاکٹر سے علاج کرا سکتی ہے؟

جواب: اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہیں، تو بحالت مجبوری مرد ڈاکٹر سے بھی علاج کرایا جا سکتا ہے۔

سوال: مردوں کی مرہم پٹی نامحرم عورتوں سے کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ انتظام ہونا چاہیے، نیز یہ کوئی مجبوری نہیں کہ نامحرم سے علاج کی اجازت دی جائے۔

سوال: حیوانات پر میڈیکل تجربات کرنا کیسا ہے؟

جواب: انسانی ضرورت کے لیے حیوانات پر تجربات کرنا جائز ہے۔

سوال: ایک مسلمان جانوروں کا ڈاکٹر ہے، کیا وہ بیمار خنزیر کا علاج کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: دانتوں کو تاروں سے باندھنا کیسا ہے؟

جواب: دانتوں کو مضبوط اور محفوظ کرنے کے لیے انہیں تاروں سے باندھنا اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر خول چڑھانا جائز ہے، یہ علاج کی ایک صورت ہے۔

سوال: بچوں کو مختلف امراض کے انجکشن لگانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ معاشرتی ضرورت ہے، تاکہ ان میں کوئی مہلک اور متعدی مرض پیدا نہ ہو۔

سوال: کیا اہل سنت اللہ تعالیٰ کو "امرد" کہتے ہیں؟

جواب: بعض لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ نعوذ باللہ اہل سنت کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کی گستاخیاں کی گئی ہیں۔ اس بات سے قطع نظر کہ خود ان کی اپنی کتابیں اللہ تعالیٰ، فرشتوں، انبیائے کرام اور صحابہ عظام کی گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں۔ مگر ہم یہاں ان کے بیان کردہ اعتراض پر بات کریں گے۔

ان کا کہنا ہے کہ اہل سنت کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کو "امرد" یعنی بے ریش نوجوان کہا گیا ہے، جس پر "جرد مرد" کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔

اہل سنت والجماعت کی کتب میں ایسی روایات اگرچہ موجود ہیں، مگر محدثین نے ان روایات کو قابل حجت قرار نہیں دیا اور نہ اس کے مطابق عقیدہ بنایا۔ اس کی دلیل ایک تو ائمہ اہل سنت کا ان روایات پر نقد و جرح کرنا ہے، دوسرا یہ کہ اہل سنت نے عقیدہ پر جتنی کتابیں لکھی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ذکر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ "امرد" ہے۔ اس لیے اہل سنت کے متعلق یہ باور کرانا جہالت اور ظلم ہے کہ وہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے گستاخ ہیں۔ اہل سنت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ادب کرنے والا کوئی نہیں۔

لیجئے، ملاحظہ کیجئے وہ روایات اور ان پر محدثین کا کلام:

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَأَيْتُ رَبِّي جَعْدًا أَمْرَدَ .

”میں نے اپنے رب کو دیکھا، اس کے بال گنگریالے تھے اور وہ بے ریش تھا۔“

(الأسماء والصّفات للبيهقي : 938، الكامل لابن عَدي : 677/2، كتاب السنّة للطّبراني، كما في اللآلي المَصنوعة للسيوطي : 29/1-31، تاريخ بغداد للخطيب : 55/13، العِلَل المُتناهية لابن الجَوزي :22/1)

اس کی سند ضعیف و منکر ہے۔

① قتادہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حُجَّةٌ بِالْإِجْمَاعِ إِذَا بَيَّنَ السَّمَاعَ، فَإِنَّهُ مُدَلِّسٌ مَّعْرُوفٌ بِذٰلِكَ .

”قتادہ سماع کی صراحت کریں، تو بالاجماع حجت ہیں۔ وہ معروف مدلس ہیں۔“

(سِيَر أعلام النّبلاء : 270/5)

② یہ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کی منکر روایت ہے۔

❀ امام ابوبکر بن ابی داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مِنْ أَنْكَرِ مَا أَتٰى بِهٖ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ .

”یہ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کی منکر ترین روایت ہے۔“

(اللآلي المَصنوعة للسّيوطي :29/1)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَثْبُتُ . ”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(العِلَل المُتناهية في الأحاديث الواهية :23/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "منکر" کہا ہے۔

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 113/10)

اس حدیث کو تصحیح کے متعلق امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کا قول (اللآلی المصنوعہ للسیوطی : ۲۹/۱) ثابت نہیں۔ اس کی سند میں ابوبکر بن صدقہ "مجہول" ہے۔

❁ یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف بھی مروی ہے۔

(اللآلي المصنوعة للسّيوطي، ص 30)

اس کی سند ضعیف ہے۔

① ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

② ضحاک بن مزاحم کا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ یہی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی موقوف مروی ہے۔

(اللآلي المصنوعة للسّيوطي، ص 30)

سند ضعیف ہے۔

① ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

② صفوان بن سلیم کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

❁ سیدہ ام طفیل رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُ رَأَى رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْمَنَامِ فِي صُورَةِ شَابٍّ مُوَفَّرٍ .

"انہوں نے اپنے رب کو خواب میں دیکھا، گویا لمبے بالوں والا نوجوان ہو۔"

(السنّة لابن أبي عاصم : 471، المعجم الكبير للطّبراني : 143/25، الأسماء والصِّفات للبيهقي : 942، تاريخ بغداد للخطيب : 419/15)

اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① مروان بن عثمان انصاری کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 272/8)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

(الإصابة في تمييز الصحابة : 424/8)

② عمارہ بن عامر ''مجہول'' ہے، نیز اس کا ام طفیل رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

✿ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ عُمَارَةُ وَلَا سَمَاعُهُ مِنْ أُمِّ الطُّفَيْلِ .

''عمارہ غیر معروف ہے، نیز اس کا سیدہ ام طفیل رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔''

(التّاريخ الأوسط : 1419)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(العِلَل المتناهية لابن الجوزي : 15/1، المنتخب لابن قدامة من علل الخلال : 183)

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

...... حَدِيثًا مُنْكَرًا لَمْ يَسْمَعْ عُمَارَةُ مِنْ أُمِّ الطُّفَيْلِ، وَإِنَّمَا ذَكَرْتُهُ لِكَي لَا يَغْتَرَّ النَّاظِرُ فِيهِ فَيَحْتَجَّ بِهِ .

''یہ حدیث منکر ہے۔ عمارہ نے ام طفیل رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا، میں نے اس راوی کو یہاں اس لیے ذکر کیا، کہ اس کے متعلق تحقیق کرنے والا دھوکہ کھا کر اس سے حجت نہ پکڑ لے۔''

(الثّقات : 4682)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُوَ مَتْنٌ مُنْكَرٌ . ”یہ منکر متن ہے۔“

(تهذيب التهذيب : 95/10)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي مَنَامِي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ كَالشَّابِّ الْمُوَفَّرِ .

”میں نے خواب میں اپنے رب عزوجل کو حسین ترین صورت میں دیکھا، گویا لمبے بالوں والا جوان ہو۔“

(رؤية الله للدارقطني : 285)

سند جھوٹی ہے۔

① خالد بن نجیح مصری ”کذاب ووضاع“ ہے۔

② عبدالرحمٰن بن خالد بن نجیح بھی ”متروک الحدیث“ ہے۔

③ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ ”متروک“ ہے۔

❀ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ”مضطرب“ قرار دیا ہے۔

(بيان تلبيس الجهميّة لابن تيميّة : 7/215، 217)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهَا صَحِيحٌ، وَكُلُّهَا مُضْطَرِبَةٌ .

”اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں، ساری کی ساری مضطرب ہیں۔“

(العِلَل : 5/57)

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (کتاب التوحید : ۱/۱۹۱) اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ (تلخیص المتشابۃ : ۱/۳۰۲) نے غیر ثابت قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ يَثْبُتُ إِسْنَادُهٗ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ .

"محدثین کرام کے نزدیک اس کی سند ثابت نہیں۔"

(قيام اللّيل، ص 43)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي ثُبُوتِ هٰذَا الْحَدِيثِ نَظَرٌ .

"اس حدیث کا ثابت ہونا محل نظر ہے۔"

(كتاب الأسماء والصّفات، ص 380)

کسی صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کا خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت نہیں۔

تنبیہ:

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ : رَأَيْتُ رَبِّي بِمِنًى يَوْمَ النَّفْرِ عَلٰى جَمَلٍ أَوْرَقَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ أَمَامَ النَّاسِ، مَوْضُوعٌ لَا أَصْلَ لَهٗ .

"حدیث:"میں نے اپنے رب کو یوم نفر (۱۳ ذوالحجہ) کو منیٰ میں دیکھا، وہ ایک سفید سیاہی مائل اونٹ پر سوار تھا، اس نے اون کا جبہ پہن رکھا تھا۔ وہ لوگوں کے آگے تھا۔"من گھڑت اور بے اصل ہے۔"

(المَصنوع في معرفة الحديث الموضوع : 137)

سوال: میت کے لیے اجتماعی دعا کا کیا حکم ہے؟

جواب: تمام علما کا اجماع واتفاق ہے کہ میت کے لیے دعا کرنا مفید ونافع ہے، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ دعا تدفین سے پہلے ہو، یا بعد، جنازہ سے پہلے ہو یا جنازہ کے بعد، انفرادی ہو یا اجتماعی، ہاتھ اٹھا کر ہو، یا ہاتھ اٹھائے بغیر، ہر صورت جائز ہے۔ اسی طرح تعزیت کرتے وقت دعا کی جاسکتی ہے، البتہ مروجہ دعا کا کوئی ثبوت نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾(الحشر : ١٠)

''مہاجرین وانصار کے بعد ایمان لانے والے عرض کرتے ہیں: یارب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی بخشش فرما، جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے، ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کینہ وبغض نہ رکھنا۔ ہمارے رب! تو بہت شفیق اور بے انتہا رحیم ہے۔''

بہت سی احادیث اس مفہوم پر دلالت کناں ہیں؛

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ .

''اللہ! بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما۔''(صحیح مسلم : 947)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازے پر جب لوگ تعریف کررہے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، سیدنا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، پہلے ایک جنازہ گزرا، اس کی تعریف کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، پھر ایک جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، فرمایا: آپ لوگوں نے جس کی تعریف کی تھی، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی مذمت کی تھی، اس کے لیے جہنم واجب ہو گئی، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔"

(صحيح البخاري: 1367؛ صحيح مسلم: 949؛ واللّفظ لهٗ)

❀ ابو اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں وہاں ایک بیماری پھیل چکی تھی، میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہو گئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی، اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا کہ واجب ہو گئی، پھر تیسرا جنازہ نکلا، لوگ اس کی برائی کرنے لگے، آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی۔ ابو اسود دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: امیر المومنین! کیا چیز واجب ہو گئی، فرمایا: میں نے وہی کہا ہے، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص کی اچھائی پر چار آدمی گواہی دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، ہم نے کہا: اگر تین گواہی دیں؟ فرمایا: تین پر بھی، پوچھا: دو؟ فرمایا: دو پر بھی، ہم نے یہ البتہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو؟"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 1368)

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، زخموں کی تاب نہ لا سکے اور شہید ہو گئے، تو شہید ہوتے وقت اپنے ساتھی سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے دعا کی درخواست کرنا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ ...... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ .

”اللہ! اپنے پیارے بندے ابو عامر کی بخشش فرما، ......اللہ! ان کو روز قیامت بہتوں پر فوقیت و برتری عطا فرمانا۔“(صحيح البخاري : 4323)

تعزیت کے لیے مجلس:

تعزیت کے لیے مجلس بنا کر بیٹھنا مکروہ ہے، کسی کے گھر اس غرض سے بیٹھ جانا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کریں، مناسب فعل نہیں۔ بیٹھنے کا عمل بہر صورت مکروہ ہے، خواہ مردوں کی طرف سے ہو، یا عورتوں کی طرف سے۔

یاد رہے کہ سوگ صرف قریبی عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے اسلام میں سوگ نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۳۰)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: عقیقہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بچے یا بچی کی پیدائش کے ساتویں دن خاص نیت سے مخصوص شرائط کا حامل جانور ذبح کرنا عقیقہ کہلاتا ہے۔ عقیقہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ ہر دور میں محبانِ سنت اسے اپناتے چلے آئے ہیں۔

❀ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

الْعَقِيقَةُ سُنَّةٌ فِي قَوْلِ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''اکثر اہل علم کے مطابق عقیقہ سنت ہے۔''

(المُغني: 9/459)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ الْحَدِيثِ قَاطِبَةً وَفُقَهَاؤُهُمْ وَجُمْهُورُ أَهْلِ الْعِلْمِ فَقَالُوا : هِيَ مِنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''تمام محدثین کرام، فقہائے عظام اور اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ عقیقہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔''

(تحفة المودود، ص 38)

❀ علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اِعْلَمْ أَنَّ الْعَرَبَ كَانُوا يَعُقُّونَ عَنْ أَوْلَادِهِمْ، وَكَانَتِ الْعَقِيقَةُ أَمْرًا لَازِمًا عِنْدَهُمْ وَسُنَّةً مُؤَكَّدَةً، وَكَانَ فِيهَا مَصَالِحُ كَثِيرَةٌ رَاجِعَةٌ إِلَى الْمَصْلِحَةِ الْمِلِّيَّةِ وَالْمَدَنِيَّةِ ...... فَأَبْقَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمِلَ بِهَا، وَرَغَّبَ النَّاسَ فِيهَا .

''عرب اپنے بچوں کی طرف سے عقیقہ کیا کرتے تھے، یہ ان کے یہاں امر لازم اور سنت مؤکدہ تھی اور اس میں بہت سے ملی اور معاشرتی مصلحتیں تھیں۔ ......تو نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو باقی رکھا، اس پر عمل کیا اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دی۔''

(حجّة اللّٰه البالغة : 223/2)

❀ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي فِعْلِ الْعَقِيقَةِ مِنَ الْفَوَائِدِ أَشْيَاءُ كَثِيرَةٌ؛ مِنْهَا امْتِثَالُ السُّنَّةِ، وَإِخْمَادُ الْبِدْعَةِ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا مِنَ الْبَرَكَةِ إِلَّا أَنَّهَا حِرْزٌ لِلْمَوْلُودِ مِنَ الْعَاهَاتِ وَالْآفَاتِ كَمَا وَرَدَ، فَالسُّنَّةُ مَهْمَا فُعِلَتْ كَانَتْ سَبَبًا لِكُلِّ خَيْرٍ وَبَرَكَةٍ، وَالْبِدْعَةُ بِضِدِّ ذٰلِكَ .

''عقیقہ کرنے میں بہت سے فوائد ہیں؛ مثلاً سنت کی پیروی کرنا اور بدعت کا قلع قمع کرنا۔ اس میں یہی برکت کافی ہے کہ یہ بچے کو بیماریوں اور آفات سے بچانے کا سبب ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ جب بھی کسی سنت پر عمل کیا جائے، تو وہ ہر قسم کی خیر وبرکت کا ذریعہ بن جاتی ہے، جبکہ بدعت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملہ اس کے برعکس ہے۔''

(المَدخل: 3/294)

❁ نیز فرماتے ہیں:

فِيهَا كَثْرَةُ الثَّوَابِ الْجَزِيلِ لِأَجْلِ امْتِثَالِ السُّنَّةِ فِي فِعْلِهَا وَتَفْرِيقِهَا سِيَّمَا فِي هٰذَا الزَّمَانِ، فَإِنَّ فِيهَا الْأَجْرَ الْكَثِيرَ لِقِلَّةِ فَاعِلِهَا .

''عقیقہ کرنے میں بہت زیادہ اجر ہے، کیونکہ عقیقہ کرنے اور اس کا گوشت بانٹنے سے سنت پر عمل ہوتا ہے، خاص کر اس دور میں بھی بہت اجر و ثواب ملے گا، کیونکہ اس سنت پر عمل کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔''

(المَدخَل: 3/294)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ سُنَّةٌ وَنَسِيكَةٌ مَشْرُوعَةٌ بِسَبَبِ تَجَدُّدِ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَفِيهَا سِرٌّ بَدِيعٌ مَوْرُوثٌ عَنْ فِدَاءِ إِسْمَاعِيلَ بِالْكَبْشِ الَّذِي ذُبِحَ عَنْهُ وَفَدَاهُ اللّٰهُ بِهٖ فَصَارَ سُنَّةً فِي أَوْلَادِهٖ بَعْدَهٗ أَنْ يَفْدِيَ أَحَدُهُمْ عِنْدَ وِلَادَتِهٖ بِذِبْحٍ وَلَا يُسْتَنْكَرُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا حِرْزًا لَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ بَعْدَ وِلَادَتِهٖ كَمَا كَانَ ذِكْرُ اسْمِ اللّٰهِ عِنْدَ وَضْعِهٖ فِي الرَّحِمِ حِرْزًا لَهٗ مِنْ ضَرَرِ الشَّيْطَانِ .

''عقیقہ سنت اور مشروع قربانی ہے، اس لیے کہ (بچے کی پیدائش) والدین پر اللہ تعالیٰ کی نئی نعمت ہوتی ہے۔ اس میں ایک بڑی انوکھی حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے جو مینڈھا ذبح کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا دیا تھا، یہ سلسلہ اسی وقت سے چلا آ رہا ہے، سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں یہ طریقہ جاری رہا کہ بچے کی ولادت کے وقت ایک جانور ذبح کرکے اس کا فدیہ دیا جاتا۔ یہ بھی بعید نہیں کہ ولادت کے بعد عقیقہ کرنے سے بچہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے، جیسا کہ نطفہ کو رحم میں ڈالتے وقت اللہ کا نام (ہم بستری کی مسنون دعا) پڑھنے سے بچہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔''

(تُحفة المَودود، ص 64)

عقیقہ سنت ہے، دلائل ملاحظہ ہوں؛

❀ سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى .

''ہر بچے کا عقیقہ ہے، اس کی طرف سے خون بہائیں اور اس سے گندگی (سر کے بال) دور کریں۔''

(صحيح البخاري :5471)

❀ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ غُلَامٍ مُّرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهٖ، يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسَمّٰى .

''ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہوتا ہے، ساتویں روز اس کی طرف سے (جانور) ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 7/5، 8، 12، 17، 18، 22، سنن أبي داوٗد : 2838، سنن الترّمذي : 1522، سنن النّسائي : 4220، سنن ابن ماجه : 3165، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ اس حدیث کی سند کو امام احمد رحمہ اللہ نے ''جید'' کہا ہے۔

(المغني لابن قدامة : 1200/11، تحفة المودود لابن القيم، ص 63)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن جارود (۹۱۰) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴/ ۲۳۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ بچہ عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔محض اس میں عقیقہ کی تاکید ہے کہ جس طرح رہن رکھی چیز کو قرض ادا کر کے واپس لینے کی فکر کی جاتی ہے،اس میں سستی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا،اسی طرح بچے کا عقیقہ کرنے میں بھی سستی نہ دکھائی جائے، بلکہ حیثیت ہے،تو بچے یا بچی کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کر دیا جائے۔

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 355/5، سنن النسائي : 4213، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ؟ فَقَالَ : لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْعُقُوقَ، كَأَنَّهٗ كَرِهَ الِاسْمَ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُولَدُ لَهٗ؟ قَالَ : مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْجَارِيَةِ شَاةٌ .

”رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نافرمانی کو پسند نہیں کرتا۔ گویا آپ ﷺ نے نام کو ناپسند کیا۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارا سوال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو؟ فرمایا: آپ میں سے کوئی اگر بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے، تو وہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری قربان کرے۔“

(مسند الإمام أحمد : 2/182-183، 2/194، سنن أبي داود : 2842، سنن النسائي : 4212، مشكل الآثار للطّحاوي : 1055، المستدرك للحاكم : 4/236، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ الْعَامَّةِ عَلٰى تَوْهِينِ أَمْرِ الْعَقِيقَةِ، وَلٰكِنَّهٗ كَرِهَ تَسْمِيَتَهَا بِهٰذَا الِاسْمِ عَلٰى مَذْهَبِهٖ فِي تَغَيُّرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ إِلٰى مَا هُوَ أَحْسَنَ مِنْهُ، فَأَحَبَّ أَنْ يُّسَمِّيَهَا بِأَحْسَنَ مِنْهُ مِنْ نَسِيكَةٍ، أَوْ ذَبِيحَةٍ، أَوْ نَحْوِهَا .

”اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث سے عقیقہ کی حیثیت کم نہیں ہوتی، بلکہ چونکہ قبیح نام کو اچھے نام سے بدلنا نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس نام کو ناپسند فرمایا، آپ چاہتے تھے کہ اس کا کوئی اچھا نام رکھا جائے، مثلاً نسیکہ، ذبیحہ وغیرہ۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(شرح السّنّة :264/11)

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ .

”زمانہ جاہلیت میں ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوتا، تو ہم بکری ذبح کر کے اس کے سر پر خون لگاتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام اتارا، تو ہم (بچے کی پیدائش کے ساتویں دن) بکری ذبح کرتے، بچے کے سر کے بال مونڈتے اور اس کے سر پر زعفران کا لیپ کرتے۔“

(سنن أبي داود : 2843، المستدرك للحاكم : 7594، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا أَقَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَقِيقَةَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَكَّدَ أَمْرَهَا وَأَخْبَرَ أَنَّ الْغُلَامَ مُرْتَهَنٌ بِهَا نَهَاهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا عَلٰى رَأْسِ الصَّبِيِّ مِنَ الدَّمِ شَيْئًا وَسَنَّ لَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا عَلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الزَّعْفَرَانِ لِأَنَّهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِنَّمَا كَانُوا يَلْطَخُونَ رَأْسَ الْمَوْلُودِ بِدَمِ الْعَقِيقَةِ تَبَرُّكًا بِهِ فَإِنَّ دَمَ الذَّبِيحَةِ كَانَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مُبَارَكًا عِنْدَهُمْ حَتّٰى كَانُوا يَلْطَخُونَ مِنْهُ آلِهَتَهُمْ تَعْظِيمًا لَهَا وَإِكْرَامًا فَأُمِرَ بِتَرْكِ ذٰلِكَ لِمَا فِيهِ مِنَ التَّشَبُّهِ بِالْمُشْرِكِينَ وَعُوِّضُوا عَنْهُ بِمَا هُوَ أَنْفَعُ لِلْأَبَوَيْنِ وَلِلْمَوْلُودِ وَلِلْمَسَاكِينِ وَهُوَ حَلْقُ رَأْسِ الطِّفْلِ وَالتَّصَدُّقِ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ ذَهَبًا أَوْ فِضَّةً وَسَنَّ لَهُمْ أَنْ يَلْطَخُوا الرَّأْسَ بِالزَّعْفَرَانِ الطَّيِّبِ الرَّائِحَةِ الْحَسَنِ اللَّوْنِ بَدَلًا عَنِ الدَّمِ الْخَبِيثِ الرَّائِحَةِ النَّجِسِ الْعَيْنِ وَالزَّعْفَرَانُ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ وَأَلْطَفُهُ وَأَحْسَنُهُ لَوْنًا .

”جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام میں عقیقہ کو برقرار رکھا، اس پر تاکید کی اور بتایا کہ بچہ اس کے بدلے گروی رکھا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بچے کے سر پر خون لگانے سے منع کیا اور انہیں بتایا کہ اس کے سر پر زعفران لگائیں، کیونکہ عرب لوگ جاہلیت میں بچے کے سر پر تبرک کی نیت سے جانور کا خون لتھڑتے تھے، ذبیحہ کا خون ان کے نزدیک مبارک ہوتا تھا، حتیٰ کہ وہ اس خون کو اپنے بتوں پر بھی ان کی تعظیم واکرام کی نیت سے ڈالتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑنے کا حکم دیا، کیونکہ اس میں مشرکین کے ساتھ مشابہت تھی اور اس کے عوض میں مسلمانوں کو وہ حکم دیا گیا، جو بچے کے والدین، بچے اور مساکین کے لیے زیادہ نفع مند تھا، وہ یہ کہ بچے کے سر کے بالوں کو مونڈھا جائے اور اس کے بالوں کے برابر وزن سونا یا چاندی صدقہ کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے یہ طریقہ مقرر کیا کہ وہ بچے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے سر کو نجس العین اور بد بو دار خون کے بجائے خوشبودار اور خوبصورت زعفران سے رنگیں، زعفران سب سے عمدہ خوش بو ہے اور سب سے خوبصورت رنگ ہے۔“

(تُحفة المودود، ص 71)

تنبیہ:

ہمارے مطابق بالوں کے عوض سونا یا چاندی صدقہ کرنے کے متعلق کوئی روایت ثابت نہیں، واللہ اعلم!

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اَلسُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ .

”سنت یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو برابر بکریاں ذبح کی جائیں اور بچی کی طرف سے ایک بکری۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 238/8، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/۲۴۴، وسندہ حسن)، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۸، وسندہ حسن) اور سیدنا سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۵۴۷۱) بھی عقیقہ کے قائل و فاعل تھے۔

تابعین میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمہ اللہ (مشکل الآثار للطحاوی: ۱۰۴۳)، منذر بن زبیر رحمہ اللہ (مصنف عبدالرزاق: ۷۹۵۶)، قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹)، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ : ۸/ ۲۳۹)، زہری رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹)، محمد بن علی باقر رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹)، قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹) اور محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ (مصنف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی شیبہ:۸/ ۲۳۵)وغیرہم سے بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ عقیقہ کے قائل وفاعل تھے۔

احناف کا مؤقف:

عقیقہ نبی کریم ﷺ ،صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے۔ اس کے برعکس احناف عقیقہ کو منسوخ خیال کرتے ہیں۔

❁ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے:

لَا يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَلَا عَنِ الْجَارِيَةِ .

”نہ بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے گا اور نہ بچی کی طرف سے۔“

(الجامع الصّغير لمحمد الشيباني، ص 534)

❁ امام محمد بن حسن شیبانی کہتے ہیں:

أَمَّا الْعَقِيقَةُ فَبَلَغَنَا أَنها كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ فُعِلَتْ فِي أَوَّلِ الْإِسْلامِ ثُمَّ نَسَخَ الْأَضْحٰى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهٗ .

”ہمیں یہ بات پہنچی کہ عقیقہ زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا، آغاز اسلام میں بھی کیا گیا، پھر قربانی نے پہلے سے رائج ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا۔“

(المؤطأ برواية الشيباني، ص 226)

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

(بدائع الصنائع : 69/5)

❁ علامہ خوارزمی کرلانی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ذَبَائِحُ يَذْبَحُونَهَا؛ مِنْهَا الْعَقِيقَةُ، وَمِنْهَا الرَّجَبِيَّةُ ...... وَكُلُّهَا مَنْسُوخٌ بِالْأُضْحِيَّةِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”دور جاہلیت میں لوگ کئی قسم کے جانور ذبح کرتے تھے، ان میں سے عقیقہ اور رجبیّہ (ماہ رجب میں ذبح کیا جانے والا جانور) بھی تھے۔......قربانی نے ان سب کو منسوخ کر دیا ہے۔“

(الكفاية على الهداية : 428/8)

۞ مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (۱۳۹۴ھ) لکھتے ہیں:

”روایات کی عبارت اس بات میں ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ عقیقہ منسوخ اور ناجائز ہے۔ ابن عابدین شامی حنفی نے جامع المحبوبیٰ سے جو اس کا جواز اور طحاوی کے شارح سے جو اس کا استحباب نقل کیا ہے، وہ انہوں نے مذہب (حنفی) نقل نہیں کیا، بلکہ یہ ان دونوں کی ذاتی رائے ہے، کیونکہ اس بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔“

(إعلاء السّنن : 113/17)

عقیقہ کو منسوخ کیسے کہا جا سکتا ہے، جبکہ عقیقہ پر خود رسول اللہ ﷺ نے بھی عمل کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے بھی اپنے بچوں کا عقیقہ کیا ہے۔ اگر عقیقہ منسوخ ہوتا، تو صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت عقیقہ کی قائل و فاعل نہ ہوتی، کیونکہ صحابہ کرام اور اسلاف امت دین کو صحیح معنوں میں سمجھنے والے تھے، ان کے فہم کے مطابق عقیقہ مسنون مستحب عمل ہے۔

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثُ مُسْنَدَةٌ، وَعَنْ أَصْحَابِهِ وَعَنِ التَّابِعِينَ، ثُمَّ قَالَ : وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : هُوَ مِنْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَيَتَبَسَّمُ كَالْمُتَعَجِّبِ .

”عقیقہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کئی ایک متصل احادیث ہیں، صحابہ اور تابعین سے بھی آثار مروی ہیں، جبکہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عقیقہ جاہلیت کا عمل ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعجب کرتے ہوئے مسکرانے لگے۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 411/13 ، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) سے نقل کرتے ہیں:

أَنْكَرَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ أَنْ تَكُونَ الْعَقِيقَةُ سُنَّةً وَخَالَفُوا فِي ذٰلِكَ الْأَخْبَارَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أَصْحَابِهٖ وَعَمَّنْ رُوِيَ عَنْهُ ذٰلِكَ مِنَ التَّابِعِينَ .

”اہل رائے (احناف) نے عقیقہ کے سنت ہونے کا انکار کیا ہے، اس سلسلہ میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ثابت احادیث، آثار صحابہ اور آثار تابعین کی مخالفت کی ہے۔“

(تُحفة المودود، ص 36)

❁ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ ذَبْحُ الْأَضْحٰى بِنَاسِخٍ لِلْعَقِيقَةِ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَلَا جَاءَ فِي الْآثَارِ الْمَرْفُوعَةِ وَلَا عَنِ السَّلَفِ مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَلَا أَصْلَ لِقَوْلِهِمْ فِي ذٰلِكَ .

”جمہور اہل علم کے نزدیک قربانی نے عقیقہ کو منسوخ نہیں کیا، اس بارے کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مرفوع حدیث (ثابت) نہیں، نہ سلف سے ایسی کوئی بات منقول ہے، جو امام محمد بن حسن شیبانی کی بات کی تائید کرے، اس بارے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔"

(الاستذکار: 316/5)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَعْرِفْ أَبُو حَنِيفَةَ الْعَقِيقَةَ، فَكَانَ مَاذَا؟ لَيْتَ شِعْرِي إِذْ لَمْ يَعْرِفْهَا أَبُو حَنِيفَةَ مَا هٰذَا بِنَكِرَةٍ فَطَالَمَا لَمْ يَعْرِفْ السُّنَنَ.

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ نہ جان سکے کہ عقیقہ کیا ہے؟ ہائے! اگر ابوحنیفہ رحمہ اللہ عقیقہ کو نہیں پہچان سکے، تو یہ کوئی قابل تعجب نہیں، وہ تو بہت سے سنتوں کو پہچان نہیں پائے۔"

(المُحلّی بالآثار: 241/6)

❀ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

جَعَلَهَا أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَذٰلِكَ لِقِلَّةِ عِلْمِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِالْأَخْبَارِ.

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عقیقہ کو جاہلیت کا عمل قرار دیا ہے، ایسا انہوں نے اس لیے کہا کہ ان کے پاس احادیث کے متعلق علم و معرفت کی کمی تھی۔"

(المغني: 459/9)

❀ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) امام محمد بن حسن شیبانی کے رد میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنْ أُرِيدَ أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مُسْتَحَبَّةً أَوْ مَشْرُوعَةً، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ رَفَضَ اسْتِحْبَابَهَا وَشَرْعِيَّتَهَا، فَهُوَ غَيْرُ مُسَلَّمٍ، فَهٰذِهِ كُتُبُ الْحَدِيثِ الْمُعْتَبَرَةُ مَمْلُوءَةٌ مِنْ أَحَادِيثِ شَرْعِيَّةِ الْعَقِيقَةِ وَاسْتِحْبَابِهَا .

”اگر مراد یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عقیقہ مستحب یا جائز تھا، اسلام نے آ کر اس کے استحباب اور مشروعیت کا انکار کر دیا، تو یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی، کیونکہ معتبر کتب حدیث عقیقہ کی مشروعیت اور استحباب پر دلالت کرنے والی احادیث سے بھری پڑی ہیں۔“

(التّعليق الممجّد : 286)

عقیقہ کے منسوخ ہونے کے دلائل کا جائزہ:

ذیل میں ان روایات کی استنادی حیثیت واضح کی جائے گی، جنہیں عقیقہ کے منسوخ ہونے پر دلیل بنایا جاتا ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَحَىٰ ذَبْحُ الْأَضَاحِيِّ كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهٗ .

”قربانی نے ہر اس ذبیحہ کو ختم کر دیا، جو اس سے پہلے (مشروع) تھا۔“

(سنن الدارقطني : 4746)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عتبہ بن یقظان ”ضعیف“ ہے۔

② حارث بن نبہان ”متروک“ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَسَخَ الْأَضْحٰى كُلَّ ذَبْحٍ .

”قربانی نے تمام ذبیحوں کو منسوخ کر دیا ہے۔“

(سنن الدّارقطني : 4747)

سند باطل ہے۔ مسیّب بن شریک ”متروک“ ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”متروک“ کہا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

”اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔“

(المَجموع : 386/8)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَسَخَتِ الْأَضَاحِي كُلَّ ذَبْحٍ .

”قربانیوں نے تمام ذبیحوں کو منسوخ کر دیا ہے۔“

(سنن الدّارقطني : 4748)

سند باطل ہے۔

① عتبہ بن یقظان ”ضعیف“ ہے۔

② حارث بن نبہان ”متروک“ ہے۔

③ مسیّب بن واضح جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

❁ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَدِيثُ عَلِيٍّ مَرْوِيٌّ مِنْ طُرُقٍ، وَكُلُّهَا ضِعَافٌ، لَا يَصِحُّ الْاِحْتِجَاجُ بِهَا.

”حدیث علی رضی اللہ عنہ کئی سندوں سے مروی ہے، سب کی سب ضعیف ہیں، ان سے حجت پکڑنا درست نہیں۔“

(التعليق المغني: 4/278)

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَتِ الْعَقِيقَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ رُفِضَتْ.

”عقیقہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے، جب اسلام آیا، تو اسے ترک کر دیا گیا۔“

(الآثار لأبي يوسف: 1054، ص 238)

جھوٹی روایت ہے۔

① صاحب کتاب قاضی ابو یوسف کو جمہور محدثین نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

② امام ابو حنیفہ بالاتفاق ضعیف ہیں۔

③ امام ابو حنیفہ کے استاذ حماد بن ابی سلیمان مختلط ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ان سے قبل از اختلاط روایت لینا ثابت نہیں۔

❀ محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ الْعَقِيقَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْأَضْحٰى رُفِضَتْ.

”عقیقہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے، جب قربانی مشروع ہوئی، تو عقیقہ منسوخ ہو گیا۔“

(الآثار لأبي يوسف: 1055، ص 238)

① صاحب کتاب قاضی ابو یوسف کو جمہور محدثین نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② امام ابوحنیفہ بالاتفاق ضعیف ہیں۔

③ رجل مبہم و نامعلوم ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا قَالَتْ : أَلَا أَعُقُّ عَنِ ابْنِي بِدَمٍ؟ قَالَ : لَا .

”جب آپ رضی اللہ عنہا نے حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، تو عرض کیا: کیا میں اپنے بیٹے کی طرف سے کوئی جانور عقیقہ کروں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 390/6، المعجم الكبير للطبراني : 917، 2576)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

اگر ان روایات کو صحیح بھی مان لیا جائے، تب بھی ان سے احناف کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَو صَحَّ قَوْلُهُ «لَا تَعُقِّي» عَنْهُ لَمْ يَدُلَّ ذٰلِكَ عَلٰى كَرَاهَةِ الْعَقِيقَةِ لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ أَنْ يَتَحَمَّلَ عَنْهَا الْعَقِيقَةَ فَقَالَ لَهَا : لَا تَعُقِّي، عَقَّ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفَاهَا الْمُؤْنَةَ .

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عقیقہ کرنے سے منع کیا ہے، تب بھی یہ عقیقہ کے مکروہ ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عقیقہ کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چاہتے تھے، اس لیے انہیں فرمایا: آپ عقیقہ نہ کریں۔ آپ ﷺ نے خود عقیقہ کیا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذمہ داری خود ادا کر دی۔"

(تُحفة المَودود، ص 47)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی بات بالکل درست ہے کہ اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے، تب بھی اس کا معنی یہ ہوگا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں عقیقہ کرنے سے منع فرمایا، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ خود حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کرنا چاہتے تھے اور صحیح احادیث سے ثابت بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہی سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ عقیقہ کیا تھا۔

❁ علامہ ظفر احمد تھانوی صاحب (۱۳۹۴ھ) لکھتے ہیں:

لِيُعْلَمْ أَنَّ عَمَلَ الْحَنَفِيَّةِ الْيَوْمَ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا عَمَلًا بِمَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ، وَالْأَمْرُ وَاسِعٌ لِمَا فِيهِ مِنَ الْاِخْتِلَافِ، فَتَدَبَّرْ.

"معلوم ہونا چاہیے کہ آج احناف شرح طحاوی پر عمل کرتے ہوئے عقیقہ کو مستحب کہتے ہیں، اس مسئلہ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے اس میں وسعت ہے، خوب سمجھ لیجئے!۔" (إعلاء السّنن : 121/17)

عقیقہ کی مشروعیت پر اختلاف نہیں، بلکہ اجماع ہے۔

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

عَلَى اسْتِحْبَابِهَا هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ ...... وَالْإِجْمَاعُ.

"عقیقہ کے مستحب ہونے پر احادیث اور اجماع دلیل ہیں۔"

(المغني : 459/9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "